(محمد نور الحق)

۷ بجے

مثنوی مولانا روم —

کشف المفہوم

شرح اردو —

چار حصوں پر مبنی

سنہ 1929ء

فرق جیب ہا (بہت جسم کی ریشم ہیں) - جیب میں ہا لوازت مدر اور تفہیم ہیں

جیب نفس کی زرد رو سوخار نا سور - اپریاں زخموں مرضی زیب جیب بار بار

منفعل تو جیب جسم و جاں ہا - جیب کے آس آئی بانی صورت طوفاں (

ہا سہ جا بہ کاری جستجو ہیں مانوس ہوں - پیکر خاکی کو جیب کے تجسس محسوس ہوں

شنتے ہیں شیشے کی جیب کی گرد ہیں - ضیق میں موجاں میرا دل ہو پیچ و تاب میں

زمیں کی بھیرٹ نہ اس کو صدا نواد ہیں - خانہ ویراں تو باہوں ہر آباد ہیں

مشکل سب دشمنی پائے - مشکو ماہ کون رحم پائے

کون ہوں میں جو مشکو ہائے - مشکو ہاتھوں آپ

میں اثر ہو لیے بہ کوشے - میں ہائے بن بہت نہ ہو

کے تیرہ صوبے بھو - ہو دن رہوں دیو

جنبش دیکھ ساقی نے بھری تھی اس میں پیمانہ — پلادے جام بھر بھر کر رہے آباد میخانہ

مصور حقیقہ زور ہے میرا [illegible] — [illegible] در پہ تمہاری اداؤں [illegible] دیوانہ

میرے سر [illegible] جو دی [illegible] — جسم اپنا [illegible] جان [illegible] کہہ [illegible] افسانہ

حبیب [illegible] ہے [illegible] — [illegible] دیکھا دیوانہ

[illegible] جان [illegible] — [illegible] قسمت [illegible] میرا [illegible] مستانہ

[illegible] — [illegible] دل اپنا [illegible] جانانہ

[illegible] ساقی نے — حقیقت میں [illegible] یگانہ

[illegible] اپنا [illegible] ارانہ

دیگر

ساقی [illegible] جام [illegible] — بجام [illegible] اپنی [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible] دریا [illegible]

مسودے کی صفحہ نمبر 306

(۱) ٹیکوں 311 مجرموں کو سزا دینے اور ان سے پہاڑوں کی صفائی کروائی گئی

سزا جیسے روزنامہ ہرمن ویسٹنری د شبیہ کی بات ہوتا ہے

(۲) ٹیکوں 318 جب صلح نامہ تحریر ہوئے تو سرسے مٹی جا بجا ہیلمیٹ پہ بات تحریر ہوئے

سزا بالکہ ایک دفعہ تحریر کرکے سب مٹی جا بجا

[redacted]

[illegible]

۱۰ بار کیسه [illegible]

۱۹۹ [illegible] ۵ [illegible]

[illegible] بار کیسه

[illegible]

[illegible] ۱۰ بار کیسه [illegible]

[illegible]

[illegible] ۵ [illegible] ۳۰۰ [illegible]

من تو شدم - تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نگوید بعد از این - من دیگرم تو دیگری

همیشه [illegible] تو زیبای عاشقی منی - از دید حسن جاودانگی [illegible] تو

[illegible]

[illegible]

~~شروع روز جمعه ۱ [illegible] سنه ۱۳[illegible] [illegible]~~

ساعت ۹ صبح

شروع روز [illegible] حوت سنه ۱۳۴۱

۳ [illegible]

[illegible]

شروع [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۲۴
۹
۱۸

۱۵
۷
[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱) [illegible] 4 - 5 [illegible] ([illegible] 7 [illegible] 7 [illegible] $\frac{1}{2}$ [illegible]

$\frac{1}{2}$ [illegible] $\frac{1}{2}$ [illegible]

[illegible]) [illegible] ([illegible])

[illegible]) [illegible] 5 [illegible]

[illegible] $\frac{1}{2}$ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

زلافِ حمد و نعت اولیٰ ست برخاکِ ادب خفتن   سجودے میتواں کردن درودے میتواں گفتن

مثنوی کی مفصل و مختصر بے شمار شرحیں ہیں مگر ان میں سے بعض تو عربی ہیں اور اکثر فارسی میں ہیں اور چند ایک اردو میں ہیں۔ اردو شرحوں میں مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کی شرح نہایت عمدہ ہے جو صرف پہلے دفتر کی ہی ہے۔ یہ شرحیں اپنے اپنے مذاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہیں۔ مگر ان میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس سے خواص و عام یکساں مستفید ہوں۔

بنا بریں مدت سے آرزو تھی کہ مثنوی مولانا روم کی ایسی شرح لکھی جائے جسے معمولی اردو دان بھی سمجھ لے اور اس کے مضامین سے فائدہ حاصل کر سکے چنانچہ منشی محمد نور الحق صاحب کی استدعا سے میں نے یہ شرح لکھی ہے کہ خدا تعالیٰ اسے ویسا ہی مقبول عام کرے جیسے اس کی ... کو کیا۔ آمین۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَھُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ط

محمد بشیر الصدیقی علی پوری

کے فقیہ اور عالم تھے۔

علوم باطنی کی تحصیل ۔ مولانا کے والد نے جب وفات پائی تو سید برہان الدین اپنے وطن ترمذ میں تھے یہ خبر سن کر ترمذ سے روانہ ہوئے اور قونیہ میں آئے۔ مولانا اس وقت لارندہ میں تھے سید برہان الدین نے مولانا کو خط لکھا اور اپنے آنے کی اطلاع دی۔ مولانا اسی وقت روانہ ہوئے قونیہ میں شاگرد استاد کی ملاقات ہوئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا۔ اور دیر تک دونوں پر بے خودی کی کیفیت طاری رہی۔ افاقہ کے بعد سید نے مولانا کا امتحان لیا اور جب تمام علوم میں کامل پایا تو کہا کہ صرف علم باطنی رہ گیا ہے اور یہ تمہارے والد کی امانت ہے جو میں تم کو دیتا ہوں۔ چنانچہ ۹ برس تک طریقت اور سلوک کی تعلیم دی۔ بعضوں کا بیان ہے کہ اسی زمانہ میں مولانا ان کے مرید بھی ہو گئے تھے۔ چنانچہ مناقب العارفین میں ان تمام واقعات کو بہ تفصیل لکھا ہے۔ مگر باوجود اس بات کے مولانا پر اب تک ظاہری علوم کا ہی رنگ غالب رہا۔ علوم دینیہ کا درس دیتے تھے۔ وعظ کہتے تھے۔ فتوے لکھتے تھے۔ اور سماع وغیرہ سے سخت احتراز کرتے تھے۔ اور ان کی زندگی کا دوسرا دور درحقیقت شمس تبریزی کی ملاقات سے شروع ہوتا ہے۔

شمس تبریز سے بیعت ۔ شمس تبریزی کی ملاقات کا واقعہ مختلف طریق سے منقول ہے ہم یہاں صرف جواہر المضیئہ سے نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دن مولانا گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ تلامذہ آس پاس بیٹھے تھے۔ چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اتفاقاً شمس تبریز کسی طرف سے آنکلے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ مولانا کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہ (کتابوں کی طرف اشارہ کر کے) کیا چیز ہے۔ مولانا نے کہا یہ وہ چیز ہے جس کو تم نہیں جانتے۔ یہ کہنا تھا کہ دفعتہً تمام کتابوں میں آگ لگ گئی۔ مولانا نے کہا یہ کیا ہے۔ شمس نے کہا یہ وہ چیز ہے جسے تم نہیں جانتے۔ شمس تو یہ کہہ کر چل دیئے۔ اور مولانا کا یہ حال کہ گھر بار مال اولاد سب چھوڑ چھاڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور ملک بہ ملک ڈھونڈتے پھرے۔ لیکن شمس کا کہیں پتہ نہ لگا۔ کہتے ہیں کہ مولانا کے مریدوں سے کسی نے شمس کو قتل کر ڈالا۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ مولانا حوض کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے سامنے کچھ کتابیں رکھی ہوئی تھیں شمس نے پوچھا یہ کیا کتابیں ہیں۔ مولانا نے کہا یہ قیل و قال ہے تمہیں اس سے کیا غرض۔ شمس نے کتابیں حوض میں پھینک دیں۔ اس پر مولانا کو کمال رنج ہوا۔ اور کہا میاں درویش تم نے یہ کیا کیا۔ ایسی نادر چیزیں ضائع کر دیں جن کا نعم البدل نہیں مل سکے

مصنف کتاب مولانا محمد جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات زندگی

نام ونسب۔ نام آپ کا محمد جلال الدین لقب اور عرف مولانائے روم ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح بیان
سلسلۂ نسب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ جواہر مضیۃ میں سلسلۂ نسب اس طرح بیان
کیا ہے محمد بن محمد بن محمد بن حسین بن احمد بن قاسم بن مسیّب بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن۔ بن
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم۔ اس روایت کی رو سے حسین بلخی مولانا کے پردادا ہوتے ہیں۔ لیکن
سپہ سالار نے ان کو دادا لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔ حسین مذکور بہت بڑے صوفی اور صاحب
حال تھے۔ سلاطین وقت ان کی اس قدر عزت کرتے تھے کہ محمد خوارزم شاہ نے جو بہت با اقتدار
فرماں روا تھا اور خراسان سے لے کر تمام ایران۔ ماوراء النہر کاشغر تک کا ملک اس کے
زیر نگین تھا۔ اپنی بیٹی کی ان سے شادی کر دی تھی۔ مولانا کے والد بہاؤ الدین اسی کے بطن
سے پیدا ہوئے تھے۔

سن ولادت وتعلیم وتربیت۔ مولانا کی ولادت ۶۰۴ھ ہجری میں بمقام بلخ ہوئی ابتدائی
تعلیم اپنے والد ماجد شیخ بہاؤ الدین سے حاصل کی۔ شیخ بہاؤ الدین کے مریدوں میں سید برہان الدین
محقق بڑے پایہ کے فاضل تھے۔ مولانا کے والد نے مولانا کو ان کے آغوش تربیت میں دے دیا وہ
مولانا کے اتالیق بھی تھے۔ اور استاد بھی۔ مولانا نے اکثر علوم انہی سے حاصل کئے۔ اٹھارہ یا انیس
کی عمر میں اپنے والد ماجد کے ساتھ قونیہ آئے۔ اور پھر اپنے والد کے انتقال کے دوسرے سال
۶۳۹ھ میں ۲۵ برس کی عمر میں تکمیل فن کے لئے شام کا قصد کیا اور حلب پہنچ کر مدرسہ حلاویہ
[?] میں قیام کیا اور تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ مدرسہ حلاویہ کے علاوہ حلب کے
مدرسوں میں بھی پڑھتے رہے۔ طالب علمی ہی کے زمانے میں عربیت فقہ حدیث اور تفسیر ومعقولات
میں وہ کمال حاصل کر لیا تھا کہ جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا اور کسی سے حل نہ ہوتا تو لوگ انکی طرف
رجوع کرتے۔ مناقب معارفین میں لکھا ہے کہ مولانا نے سات برس تک دمشق میں رہ کر علوم
کی اور اسوقت مولانا کی عمر ۴۰ برس کی تھی۔ الغرض مولانا نے تمام علوم درسیہ میں نہایت اعلیٰ درجہ
[?] المعتقد میں لکھا ہے کہ آپ تمام مذاہب سے واقف۔ علوم کی تمام قسموں پر حاوی اور [?]

سراسیمہ وحیران پھرتے تھے۔ آخر مولانا کے پاس آئے کہ یہ کیا بلائے آسمانی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے لقمۂ تر چاہتی ہے اور انشاء اللہ کامیاب ہوگی۔

چند روز کے بعد مولانا کا مزاج ناساز ہوا۔ اکمل الدین اور غضنفر جو اپنے زمانے کے جالینوس تھے۔ علاج میں مشغول ہوئے۔ لیکن نبض کا یہ حال تھا کہ ابھی کچھ ہے اور ابھی کچھ۔ آخر تشخیص سے عاجز آئے اور مولانا سے عرض کی کہ آپ خود مزاج کی کیفیت سے مطلع فرمائیں۔ مولانا مطلق متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ لوگوں نے سمجھا کہ بس اب کوئی دن کے مہمان ہیں۔

بیماری کی خبر عام ہوئی تو تمام شہر عیادت کے لئے ٹوٹ پڑا۔ شیخ صدرالدین جو شیخ محی الدین اکبر کے تربیت یافتہ اور روم و شام میں مرجع عام تھے۔ تمام مریدوں کو ساتھ لے کر آئے۔ مولانا کی حالت دیکھ کر بے قرار ہوئے اور دعا کی کہ خدا تعالےٰ آپ کو جلد شفا دے۔ مولانا نے فرمایا شفا آپ کو مبارک ہو۔ عاشق و معشوق میں بس ایک پیرہن کا پردہ رہ گیا ہے۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ بھی اٹھ جائے اور نور نور میں مل جائے شیخ روتے ہوئے اٹھ کر چلے آئے۔

تمام شہر کے امراء و علماء۔ مشائخ اور ہر طبقے اور درجے کے لوگ آتے تھے اور بے اختیار چیخیں مار مار کر روتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا آپ کا جانشین کون ہوگا۔ مولانا نے حسام الدین چلپی کا نام لیا۔ لوگوں نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا پھر بھی یہی جواب ملا۔ الغرض کئی ایک وصیتیں فرما کر جمادی الآخر ۶۷۲ھ کی پانچویں تاریخ یکشنبہ کے دن غروب آفتاب کے وقت انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رات کو تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا۔ صبح کو جنازہ اٹھا۔ بچے۔ جوان۔ بوڑھے۔ امیر و غریب۔ عالم و جاہل غرض ہر طبقے اور فرقے کے لوگ جنازے کے ساتھ تھے اور چیخیں مار مار کر روتے جاتے تھے۔ ہزاروں آدمیوں نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ عیسائیوں اور یہودیوں تک جنازے کے آگے انجیل اور توریت پڑھتے اور نوحہ کرتے جاتے تھے۔ بادشاہ وقت جنازے کے ساتھ تھا۔ اس نے اُن کو بلا کر کہا تم کو مولانا سے کیا تعلق؟ وہ بولے یہ شخص اگر تمہارا محمدؐ تھا تو ہمارا موسیٰ اور عیسیٰ تھا۔ صندوق جس میں تابوت رکھا تھا۔ راہ میں چند دفعہ بدلا گیا اور اس کے تختے توڑ کر تبرک کے طور پر تقسیم کئے گئے۔ شام ہوتے ہوتے جنازہ قبرستان میں پہنچا

گا۔ شمس نے حوض میں ہاتھ ڈال کر تمام کتابیں نکال کر کنارہ پر رکھ دیں اور لطف یہ کہ وہ کتابیں ویسی ہی خشک کی خشک تھیں۔ نمی کا نام نہ تھا۔ مولانا پر یہ دیکھ کر سخت حیرت طاری ہوئی۔ اور پوچھا میاں یہ کیا۔ شمس نے کہا یہ عالم حال کی باتیں ہیں تم ان کو کیا جانو۔ اس کے بعد مولانا اُن کے ارادت مندوں میں داخل ہو گئے اور برابر چھ ماہ تک دونوں بزرگ صلاح الدین زرکوب کے حجرے میں چلہ کش رہے جب چلہ سے برآمد ہوتے تو مولانا کی طبیعت میں ایک نمایاں تغیر پیدا ہو گیا تھا۔ پہلے سماع سے محترز تھے۔ مگر اب اس کے بغیر چین نہ آتا تھا چونکہ مولانا نے درس و تدریس اور وعظ و پند کے اشغال بالکل چھوڑ دیئے۔ اور حضرت شمس کی خدمت سے دم بھر جدا نہیں ہوتے تھے۔ اس لئے تمام شہر میں شور مچ گیا کہ ایک دیوانہ بے سرو پا نے مولانا پر ایسا سحر کر دیا کہ وہ کسی کام کے نہیں رہے۔ یہ برہمی یہاں تک پھیلی کہ خود مریدانِ خاص بھی اس کی شکایت کرنے لگے شمس کو ڈر ہوا کہ یہ شورش فتنہ انگیزی کی حد تک نہ پہنچ جائے۔ چپکے گھر سے نکل کر دمشق چل دیئے۔ اور پھر ان کا پتہ نہیں لگا۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ مولانا کے بعض مریدوں نے حسد کی وجہ سے انہیں قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۴۴ھ اور ۶۴۵ھ کے بیچ بیچ میں ہوا۔

شمس کی شہادت یا غیبوبت کے بعد مولانا کی طبیعت میں جو شاعرانہ جذبات پنہاں تھے وہ جوشش زن ہو کر باہر نکل آئے۔ مثنوی کی ابتدا اسی دن سے ہوئی شمس کے بعد مولانا نے شیخ صلاح الدین زرکوب کو اپنا ہم راز بنایا اور نو برس تک متصل ان سے صحبت گرم رہی۔ جس بات کے لئے مولانا شمس تبریز کو ڈھونڈتے پھرتے تھے اُن سے حاصل ہوئی اور بالآخر جب ۶۶۲ھ میں اُن کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو مولانا نے حسام الدین چلپی کو جو معتقدان خاص سے تھے اپنا ہمدم و ہمراز بنایا اور جب تک زندہ رہے انہی سے دل کو تسکین دیتے رہے۔ مولانا ان کے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے کہ لوگوں کو گمان ہوتا تھا کہ شاید اُن کے مرید ہیں۔ وہ بھی مولانا کا اس قدر ادب کرتے تھے کہ پورے دس برس کی مدت میں ایک دن بھی مولانا کے وضو خانہ میں وضو نہیں کیا۔ شدت کے جاڑے پڑتے ہوتے اور برف گرتی ہوتی لیکن گھر جا کر وضو کر آتے۔ ان ہی کی استدعا پر مولانا نے مثنوی لکھنی شروع کی۔

وفات مولانا۔ ۶۷۲ھ میں بڑے زور کا زلزلہ آیا اور برابر چالیس دن قائم رہا تمام لوگ

ہے۔ یا غائبانہ اس کے اوصاف بیان کرتا ہے۔ نیز ریاض العارفین وغیرہ کتب میں تصریح کی ہے
کہ مولانا نے شمس تبریزی کے نام سے یہ دیوان لکھا ہے۔

مثنوی۔ یہ وہ کتاب ہے جس نے مولانا کے نام کو آج تک زندہ رکھا ہے اور جس
کی شہرت اور مقبولیت نے ایران کی تمام تصنیفات کو مات کر دیا۔ اس کے اشعار کی مجموعی
تعداد جیسا کہ کشف الظنون میں ہے ۲۶۶۶ ہے۔

مشہور یہ ہے کہ مولانا نے چھٹا دفتر ناتمام چھوڑا تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مولانا نے خود اس
حصے کو پورا کیا تھا اور ساتواں دفتر بھی لکھا تھا جس کا مطلع یہ ہے۔

اے ضیاء الحق حسام الدین سعید دولتت پائندہ عمرت بر مزید

شیخ اسمٰعیل قیصری نے جنہوں نے مثنوی کی بڑی ضخیم شرح لکھی ہے ان کو اس دفتر کا ایک
نسخہ سنہ ۱۴۳ھ کا لکھا ہوا ہاتھ آیا اور انہوں نے تحقیق اور تنقید کے بعد یہ ثابت کیا کہ یہ خود مولانا
ہی کی تصنیف ہے



بموجب وصیت مولانا شیخ صدرالدین نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے لیکن چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ آخر قاضی سراج الدین نے نماز پڑھائی۔ چالیس دن تک لوگ مزار کی زیارت کو آتے رہے۔ مزار مبارک قونیہ میں ہے اور آج تک بوسہ گاہِ خلائق ہے۔

اولاد۔ مولانا کے دو فرزند تھے۔ علاؤ الدین محمدؔ اور سلطان ولد۔ علاؤ الدین محمدؔ کا نام صرف اس کارنامے سے زندہ ہے کہ انہوں نے شمس تبریز کو شہید کیا تھا۔ جیسا کہ بعض روایات میں ہے (واللّٰہ اعلم بحقیقۃِ حالہٖ) اور سلطان ولد جو فرزند اکبر تھے خلف الرشید تھے۔ گو مولانا کی شہرت کے آگے کے آگے اُن کا نام روشن نہ ہو سکا۔ لیکن علوم ظاہری و باطنی میں یگانۂ روزگار تھے۔ مولانا کی وفات پر سب کی رائے تھی کہ انہی کو مسند پر بٹھایا جائے۔ مگر ان کی نیک نفسی نے گوارا نہ کیا۔ بلکہ اپنے والد ماجد کی وصیت کے موافق حسام الدین چلپی کو ہی مسند نشین کیا اور اور جب انہوں نے ۶۸۲؁ھ میں انتقال کیا تو بہ اتفاق عوام سلطان مسندِ خلافت پر بیٹھے ان کے زمانہ میں بڑے بڑے علماء و فضلاء موجود تھے۔ لیکن جب وہ حقائق و اسرار پر تقریر کرتے تو سب دنگ رہ جاتے۔ انہوں نے ۷۱۲؁ھ میں ۵۶ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ ان کے چار صاحبزادے تھے۔ چلپی عارف۔ چلپی عابد۔ چلپی زاہد۔ چلپی واجد۔

مولانا کے معاصرین۔ اکثر تذکروں میں لکھا ہے کہ مولانا اپنے زمانے کے مشاہیروں سے جن کے نام ہم ذیل میں لکھیں گے اکثر سے ملے تھے۔ مگر تفصیلی حالات نہیں ملتے۔ اور نہ ہی اس مختصر میں اتنی گنجائش ہے۔ اس لئے ہم صرف ان کے نام لکھنے پر ہی کفایت کرتے ہیں۔ شیخ سعدی شیرازی۔ خواجہ فریدالدین عطار۔ شیخ شہاب الدین سہروردی۔ شیخ محی الدین ابن عربی۔ صدرالدین قونوی۔ یاقوت حموی۔ شاذلی ابن الاثیر۔ ابن الفارض۔ نجم الدین رازی۔ سکاکی۔ ابن حاجب سیف الدین آمدی۔ شاہ بو علی قلندر پانی پتی وغیرہم رحمہم اللّٰہ علیہم اجمعین

تصنیفات۔ مولانا کی تصنیفات حسب ذیل ہیں:۔

فیہ مافیہ۔ یہ ان خطوط کا مجموعہ ہے جو مولانا نے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ کے نام لکھے ہیں یہ کتاب بالکل نایاب ہے۔

دیوان۔ اس میں قریباً پچاس ہزار شعر ہیں۔ چونکہ غزلوں کے مقطع میں عموماً شمس تبریز کا نام ہے اس لئے عوام میں یہ شمس تبریزی کے دیوان سے مشہور ہے۔ مگر یہ نہایت فاش غلطی ہے کیونکہ شمس تبریز کا نام ان غزلوں میں اس حیثیت سے آیا ہے کہ مرید اپنے پیر سے خطاب کر رہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بشنو از نے چوں حکایت میکند	وز جدائیہا شکایت میکند
سن بانسری سے کس طرح حکایت کرتی ہے	اور جدائیوں سے شکایت کرتی ہے۔

لغات۔ نے اصل میں تو اس کے بانسری کے ہیں۔ مگر یہاں اس سے مراد روح انسانی ہے۔ چوں بمعنی چگونہ (کس طرح) ہے۔ وز اصل میں واز تھا ضرورت شعری کے باعث الف گر گیا۔ جدائیہا جدائی کی جمع ہے۔ فارسی زبان میں بے جان اسماء کی جمع آخر میں ہا زیادہ کرنے سے بناتے ہیں۔

معنی (ذرا) بانسری یعنی روح انسانی کی آواز کو سنو کس طرح (اپنے حال کی) حکایت کر رہی ہے اور کس درد سے جدائیوں کی شکایت کرتی ہے۔

مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ روح انسانی عالم ارواح میں خدا کی محبت و معرفت میں مشغول تھی مگر جب سے اس کا تعلق عالم اجسام سے ہوا اور صفات جسمانیہ یعنی شہوت و غضب وغیرہ نے اس پر غلبہ پایا تو ان روحانی صفات میں کمی واقع ہوئی جو اسے عالم ارواح میں حاصل تھیں تو اب جذبۂ غیبی یا کسی مرشد کامل یا کسی اور طریقہ سے اپنی اصلی حالت و صفات کو یاد کر کے افسوس کرتی ہے اور آہ و نالہ کر کے بانسری کی سی آواز نکالتی ہے۔ اور اپنی صفات حمیدہ میں کمی پا کر ہر ایک کو سوچ کر پریشان ہوتی اور ان کی جدائیوں کی شکایت کرتی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نے کے اصلی معنے بانسری ہی یہاں مراد ہوں۔ کیونکہ مولانا صاحب سماع سے تھے۔ اور قاعدہ ہے کہ جس شخص کو جس کی دُھن ہوتی ہے وہ ہر چیز میں اسی کو خیال کرتا ہے۔ مولانا بھی چونکہ نشۂ عشق میں مست تھے۔ بانسری کی آواز کو یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ بھی ہماری طرح اپنی جدائیوں کی ہی شکایت کر رہی ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں مولوی احمد حسن صاحب بزبانی شاہ امداد اللہ صاحب یوں ارشاد فرماتے ہیں

معنی۔ مجھے ایسا سینہ چاہیئے جو فراق سے پارہ پارہ ہو تو پھر میں اپنے درد اشتیاق کو ان شرح سے بیان کروں۔

مطلب یہ ہے کہ مجھے اپنا درد شوق بیان کرنے کے لئے ایسا سینہ چاہیئے جو خود کسی کے فراق سے پارہ پارہ ہو تاکہ وہ میرے درد اشتیاق کو سمجھے۔ کیونکہ دردمند کے درد سے وہی متاثر ہوتا ہے جو خود بھی دردمند ہو۔ ورنہ بعض سنگدل تو دردمند کو فریبی اور ریاکار سمجھ کر ہنسی میں اڑاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کیا خوب فرماتے ہیں۔

مرا باشد از درد طفلاں خبر ۔۔۔ کہ در طفلی از سر برفتم پدر

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سینہ سے مراد اپنا ہی سینہ ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ میرے آہ و نالہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں اس درد سے تنگ دل ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے جاتا رہے نہیں بلکہ میری تو یہ آرزو ہے کہ درد فراق سے میرا دل اور بھی پاش پاش ہو جائے تاکہ میں اس درد کا اچھی طرح اظہار کر سکوں۔

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش	باز جوید روزگار وصل خویش
جو شخص کہ دور پڑتا ہے اپنے اصل سے	پھر ڈھونڈتا ہے اپنے وصل کے دن

لغات۔ روزگار۔ مطلق زمانہ کے معنی میں مستعمل ہے۔ اور لفظ روز اور گار سے مرکب ہے۔ جس کے معنی ہیں دن بنانے والا۔ چونکہ حکماء کے نزدیک زمانہ نام ہے فلک اعظم کی حرکت کا جو دوسرے افلاک اور سورج کی حرکت کا باعث ہے۔ اس لئے زمانہ کو روزگار یعنی دن بنانے والا کہتے ہیں۔

معنی (قاعدہ ہے) کہ جو شخص اپنے اصل و ٹھکانے سے دور جا پڑتا ہے تو وہ پھر اپنے زمانہ وصال کو ڈھونڈا کرتا ہے۔

مطلب۔ یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے اور اس میں نَے یعنی روح انسانی کی حکایت و شکایت کا مطلب مذکور ہے یعنی اس کی شکایت اور آہ و نالہ کو بلا علت و سبب نہ سمجھو کیونکہ قاعدہ ہے کہ اپنے وطن مالوف سے دور افتادہ گریہ و زاری کیا ہی کرتا ہے۔ اسی طرح روح بھی عالم ارواح سے جدا اور صفات ملکوتیہ کے ضائع ہونے سے آہ و نالہ جو کر رہی ہے اور اس باغ و بہار کی پھر طالب ہے جس میں رہ کر محبت و معرفت کا مزا چکھا کرتی تھی۔

کہ حضرت مولانا شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ جو مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کے پیر طریقت تھے جب ان کو محبت الٰہی کا مزا چکھا کر روپوش ہوئے تو مولانا موصوف نے اُن کی جدائی میں پریشان و سرگردان ہو کر اُنہیں شہر بشہر ڈھونڈھا حتےٰ کہ ایک گروہ میں آپ کو پایا جو بانسلی بجانے میں مشغول تھے۔ جوں ہی مولانا نے دیکھا فوراً پابسجود ہوئے۔ اور اپنے پریشان دل کو اُن کے دیدار فیض آثار سے تسکین دی۔ جب مولنا شمس تبریزی کے حال سے آگاہ ہوئے تو بانسلی ان کے کان سے لگائی اور بجانے لگے۔ کہتے ہیں کہ یہ اشعار جو آپ نے بیان کئے اُسی بانسلی سے سُنے ہوئے تھے۔

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند
کہ جنگل سے جب مجھ کو کاٹا ہے

از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
میری فریاد سے مرد اور عورتیں روتی ہیں

لغات۔ کاف بیانیہ ہے جو شکایت و حکایت کا بیان ہے۔ تا توقیت کے لئے ہے۔ نفیر فریاد و آواز کو کہتے ہیں۔ نیستاں کے اصلی معنے تو جنگل کے ہیں مگر یہاں مراد عالم ارواح ہے جو روحوں کا وطن اصلی ہے جیسے کہ نے کا وطن اصلی نیستاں ہے۔ مرد و زن سے مراد بناد زناں ہیں۔

معنی۔ جب سے مجھے نیستاں یعنے عالم ارواح سے جو میرا اصل و نژاد ہے جدا کیا ہے۔ اس کی یاد میں اس سوز و درد سے نالاں ہوں جس کو سن کر سب ابنائے زمان رو رہے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جب سے میں اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر اس عالم اجسام میں آئی ہوں اور قوائے شہوانیہ کے باعث میری اصلی صفات جدا ہو گئی ہیں تب سے میں اس طرح زار و قطار رو رہی ہوں جس کے سننے سے ابنائے زمان کے کلیجے پھٹے جاتے ہیں کیونکہ قاعدہ کی بات ہے کہ دردمند صادق کا اثر دوسروں پر ضرور پڑتا ہے۔

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
سینہ چاہتی ہوں پارہ پارہ فراق کے

تا بگویم شرح درد اشتیاق
تا کہ کہوں میں اشتیاق کے درد کی تفصیل

لغات۔ شرحہ شرحہ۔ پارہ پارہ۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ فراق۔ جدائی۔ شرح۔ کسی بات کو واضح طور سے بیان کرنا تاکہ اس میں پیچیدگی نہ رہے۔

سرِ من از نالۂ من دور نیست | **لیک چشم و گوش را آں نور نیست**

بھید میرا میری فریاد سے دور نہیں ہے | لیکن آنکھ اور کان کو وہ نور نہیں ہے

لغات۔ لیک لیکن کا مخفف ہے اور لیکن عربی لفظ لکن کے الف کو امالہ کرنے سے بنا ہے بعض نسخوں میں چشم گوش پر اضافت مذکور ہے اور بہتر بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ نالہ کے سر کے احساس میں چشم کو کوئی دخل نہیں

معنے۔ میرا راز اس (آہ و درد) کے نالہ سے دور نہیں ہے (یعنی اس سے سمجھ میں آ سکتا ہے) لیکن لوگوں کے چشم و گوش اس کے دید و شنید کا نور نہیں رکھتے۔

مطلب یہ ہے کہ میری حقیقت کا راز تو میرے اس آہ و نالہ سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ وہ ایک ذوقی امر ہے اس لیئے ان ظاہری حواس میں اس کے معلوم کرنے اور سمجھنے کی قابلیت نہیں، یہ کام تو اہلِ باطن کا ہے۔ ظاہر بین جو صورت دلوا کے مقید ہیں اس کے علم سے قاصر ہیں۔ جیسے بھوک و پیاس وغیرہ۔ ذوقی امور کو وہی سمجھ سکتا ہے جسے مثلاً بھوک یا پیاس لگی ہو۔

تن ز جان و جاں ز تن مستور نیست | **لیک کس را دید جاں دستور نیست**

بدن روح سے اور روح بدن سے پوشیدہ نہیں ہے | لیکن کسی کو روح کا دیکھنا دستور نہیں ہے

لغات۔ مستور۔ پوشیدہ ستر سے مشتق ہے جس کے معنی پردے ہیں۔

معنی۔ (دیکھو) بدن روح سے اور روح بدن سے پوشیدہ نہیں ہے (بلکہ ان میں کمال قرب ہے لیکن (باوجود اس کے) کسی کے لیئے بھی روح کے دیکھنے کا دستور و قاعدہ نہیں۔

مطلب۔ یہ شعر پہلے مضمون کی دلیل و تمثیل ہے۔ یعنی اگر میرے راز کو لوگوں کے چشم و گوش معلوم نہ کر سکیں تو جائے تعجب نہیں کیونکہ کسی چیز کے قریب ہونے سے اس کا علم و ادراک ہونا ضروری نہیں چنانچہ دیکھو روح و بدن میں کمال قرب و اتصال ہے۔ مگر باوجود اس کے روح کا نظر آنا خلافِ عادت و دستور ہے۔

آتش است ایں بانگِ نائی نیست باد | **ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد**

آگ ہے یہ بانسری کی آواز ہوا نہیں ہے | جو شخص یہ آگ نہیں رکھتا فنا ہو وے

من بہر جمعیتے نالاں شدم	**جفت خوش حالاں و بدحالاں شدم**
میں ہر مجمع میں روئی ہوں	ساتھ خوش حالوں کے اور بدحالوں کے ہوئی ہوں

لغات ۔ جمعیتہ ۔ آدمیوں کا گروہ ۔ جفت شدن کے اصلی معنے تو ہیں جاع کرنے کے مگر یہاں مراد کمال اتصال ہے ۔ خوش حالاں و بدحالاں ۔ یا تو ان سے مراد امرا و فقرا ہیں ، ور یا صوفیان حق شناس اور رندان مکار ۔

معنی میں ہر ایک جماعت و جلسہ میں جا کر روئی ہوں اور امرا و فقرا یا اچھے برے ہر طرح کے لوگوں سے ملی ہوں ۔

مطلب یہ ہے کہ میں ہر طرح کے آدمیوں سے ملی ہوں کہ شاید کوئی میری گریہ وزاری پر رحم کر کے مجھے میرے وطن اولی تک پہنچا دے یا رستہ ہی بتا دے کہ میں ان صفات جسمانیہ سے رہائی پاؤں ۔ خدشہ خوش حال آدمیوں کی ملاقات سے تو فائدہ متصور ہے مگر بدحال آدمیوں سے کیا فائدہ ؟ **جواب** قاعدہ ہے کہ جب انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہو کر از خود رفتہ ہو جاتا ہے اور اس کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی تو ہر ایک شخص سے مطلب برآری کا خواستگار ہوتا ہے مثل مشہور ہے کہ ڈوبتا تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے ۔

ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ من	**وز درونِ من نجست اسرارِ من**
ہر شخص گمان سے ہوا میرا واقف	اور میرے باطن سے نہ ڈھونڈا میرا بھید

لغات ۔ ظن ۔ گمان ۔ درون کے معنی درمیان واندر کے ہیں ۔ اسرار جمع سر کی ہے ۔ جس کے معنی راز کے ہیں ۔

معنے ۔ ہر شخص اپنے گمان کے موافق میرا دوست بنا ہے ۔ مگر میرے اندرونی رازوں کو کسی نے تلاش نہیں کیا ۔

مطلب ۔ یہ شعر پہلے شعر کی خبر ہے یعنی میں تو اپنے درد کے علاج کے لئے ہر طرح کے آدمیوں کے پاس گئی ہوں اور اپنے اپنے خیال کے مطابق ہر شخص میرا ہمدرد و غمخوار بھی بنا ہے مگر میرے درد کی حقیقت و اصلیت کہ طلب قرب الٰہی تھی کسی نے نہیں سمجھی اور یہ اس لئے کہ ہر شخص اسی درد و مصیبت کی حقیقت سمجھ سکتا ہے جس میں کبھی مبتلا ہوا ہو ۔

نے حریفِ ہر کہ از یارے بُرید بانسری دوست ہی اس کی جو (یار سے کٹتا ہے	پردہ ہایش پردہائے ما دَرِید پردے اس کے ہمارے پردوں کو پھاڑتے ہیں

لغات۔ حریف۔ اس کے اصلی معنے تو ہم پیشہ کے آتے ہیں جو کبھی دوست ہوا کرتا ہے۔ اور کبھی دشمن۔ اس لئے کبھی اس کے معنی دوست کے لئے جاتے ہیں اور کبھی دشمن کے۔ یہاں مراد دوست ہے۔ بریدن جدا ہونا۔ پردہ ہایش میں پردہ کے معنی مقام راگ ہیں۔ اور پردہ ہائے ما میں پردہ سے مراد حجاب ہے

معنی۔ جو شخص اپنے دوست سے دور ہو جائے یہ نے اس کی یار غمگسار ہے (یعنی وہ اُس نے کی حقیقت سمجھ سکتا ہے) (اب مولانا اپنی نسبت فرماتے ہیں) کہ اس کے پردوں یعنی نالہ نے تو ہماری غفلت کے پردے پھاڑ کر الگ کر دیئے ہیں۔

مطلب۔ اس شعر میں شعر سابق کے مضمون کا اعادہ بطور تاکید کر کے کہتے ہیں کہ البتہ اُس شخص سے اُس نے کو مناسب ہے اور وہ اس کے درد و غم کی حقیقت سمجھ سکتا ہے جو اپنے دوست سے جدا ہو کر فراق کے درد سے آگاہ ہو گیا ہو۔ کیونکہ اب یہ دونوں درد فراق سے آگاہ ہیں تو بقول حکیم امت شیخ سعدیؒ ع انا للغریب ہوی الغریب انیس۔ نے اس کی حریف و غمخوار ہو گی۔ دوسرے مصراع میں مولانا اپنی نسبت فرماتے ہیں کہ ہم بھی چونکہ گرفتار فراق ہیں تو اسکے آہ و نالہ سے ہم پر یہ اثر پڑا کہ ہماری غفلت اور بے حسی کے پردے اٹھ گئے اور ہم بھی طلب مطلوب میں ساعی و سرگرم ہو گئے کیونکہ قاعدہ ہے روتے کو دیکھ کر رونا زیادہ آیا کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک عاشق جاں باز کبوتر کے ترنم کو یہ خیال کر کے کہ وہ اپنی مادہ کے فراق میں رو رہا ہے خود بھی رونے لگ گیا تھا اور اس پر یہ شعر کہے تھے۔

فَلَوْ قَبْلَ مَبْكَاهَا بَكَيْتُ صَبَابَةً ۔۔۔ بِسُعْدٰی شَفَیْتُ النَّفْسَ قَبْلَ التَّنَدُّمِ

وَلٰكِنْ بَكَتْ قَبْلِي فَهَيَّجَ لِي الْبُكَا ۔۔۔ بُكَاهَا فَقُلْتُ الْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ

یعنی اگر میں اپنی محبوبہ سعدیٰ کے سوز عشق سے اُس کبوتری کے پہلے روتا تو البتہ ندامت سے پہلے اپنے نفس کو شفا دے دیتا۔ مگر اب تو وہ میرے پہلے رو پڑی اور اس کے رونے نے مجھے بھی رُلایا تو میں نے کہا بزرگی متقدم کے لئے ہی ہوتی ہے۔

ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید	ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید

لغات۔ بانگ نائی۔ نائی کی یا نسبت کے لئے ہے نہ فاعلیت کے لئے یعنی وہ آواز جو نے کی طرف منسوب ہے۔ باد پہلے مصرع میں اس کے معنی ہوا کے ہیں اور دوسرے مصرع میں بودن سے امر معروف کا صیغہ ہے جس کے معنے ہو کے ہیں۔

معنی۔ یہ بانسری کی آواز (بے اثر ہوئے میں) ہوا نہیں ہے۔ بلکہ آگ ہے جسے یہ آگ نصیب نہیں خدا کرے وہ نیست و نابود ہو جائے۔ یا خدا کرے وہ بھی اس آگ سے فنا کا مزا چکھ لے۔

مطلب۔ یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے اور اس میں طالب حق کی آہ و نالہ کی تاثیر کا بیان کرتے ہیں کہ طالب حق کی آواز ہوا کی طرح بے اثر نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ تو آگ کی طرح ہوتی ہے کہ جس چیز کے پاس سے بھی گذر جاتی ہے اُسے سوختہ و افروختہ کر کے اپنے جیسا بنا لیتی ہے یعنی سچے عاشق کے ہم نشیں محروم نہیں رہتے بلکہ اُنہیں بھی عشق کی دولت عظمٰے نصیب ہوتی ہے۔ اب دوسرے مصراع میں مولانا اس نعمت عظمٰے سے محروم شخص کو بددعا دیتے ہیں کہ جس میں یہ آتش عشق نہ ہو وہ نابود ہوا ہی اچھا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے دعا مراد لی جائے یعنی جس میں یہ عشق کی آگ نہیں خدا کرے اسکو بھی یہ میسر ہو جائے اور اس کے اثر سے اُسے بے خود اور فنا ہونا حاصل ہو جائے۔

آتشِ عشق است کاندر نے فتاد عشق کی آگ ہے کہ بیچ بانسری کے پڑی	**جوششِ عشق است کاندر مے فتاد** عشق کا جوش ہے کہ بیچ شراب کے پڑا

لغات۔ نے سے مراد وہی روح جو طالب حق تھی یا خود طالب حق مراد ہے۔ کاندر کہ اندر کا مخفف ہے اور مے سے مراد مطلوب ہے جو شراب کی طرح طالبوں کو بیخود کر دیتا ہے۔

معنی۔ یہ عشق و محبت کی آگ ہی ہے جو نے یعنی طالب حق میں جلوہ آرا ہے اور یہ عشق کا ہی جوش و خروش ہے جو مے یعنی مطلوب میں ہے۔

مطلب۔ مولانا اس شعر میں عشق و محبت کا شان و حال بیان فرماتے ہیں کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو محب کی صفت بھی ہے اور محبوب کی صفت بھی۔ اگرچہ ان دونوں میں فرق زمین و آسمان کا ہے۔ لیکن آخر نفس اسم میں تو دونوں شریک ہیں۔ اور یہ متشارکت اسمی بھی ایک نعمتِ عظمٰے ہے۔



لغات۔ محرم۔ واقف راز۔ بیہوش سے مراد وہ شخص ہے جو ما سوی اللہ سے بے ہوش ہو۔
مُشتری۔ اِشتراء سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں خریدار۔
معنی۔ اس (حقیقی) ہوش (یعنی قصہ عشق) کا وہی شخص واقف ہے (جو ما سوی اللہ سے) بیہوش ہو (دیکھو) زبان کی باتوں کا کان جیسا کوئی عضو خریدار نہیں۔
مطلب۔ فرماتے ہیں کہ اگرچہ نے کی حالت سے ہی اس کا قصہ عیاں و ہویدا ہے۔ مگر اس قصہ عشق کو جو حقیقی ہوش ہے کہ اس سے مطلوب حقیقی کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو ما سوی اللہ سے بے ہوش ہو۔ پھر اس بیان کی توضیح کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہیں۔ کہ دیکھو زبان سے جو کلمات نکلتے ہیں۔ سوائے کان کے انسان کا کوئی جزو انہیں نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ کسی بات کو سمجھنے کے لئے سمجھ کی قابلیت کا ہونا ضروری ہے۔ چونکہ دوسرے اعضاء وہ قابلیت نہیں رکھتے اس لئے ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔

گر نبودے نالۂ نے را ثمر اگر نہ ہوتا بانسری کی فریاد کو پھل	نے جہاں را پُر نہ کردے از شکر بانسری جہان کو بھرتی نہ شکر سے

لغات۔ ثمر کے اصلی معنے تو پھل کے ہیں مگر مجازاً فائدہ اور نتیجہ کے معنے بھی آتے ہیں۔ شکر کے اصلی معنے تو مشہور ہیں۔ مگر یہاں اس سے مراد معرفت ہے جو طالبان معرفت کے لئے شکر سے بھی شیریں ہے
معنے۔ اگر نالۂ نے کا کوئی نتیجہ و فائدہ نہ ہوتا تو نے تمام جہان کو شکر معرفت سے پُر نہ کرتی۔
مطلب۔ اس شعر میں مولانا نے کے فائدے اور نتیجے کو بیان کرتے ہیں کہ اس نالہ نے کو بیفائدہ و بے نتیجہ خیال نہ کرنا۔ بلکہ اس سے بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ پھر اپنے اس بیان کی تائید میں کہتے ہیں کہ اگر بالفرض اس کا نالہ بے فائدہ اور بے نتیجہ ہوتا تو دنیا میں جو ہزاروں عارف ہیں وہ کہاں سے آگئے۔ انہیں اس کے آہ و نالہ سے تو معرفت عطا ہوئی ہے۔

در غمِ ما روزہا بیگاہ شد بیچ ہمارے غم کے مدتوں تک شام ہوئی	روزہا با سوزہا ہمراہ شد مدتوں ساتھ غموں کے ہمراہ ہوئی

لغات۔ بیگاہ۔ بیائے مجہول شام کے معنی میں آتا ہے۔

مانند بانسری کے زہر اور تریاق کس نے دیکھا	مانند بانسری کے موافق اور مشتاق کس نے دیکھا

لغات۔ تریاق ایک دوا ہے جس کے کھانے سے زہر کا اثر نہیں ہوتا۔ یہ اصل میں لفظ تریاک کا معرب ہے۔ کہ دونوں مصرعوں میں کہ استفہامیہ ہے۔

معنی۔ نے کا سا زہر و تریاق کسی نے دیکھا ہے اور اس جیسا موافق و مشتاق کسی نے دیکھا ہے یعنی کسی نے نہیں دیکھا۔

مطلب۔ پہلے شعر میں مولانا نے نالۂ نے کا اثر بیان فرمایا ہے کہ اس سے غفلت اٹھ جاتی ہے اور طلبِ مطلوب کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ دفعِ غفلت کے لئے شہوات نفسانی کی تقلیل لازم ہے جو نفس کے لئے زہر ہلاہل اور روح کے لئے اس جیسی کوئی غذائے خوش گوار ہے۔ کیونکہ بدن تو شہوات نفسانی کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے اس کے لئے تو نالۂ نے بمنزلۂ زہر ہوا۔ اور روح کے لئے جو شہوات کی کمی چاہتا ہے بمنزلۂ تریاق ہوا۔

نے حدیثِ راہِ پُر خوں میکند بانسری خون سے بھرے ہوئے راستہ کی باتیں کرتی ہے	قصہائے عشقِ مجنوں میکند قصے مجنوں کے عشق کے کرتی ہے

لغات۔ راہِ پُر خوں سے مراد رستۂ عشق ہے جو نہایت مشکل ہے اور جس کے قدم قدم پر خونِ عشاق کا فرش بچھا ہوا ہے۔ مجنوں سے مراد یا تو مطلق عاشق ہیں اور یا ایسے عاشق مراد ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو مجنوں کی طرح محبوب و مطلوب میں فنا کر دیا ہو چنانچہ مجنوں نے اَنَا لَیْلٰی (میں ہی لیلےٰ ہوں) کہا تھا۔

معنی۔ نے (جس سے مراد طالب و عاشقِ صادق ہے) اپنے نالہ و آہ میں طریقۂ عشق کی جو نہایت دشوار گذار ہے باتیں بیان کرتی ہے۔ اور مجنوں جیسے عشق کے قصے بیان کرتی ہے۔

مطلب۔ فرماتے ہیں کہ نے کی آواز کو محض صوت و صدا ہی خیال نہ کرنا بلکہ یہ تو عشق کے دشوار گذار رستے کا جس کے قدم قدم پر خون عاشقوں کا فرش بچھا ہے۔ نہایت عمدگی سے بیان کرتی ہے اور مجنون یعنی قیس عامری جیسے عاشقوں کے قصے بیان کرتی ہے جنہوں نے اپنے آپ کو فنافی المحبوب کر دیا۔

محرمِ ایں ہوش جز بیہوش نیست راز دار اس ہوش کا سوائے بیخود کے نہیں ہے	مر زباں را مشتری چوں گوش نیست زبان کا خریدار مانند کان کے نہیں ہے

کہ جن کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ ان کو بے روزی سے تعبیر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ ان کی عمر ہی ضائع ہو گئی۔
خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تین طرح کے انسان ہیں ایک تو وہ جو کبھی بھی تجلیات حق کے مشاہدہ سے سیر نہیں ہوتے اور دوسرے وہ جو تھوڑے پر ہی فارغ ہو گئے ہیں اور تیسرے وہ جنہیں کچھ بھی نصیب نہیں ہوا۔

پس سخن کوتاہ باید والسلام	در نیابد حال پختہ ہیچ خام
پس بات کم کرنی چاہئے اور سلام	نہیں پاتا پختہ کا حال کچھ بھی خام

لغات۔ پختہ سے مراد یہاں وہ لوگ ہیں جن کو ماہی سے تعبیر کیا گیا اور خام سے دوسری قسمیں ہیں یعنی غیر ماہی اور بے روزی جسے محجوب بھی کہتے ہیں۔
معنی۔ کوئی ناقص۔ کامل کے حالات کو معلوم نہیں کر سکتا۔ پس سخن کوتاہ چاہئے اور سلامتی بھی اسی میں ہے۔
مطلب۔ اب مولانا اصل مضمون سے انتقال کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ ہم جو بیان کر رہے ہیں وہ کاملین کا حال ہے اور یہ بات بدیہی ہے کہ کوئی ناقص کامل کے حالات سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عالم و معلوم میں مناسبت کا ہونا ضروریات سے ہے تو اب ہمیں اس مضمون کو چھوڑنا لازم ہے۔ تطویل میں کچھ فائدہ نہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ سلامتی بھی اس خاموشی میں ہی ہے۔ کیونکہ ایسی باریک باتوں کے بیان کرنے سے ناقصوں کے غلطی میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

چند باشی بند سیم و بند زر	بند بگسل باش آزاد اے پسر
کب تک رہے گا چاندی اور سونے کی قید میں	زنجیر کی قید سے توڑ آزاد رہ اے پسر

لغات۔ بند کے اصلی معنے تو قید کے ہیں مگر یہاں مراد تعلقات ہیں کیونکہ وہ بھی ایک قسم کی قید ہوتی ہیں۔
معنے۔ اے لڑکے تعلقات ماسوی اللہ کو قطع کر کے آزاد ہو جا۔ کب تک سیم و زر کی قید میں رہے گا۔
مطلب۔ پہلے شعر سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ جب کوئی ناقص کامل کے حالات معلوم نہیں کر سکتا تو آخر کوئی ایسا طریقہ بھی ہونا چاہئے۔ جس سے وہ ناقص بھی کامل ہو جائے اور ان حالات سے واقف

معنے۔ ہماری عمر کے بہت سے دن غم میں (صبح سے) شام تک گزر گئے۔ اور بہت سے ایام سوز و گداز میں ہی صرف ہوئے۔ یعنی اتنی عمر ویسے ہی ضائع ہوئی۔
مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ طالب صادق جو ہمیشہ طالب ترقی رہتا ہے اور کبھی سیر نہیں ہوتا اپنی گذشتہ عمر کو ضائع اور تلف شدہ سمجھ کر افسوس کرتا ہے کہ اتنی عمر بیکار و ضائع ہوگئی اور مقصود حاصل نہ ہوا۔

روزہا گر رفت گو رو باک نیست مدتیں گزر گئیں افسوس اور ڈر نہیں ہے	**تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست** تو رہ اے وہ کیونکہ مانند پاک نہیں ہے

لغات۔ باک۔ خوف۔
معنے۔ اگر بہت سے ایام عمر ضائع ہوگئے تو ہوجائیں کچھ خوف نہیں ہے۔ عشق جو سب خرابیوں سے پاک ہے تیرا رہنا ہی کافی ہے۔
مطلب۔ اس شعر میں پہلے مضمون سے اعراض کر کے فرماتے ہیں کہ اگر بہت سے ایام غم ضائع ہوگئے ہیں تو کچھ خوف نہیں کیونکہ عشق جو اصلی دولت اور تمام خرابیوں سے پاک و مبرا ہے موجود ہے تو اس کا وجود ہی کافی ہے۔

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد وہ شخص کہ سوائے مچھلی کے پانی سے بھر گیا	**ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد** وہ شخص کہ بے نصیب ہے اس کے دن کو دیر ہوئی

لغات جز کے معنی یہاں غیر کے ہیں۔ دیر شدن۔ خراب ہونا۔ فوت ہونا۔
معنے۔ جو شخص غیر ماہی ہے وہ تو اپنے پانی سے ہی سیر ہوگیا ہے اور جو بے روزی ہے اس کی عمر ہی ضائع گئی۔
مطلب۔ پہلے اشعار میں ایسے طالبانِ صادق کا ذکر تھا جو کبھی بھی مشاہدہ تجلیات سے سیر نہیں ہوتے۔ مولانا نے انہیں ماہی کا لقب عطا کیا ہے۔ یعنی جیسے مچھلی پانی سے سیر نہیں ہوتی اسی طرح وہ بھی سیر نہیں ہوتے۔ اس شعر میں دو اور شخصوں کا ذکر کرتے ہیں ایک تو غیر ماہی جن کو کچھ حاصل ہوا ہے اور وہ اسی پہ قانع ہوگئے ہیں وہ عباد و زہاد ہیں جو تھوڑے پانی سے ہی سیر ہوگئے ہیں۔ دوسرے وہ

تیرتی رہتی ہیں جس کے درمیان ابر نیساں کی بوند پڑ جاتی ہے وہ منہ بند کرکے سمندر کی تہ میں جا بیٹھتی ہے اور وہی قطرہ حکمت خدا سے موتی بن جاتا ہے۔ مگر تحقیق جدید نے اس خیال کو غلط ثابت کیا ہے اور بتلایا ہے۔ اصل میں موتیا ایک جانور ہوتا ہے۔ یہ سیپیاں اس کا گھر ہیں جب کوئی ریت کا ذرہ یا اور کوئی چیز سیپی میں پڑ جاتی ہے اور اس جانور کے نرم جسم کو پہنچتی ہے تو وہ ایک لعاب سا جو اس کے منہ سے نکلتا ہے اس کے گرد پیٹ دیتا ہے وہی لعاب سوکھ کر حکمت خدا سے موتی بن جاتا ہے۔

او زحرص وعیب کلّی پاک شد	ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد
وہ حرص اور عیب سے بالکل پاک ہوا	ہر شخص جس کا کپڑا عشق سے چاک ہوا

لغات۔ عشقے کی یا تنکیر کے لئے ہے یعنی خواہ کوئی سا عشق ہو۔ مجازی یا حقیقی۔ لفظ عیب کو بغیر اضافت پڑھنا چاہیئے کیونکہ کلّی عیب کی صفت نہیں بلکہ پاک کی تاکید ہے

معنے۔ جس شخص کا لباس عشق سے چاک ہوا وہ حرص و دیگر عیوب ذمیمہ سے کلیۃً پاک ہو گیا۔

مطلب۔ مولانا اس شعر میں ماسوی اللہ سے قطع تعلقات اور حرص و دیگر عیوب ذمیمہ کو زائل کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں کہ جس شخص میں عشق اس قدر سرایت کر جائے کہ نوبت جامہ دری کی پہنچے تو سمجھ لو کہ وہ شخص تمام عیوب ذمیمہ سے پاک ہو گیا کیونکہ عشق جیسی چیز کے سامنے جس کا وصف یحرق ما سوے المحبوب ہے حرص و دیگر عیوب کی کیا ہستی ہے۔ کیا خوب کہا ہے ؎

اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقاں ریزد
من و ساقی بہم سازیم و بنیادش براندازیم

اے طبیب جملہ علتہائے ما	شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے ہمارے تمام اسباب کے معالج	خوش رہ اے عشق اچھے ہمارے سودا کے

لغات۔ سودا۔ خیال۔ علتہا۔ بیماریاں۔ علت کی جمع ہے۔

معنے۔ اے عشق جو ہمارے خیالات کو خوش یعنی درست کرنے والا ہے اور ہماری تمام امراض قلبی کا طبیب ہے تو خوش رہو۔

ہو جاتے۔ مولانا اس کا جواب دیتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ خواہش ہے تو تعلقات مذموم کو قطع کر کے زر و سیم کے خیالات کو دل سے نکال کر آزاد ہو جاؤ تو پھر تم بھی ان حالات سے واقف ہو سکو گے۔

گر بریزی بحر را در کوزہ اگر ڈالے تو سمندر کو بیچ کوزہ کے	**چند گنجد قسمتِ یک روزہ** کتنا سمائے گا ایک روز کی تقسیم میں

لغات۔ قسمت۔ حصہ۔ بخشش۔ خرچ۔

معنے۔ اگر تو سمندر کو کوزہ میں ڈالے تو اس میں کتنا پانی سمائے گا۔ صرف ایک دن کی خوراک

مطلب۔ اس شعر میں مولانا قطع تعلق کی آسانی کے لئے حرص کی مذمت بیان کرتے ہیں۔ اور اُسے ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ دیکھو اگر تم کوزہ میں سمندر کو ڈالنا چاہو تو اس میں صرف اتنا پانی سمائیگا جو ایک دن کے لئے کافی ہوگا۔ اسی طرح تم اپنے پیٹ کے لئے جو بمنزلہ کوزہ ہے۔ اپنے انبار سیم و زر کی جمع کر رہے ہو۔ اس میں تو صرف ایک دن کی خوراک ہی سمائیگی۔ پھر زیادہ جمع کرنے سے کیا فائدہ

کوزۂ چشمِ حریصاں پُر نشد حریصوں کی آنکھ کا برتن پُر نہیں ہوتا	**تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد** جب تک سیپ صابر نہ ہو موتی سے نہیں بھرتی

لغات۔ صدف۔ سیپ کو کہتے ہیں۔ قانع قناعت کرنے والا۔ تھوڑے پر ہی کفایت کرنے والا۔

معنے۔ حریصوں کی آنکھوں کا کوزہ کبھی پُر نہیں ہوتا۔ سیپی اس وقت تک موتیوں سے پُر نہیں ہوتی جب تک قناعت نہیں کرتی۔

مطلب۔ اس شعر کا پہلا مصرع بھی حرص کی مذمت میں ہے۔ فرماتے ہیں کہ حریصوں کی آنکھیں کبھی سیر نہیں ہوتیں۔ حکیم است شیخ سعدیؒ فرما گئے ہیں۔

گفت چشمِ تنگ دنیا دار را　　یا قناعت پُر کند یا خاکِ گور

دوسرے مصرع میں مولانا قناعت کی مدح کرتے ہیں کہ قناعت نہایت ہی عجیب چیز ہے کہ جس سے صدف جیسی بے حس بے شعور چیز پُر گوہر ہو جاتی ہے تو تم جو عقل و شعور رکھتے ہو قناعت کرو گے تو جانے تمہیں کیسا مرتبہ عطا ہوگا۔ یہ مضمون ایک پرانے خیال پر مبنی ہے کہ موسم بہار میں سیپیاں سمندر میں منہ کھولے

تھے طالب دیدار ہوئے تو خدا کی تجلی سے پہاڑ جو ایک جماد و بے شعور چیز ہے حرکت میں آگیا۔

عشق جانِ طور آمد عاشقا	طور مست و خرّ موسیٰ صعقا
عشق طور کی جان آئی اے عاشق	طور مست ہوا اور موسے بیہوش گرا

لغات۔ طور ایک پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تجلی ہوئی تھی۔ عاشقا میں الف ندا کے لئے ہے۔ خرّ گر پڑے۔ صعقا بے ہوش ہوکر۔

معنے۔ اے عاشق پہاڑ طور کی جان عشق ہی تھا (اس عشق سے ہی) طور مست ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے

مطلب۔ اگر کوئی خیال کرے کہ کوہ طور جو ایک بے حس و حرکت چیز ہے کس طرح حرکت میں آگیا۔ اس کے جواب میں مولانا فرماتے ہیں کہ عشق نے ہی تو کوہ طور میں جان ڈالی تھی جس سے وہ مست ہوگیا اور حرکت کرنے لگا اور اسی عشق کی بدولت ہی تو حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہوکر گر پڑے تھے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عشق ایسی عجیب چیز ہے جس سے جمادات میں بھی جان پڑ جاتی ہے اور بے حس حرکت چیزیں بھی زندہ ہوجاتی ہیں جس میں عشق نہیں وہ جماد سے بھی بدتر ہے۔

بالبِ دمسازِ خود گر جفتمے	ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے
ساتھ اپنے دمساز ہونٹ کا اگر ساتھی ہوتا	مانند بانسری کے میں باتیں کہتا

لغات۔ گفتنیہا۔ گفتنی کی جمع ہے جس کے معنے ہیں کہنے کی چیز یعنی بات۔ دمساز۔ ہمراز۔ موافق

معنے۔ میں بھی اگر اپنے ہمراز دوست سے ملتا تو بانسری کی طرح کرنے کی باتیں کرتا

مطلب۔ فرماتے ہیں کہ میں عشق کے اسرار و آثار سے نہایت اچھی طرح سے واقف ہوں مگر بیان اس لئے نہیں کرتا کہ مجھے کوئی ہمراز دوست جو ان اسرار کو سمجھے نہیں ملتا۔ اور نا اہلوں کو بتانے سے غلط فہمی کا خوف ہے۔ ہاں اگر کوئی دمساز و ہمراز ان کو سمجھنے والا مل جاتا تو میں بھی نے کی طرح اس سے عشق کے اسرار بیان کرتا اور نے کو اس لئے خاص کیا کہ وہ بھی اپنے بجانے والے سے ہی اچھی طرح جبکہ سے دوسرا شخص اُسے نہیں بجا سکتا۔ تو گویا وہ بھی اپنے ہمراز سے راز کہتی ہے

مطلب - قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز سے انسان کو زیادہ محبت ہوتی ہے تو اس کا تصور آنکھوں کے سامنے بندھ جاتا ہے اور انسان اس محویت میں اسے جاندار و ذی شعور سمجھ کر مخاطب کر لیا کرتا ہے۔ مولانا نشۂ عشق میں سرشار ہو کر اُسے مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تیری بدولت خیالات فاسد درست ہو جاتے ہیں اور تجھ سے تمام بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ خدا کرے تو ہمیشہ ہی خوش رہے۔

اے تو افلاطُون و جالینوسِ ما	اے دوائے نخوت و ناموسِ ما
اے تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے	اے ہمارے عار و ننگ کی دوا

لغات - نخوت دونوں کی زیر سے تکبر، بڑائی۔ ناموس مخلوق سے عزت و حرمت کی توقع رکھنا

معنے - اے ہمارے عار و ننگ کی دوا اور اے ہمارے لئے افلاطون و جالینوس۔

مطلب - یہ شعر مضمون سابق کی تائید سے یعنی اس میں بھی عشق کی تعریف کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اے عشق تو نہایت عمدہ چیز ہے کہ تجھ سے نخوت و ناموس یعنی عار و ننگ کا دفعیہ ہوتا ہے اور ان دونوں کو اس لئے خاص کیا ہے کہ عشق کو ان کے دفعیہ میں خاص خصوصیت حاصل ہے۔ کیونکہ عشق میں ذلت لازمی ہے جو عار و ننگ کے منافی ہے

کوہ در رقص آمد و چالاک شد	جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد
پہاڑ بیچ ناچ کے آیا اور چالاک ہوا	جسم مٹی کا عشق سے اوپر آسمانوں کے گیا

لغات - جسم خاک سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک ہے۔ افلاک - آسمان فلک کی جمع ہے۔ رقص - ناچنا - حرکت میں آنا

معنے - (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) خاکی جسم عشق کی بدولت (معراج میں) آسمانوں پر گیا (اور اسی عشق کی بدولت) پہاڑ (طور) ناچنے لگا اور حرکت میں آگیا۔

مطلب - اس شعر میں بھی عشق کی تعریف کرتے ہیں کہ عشق ایسی عجیب چیز ہے کہ اسی کی بدولت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معراج میں آسمان پر تشریف لے گئے۔ کیونکہ آپ محبوب تھے اور محبوب کو عروج ز مرتبہ عطا ہوا ہی کرتا ہے اور اسی عشق کی بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام جو محبت کا درجہ رکھتے

دسخت اور ریاں زیر و بم سے مراد مضامین مختلف ہے۔ فاش۔ ظاہر۔ کھلم کھلا۔

معنے۔ ان رنگا رنگ اور مختلف مضامین میں ایسے رازہائے سربستہ ہیں کہ اگر میں انہیں کھلم کھلا بیان کر دوں تو تمام عالم تباہ و برباد ہو جائے

مطلب۔ اس شعر میں مولانا اسرار عاشقانہ کو ظاہر کرنے کی مضرت بتاتے ہیں کہ عشاق کے مختلف کلمات عشقیہ میں جو راز پوشیدہ ہیں اگر میں انہیں ظاہر کر دوں تو دنیا تباہ ہو جائے۔ مراد اس راز سے وحدۃ الوجود کا راز ہے جس کو نہ سمجھنے سے عوام اکثر غلطی میں پڑ جاتے ہیں اس لئے اس سے چپ رہنا بہتر ہے ہاں اگر ہمیں بھی بانسلی کی طرح ہم زبان وہم لب ساقی مل جائے تو ہم بھی وہ راز کہہ دیتے۔

آنچہ نے میگوید اندر این دو باب جو کچھ بانسری ان دو باب میں کہہ رہی ہے	**گر بگویم من جہاں گردد خراب** اگر میں بیان کروں تو جہاں تباہ ہو جائے

لغات۔ دو باب۔ اس سے مراد بانسلی کی بلند و باریک آوازیں ہیں۔

معنے۔ بانسری جو اپنی ان باریک و بلند آوازوں میں کہہ رہی ہے اگر میں اس مضمون کو بیان کروں تو دنیا تباہ ہو جائے۔ کیونکہ وہ ایسے راز ہیں جنہیں عوام نہیں سمجھ سکتے۔ اسلئے کہ انہیں بتانے سے خوف الحاد و زندقہ ہے

مطلب۔ یہ شعر پہلے شعر کی تاکید ہے

جملہ معشوق است و عاشق پردۂ سب معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے	**زندہ معشوق است و عاشق مردۂ** زندہ معشوق ہے اور عاشق مردہ ہے

لغات۔ معشوق سے مراد ذات خداوندی ہے اور عاشق سے مراد ممکنات ہیں اور پردہ سے مراد موجود ظاہری ہے جو موجود حقیقی کے لئے بمنزلہ پردہ کے ہے۔

معنے۔ حقیقت میں خدا ہی موجود حقیقی ہے اور عاشق یعنی ممکنات بمنزلہ پردہ کے ہیں کامل زندگی خدا کی ہی ہے اور ممکنات مردہ کی طرح ہیں۔

مطلب۔ اس شعر میں مولانا وحدۃ الوجود کے مسئلے کو جسے عوام سے اخفا کرتے تھے خواص کے لئے بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ جو ممکنات موجود نظر آ رہے ہیں انکا وجود صرف ظاہری ہے۔ اصلی وجود خداوندی

ہر کہ او از ہم زبانے شد جدا وہ جو کہ ہم زبان سے ہوا جدا	**بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا** بے راگ ہوا گرچہ رکھتا ہے سو راگ

لغات۔ ہمزبان۔ دوست ہمراز۔ بے نوا بے سامان۔ نوا کے معنی سامان کے ہیں۔
معنے۔ (قاعدہ ہے) کہ جو شخص اپنے ہمراز دوست سے جدا ہو جاتا ہے اگرچہ وہ کیسا ہی باسامان ہو۔ بے سامان ہو جاتا ہے۔
مطلب۔ فرماتے ہیں کہ بات مجھ پر ہی منحصر نہیں کہ اپنے ہمراز کے سوا کسی کو بات نہیں بتا سکتا۔ بلکہ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جو شخص اپنے ہمراز و ہم زبان سے جدا ہو جاتا ہے وہ خواہ کیسا ہی مقرر و خوش بیان ہو اپنے مافی الضمیر کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ مگر اس لئے نہیں کہ وہ اپنا مطلب ادا کرنا نہیں جانتا بلکہ اس لئے کہ غیر اہل سے اس کا اظہار مضر ہے۔

چونکہ گل رفت و گلستاں درگذشت جب کہ پھول گیا اور باغ ہو چکا	**نشنوی زیں پس ز بلبل سرگذشت** نہیں سنتا تو اس کے بعد بلبل سے کہانیاں

معنے۔ جب (موسم) گل چلا جاتا ہے اور باغ (خزاں سے) ویران ہو جاتا ہے تو اس کے بعد تم بلبل کے چہچہے نہ سنوگے۔
مطلب۔ مضمون سابق کی تمثیل بیان کرتے ہیں کہ دیکھو جب پھولوں کا موسم جاتا رہتا ہے اور بادِ خزاں باغ پر چل جاتی ہے تو اس کے بعد بلبل کے چہچہے بھی سنائی نہیں دیتے۔ کیونکہ اس کے چہچہے سننے والا ہمراز دوست پھول ہی نہیں رہتا تو اب وہ گانا کسے سنائے۔ اور دردِ دل کس سے بیان کرے اسی طرح میرا بھی ہمراز موجود نہیں لہذا خاموشی اختیار کرنی چاہتا ہوں

سِر نہان ست اندر زیر و بم خفیہ بھید ہے بیچ باریک اور بلند کے	**فاش اگر گویم جہاں برہم زنم** کھول کر اگر کہہ دوں جہان کو تباہ کر دوں

لغات۔ زیر۔ را کے کسرہ اور یائے معروف کے ساتھ آواز باریک کو کہتے ہیں۔ بم آواز بلند

نور اسکا دائیں اور بائیں اور نیچے اور اوپر	اوپر سر اور گردن میرے طوق کی مانند ہے

لغات۔ یمن۔ دایاں۔ یسر بایاں۔ تحت و فوق۔ نیچے اوپر
معنے۔ اس کا نور (عنایت و الطاف) مجھے دائیں بائیں نیچے اوپر ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔
مطلب۔ اس شعر میں خدا تعالےٰ کی معیت کا بیان کرتے ہیں کہ خداوند جل و علا کی عنایت ہر طرف سے ہمارے شامل حال ہے اور ہر جہت سے اس نے ہمیں گھیرا ہوا ہے۔

عشق خواہد کیں سخن بیروں رود عشق چاہتا ہے کہ یہ بات باہر ہووے	**آئنہ غماز نبود چوں بود** آئینہ صاف نہ ہو کس طرح ہو

لغات۔ غماز چغلخور۔ آنکھ سے اشارہ کرنے والا۔ یہاں وہ آئنہ مراد ہے جو صاف ہو۔ کیونکہ وہ بھی اپنے مقابل کی صورت کا اشارہ کر دیتا ہے۔ یعنی بتلا دیتا ہے۔
معنے۔ عشق تو چاہتا ہے کہ یہ بیان (یعنی اسرار عشق) دراز ہوتا جائے۔ مگر جب آئنہ غماز یعنے صاف نہ ہو تو یہ بات کس طرح ہو سکے۔
مطلب۔ فرماتے ہیں کہ عشق کے اسرار تو غیر متناہی ہیں وہ تو چاہتے ہیں کہ یہ قصہ دراز ہو جائے مگر کیا کریں جب سامعین کے فہم کا شیشہ ہی غماز یعنی صاف نہیں تو یہ بات کیسے ہو سکتی ہے یعنی اُن کے فہم ہی اُن اسرار کو سننے کے قابل نہیں تو ہم کیسے سنائیں۔

آئنہ ات دانی چرا غماز نیست آئینہ تیرا جانتا ہے تو کیوں صاف نہیں ہے	**زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست** کیونکہ زنگار اس کے منہ سے دور نہیں ہے

لغات۔ ممتاز۔ جدا کیا گیا۔ علیحدہ کیا گیا۔
معنے۔ اے مخاطب تو جانتا ہے کہ تیرا آئنہ قلب کیوں صاف نہیں۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ اس کے منہ سے زنگار دور نہیں کیا گیا۔
مطلب۔ اس شعر میں صفائی قلب و فہم نہ حاصل ہونیکی وجہ بتاتے ہیں کہ اے مخاطب تیرا آئنہ قلب اس واسطے صاف نہیں کہ اس پر تعلق ماسوی اللہ کا زنگ چڑھا ہوا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَۃٌ

کا ہی ہے۔ اور یہ وجود ممکنات ایک طرح سے عجب ہیں کہ وجود خدا کو نظر نہیں آنے دیتے پھر اس کی ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ اس میں زندہ تو ذات خداوندی سمجھو اور ممکن کو مثل مردہ تصور کرو۔ اب دیکھو اگرچہ مردہ کا وجود تو ہوتا ہے اور تعریف وجود اس پر صادق آتی ہے مگر زندے کے سامنے اس کا وجود ناقص ناچیز محض اور یہ مرتبہ رکھتا ہے کہ اسے کالعدم شمار کیا جائے اور یہی ہیں معنی ہمہ اوست کے جس کو ملا نے کفر بتایا کرتے ہیں العیاذ باللہ

چوں نباشد عشق را پرواے او کیوں نہ ہو عشق کو اس کی پرواہ	او چو مرغے ماند بے پرواے او وہ مانند مرغ کے ہے بے پر اور افسوس اس پر

لغات. عشق سے مراد معشوق ہے۔ اور مبالغۃً ایسا کہہ دیا کرتے ہیں۔ وآے۔ افسوس

معنے۔ جب معشوق یعنی خدا تعالیٰ کو اس کے یعنی عاشق کے حال کی پرواہ نہ ہو تو وہ مرغ بے بال و پر کی طرح ہو جاتا ہے۔ اس کے حال پر افسوس ہے۔

مطلب. اس شعر میں مولانا پھر مدح عشق کی طرف رجوع کر کے فرماتے ہیں کہ عاشق اس لیے خدا تک جا پہنچتا ہے کہ عشق سے خود خدا تعالیٰ کو بھی عاشق کے حال پر توجہ ہو جاتی ہے اور اُسے اپنی طرف کشش فرمانے لگتے ہیں۔ اور اگر خداوندی کو اس کی پرواہ نہ ہو تو وہ بیچارہ تو مرغ بے بال و پر کی طرح رہ جائے جس کو سوائے اظہارِ افسوس کے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

من چگونہ ہوش دارم پیش و پس میں کس طرح ہوش رکھوں آگے اور پیچھے	چوں نباشد نورِ یارم ہمنفس جب نہ ہو نور میرے یار کا ہمدم

معنے۔ اگر میرے یار کا نور میرا ہمدم و ہمنفس نہ ہو تو میں پس و پیش کی ہوش کس طرح رکھ سکتا ہوں۔

مطلب۔ اس شعر میں مولانا اس توجہ و مدد کا بیان کرتے ہیں کہ اگر خدا کی توجہ میری طرف نہ ہو تو مجھے اپنے پیش و پس کی کیا خبر ہے اور انسان کا دشمن جانی شیطان کب مجھے سیدھے رستے پر چلنے دے جس نے کہا تھا لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ الصّٰلِحٰت ۔

نورِ او در یمن و یسر و تحت و فوق	بر سر و بر گردنم مانندِ طوق

اس حکایت میں مولانا آئینہ دل کو صاف کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ کیونکہ شعر سابق سے یہ سوال ہو سکتا تھا کہ جب آپ دل کو صاف کرنیکی ہدایت فرماتے ہیں تو اسکا طریقہ بھی بیان فرمایئے۔ اس لئے فرماتے ہیں۔

بشنوید اے دوستاں ایں داستاں سنو اے دوستو یہ داستان	**خود حقیقت نقدِ حالِ ماست آں** آپ حقیقت مطابق حال ہمارے کے ہے وہ

لغات۔ نقد اس کے اصلی معنی تو پرکھنے اور دینے کے آتے ہیں مگر مجازاً ذات و دل کے معنے بھی آتے ہیں اور یہاں مطابق کے معنی ہیں۔ خود حقیقت یعنی فی الحقیقت۔

معنے۔ اے دوستو! آؤ یہ داستان سنو جو حقیقت میں ہماری ہی حالت کے مطابق اور موافق ہے۔

مطلب۔ مولانا اس حکایت میں آئینہ دل کی صفائی کا طریقہ بتاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ آؤ تمہیں ایک داستان سنائیں جو ہے تو کسی اور کی مگر ہمارے حال کے نہایت موافق اور اس پر چسپاں ہے۔ مولانا اشرف علی صاحب موافقت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جسطرح اس حکایت میں ایک بادشاہ کنیز پر عاشق ہو گیا تھا۔ اسیطرح سلطان روح بھی کنیزک نفس پر عاشق ہو گیا ہے اور جسطرح وہ کنیزک ایک زرگر پر عاشق تھی اسی طرح لذات دنیا پر عاشق ہے اور جسطرح بادشاہ کو ناقص طبیبوں کیطرف رجوع کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ اسی طرح ناقص مرشدوں کی صحبت سے فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور جس طرح طبیب غیبی نے کنیزک کے عشق کو دور کرنے کا یہ علاج کیا کہ زرگر کو ایک دوا کھلا کر بدصورت بنایا تاکہ کنیزک کو اس سے نفرت پیدا ہو جائے اور پھر اسے ہلاک کر دیا کہ بالکل ہی اسکا خیال جاتا رہے۔ اسی طرح شیخ کامل لذات دنیا کی محبت کو تدریجاً نفس سے جدا کرتا ہے حتیٰ کہ وہ ان کو ترک کر دیتا ہے اور امراض نفسانیہ سے نجات پاتا ہے اور سلطان روح اس سے منتفع ہوتا ہے۔

نقدِ حالِ خویش را گر پے بریم نقد حال اپنے کو اگر غور کریں ہم	**ہم ز دنیا ہم ز عقبےٰ برخوریم** دنیا سے بھی عقبیٰ سے بھی نفع مند ہوں ہم

لغات۔ پَے بُردن سراغ لگانا۔ پتا لگانا۔ غور و خوض کرنا۔ برخوردن فائدہ اٹھانا۔ نفع حاصل کرنا۔

معنے۔ اگر ہم اپنی موجودہ حالت میں غور و خوض کریں تو دنیا و آخرت دونوں جہان میں ہمیں فائدہ حاصل ہو۔

مطلب۔ فرماتے ہیں کہ اگر ہم اسی طرح ہمیشہ اپنی حالت میں غور کرتے رہیں تو دونوں جہان سنور جائیں کیونکہ

وَصِقَالَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی یعنی ہر شے کی ایک صیقل اور جلا دینے والی چیز ہے اور دل کو صیقل اور جلا دینے والا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

آئنہ کز زنگ و آلائش جدا است آئینہ جو زنگ اور آلائش سے جدا ہے	**پُر شعاع نورِ خورشیدِ خدا است** بھرا ہوا شعاع خدا کے سورج کے نور سے ہے

معنے جو آئنہ زنگ و آلائش سے پاک و صاف ہے وہ خورشید خدا کے نور سے پُر شعاع اور منور ہوا کرتا ہے۔

مطلب ہر دو اشعار سابقہ میں مولانا نے زنگ آلودہ آئنہ کا حال بیان فرمایا تھا اب بے زنگ آئنہ کا حال بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کا آئنہ دل ماسوی اللہ کے زنگ آلائش سے پاک ہوتا ہے اُسکے دل پر انوار الٰہی تاباں و درخشاں ہوتے رہتے ہیں کیونکہ اس دل کو بسبب صفائی کے اپنے مطلوب سے کچھ نسبت ہو جاتی ہے۔

رَو تو زنگار از رُخِ او پاک کُن جا تو زنگار اس کے منہ سے صاف کر	**بعد ازاں آں نور را اِدراک کُن** بعد اس کے اُس نور کو ادراک کرنا

لغات۔ ادراک سمجھنا

معنے۔ پہلے جا کر اپنے آئنہ دل سے زنگار صاف کرو۔ اس کے بعد نور الٰہی کا ادراک کرنا

مطلب۔ فرماتے ہیں کہ اگر تجھے اس نور پاک کے ادراک کا شوق و ذوق ہے تو جاؤ پہلے اپنے آئنہ دل سے زنگ صاف کرو۔ پھر اس بات کا خیال کرنا کیونکہ جب تک عالم و معلوم میں کسی طرح کی نسبت نہ ہو جبتک اُس وقت تک اس معلوم کا ادراک بہت مشکل بلکہ محال ہوا کرتا ہے۔

حکایت بادشاہ عاشق شدنش بر کنیزک و خریدن بادشاہ آں کنیزک را و رنجور شدن آں کنیزک و تدبیر معالجۂ بادشاہ بہر کنیزک

ترجمہ۔ بادشاہ کا ایک کنیز پر عاشق ہو کر اُسے خریدنا اور اس کنیز کا بیمار ہونا۔ اور بادشاہ کا اس کنیز کا معالجہ کرنا۔

معنے۔ بادشاہ نے ہر طرف سے طبیبوں کو جمع کیا (یعنی ملک کے مشہور طبیبوں کو بلایا) اور کہا ہم دونوں (یعنی میری اور لونڈی کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے طبیبوں کو بلا کر کہا کہ ہم دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے کنیز کی تو اس لئے کہ وہ بیمار ہے علاج نہ کرو گے تو مر جائیگی اور میری اس لئے کہ میں اُس پر عاشق ہوں۔ اس کی ہلاکت میری ہلاکت کا باعث ہوگی۔

جانِ من سہل است جانِ جانم اوست میری جان آسان ہے میری جان کی جان وہ ہے	**دردمند و خستہ ام درمانم اوست** دردمند اور خستہ ہوں میرا علاج اُس سے ہے

معنے۔ میری جان تو آسان ہے (یعنی اسکی حقیقت کچھ نہیں) میری جان کی جان تو وہی ہے میں بیمار ہوں اور وہ میرا علاج ہے

ہرکہ درماں کرد مرجانِ مرا جس نے کہ علاج کیا میری جان کا	**بُرد گنج و دُرّ و مرجانِ مرا** لے جائے گا موتیوں اور مرجان کا خزانہ میرا

لغات۔ مرجان جو پہلے مصرع میں ہے اس میں مر یا تو حصر کے لئے ہے یا زائدہ۔ دوسرے مصرع کے مرجان کا مرجز و کلمہ ہے اور اس مرجان کے معنے مونگے کے ہیں۔

معنے۔ جو شخص میری جان (یعنی کنیزک کا) علاج کرے گا وہ میرا خزانہ موتی اور مونگا لے جائے گا یعنے اُسے بہت انعام دیا جائے گا۔

جملہ گفتندش کہ جاں بازی کنیم سب نے کہا ہم جان پر کھیلیں گے	**فہم گرد آریم وانبازی کنیم** سمجھ اگر رکھتے ہیں ہم شرکت کریں گے ہم

لغات۔ جانبازی۔ جان پر کھیل جانا۔ گرد آوردن جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔ انبازی شرکت

معنے۔ سب نے کہا ہم جان پر کھیلیں گے (یعنی خوب کوشش کریں گے اور جان تک دینے میں فرق نہ

لغات - برخور دار شدن - فائدہ اٹھانا - ملاقی ہونا۔

معنے - بادشاہ نے چونکہ اس سے ملاقات کی تو وہ کنیزک قضا سے بیمار ہو گئی۔

آں یکے خر داشت پالانش نبود	**یافت پالاں گرگ خر را در ربود**
وہ ایک گدھا رکھتا تھا پالان نہیں تھا	پایا پالان تو بھیڑیا گدھے کو بھگا لے گیا

معنے - ایک شخص کے پاس گدھا تھا مگر پالان ہی موجود نہ تھا کہ اس پر سوار ہوتا جب پالان ملا تو گدھے کو بھیڑیے نے پھاڑ کھایا۔

کوزہ بودش آب مے نامد بدست	**آب را چوں یافت خود کوزہ شکست**
کوزہ تھا اس کا پانی نہیں ملتا تھا	پانی کو جب پایا تو کوزہ ہی ٹوٹ گیا

معنے - ایک کے پاس کوزہ تھا مگر اُسے پانی ہی ہاتھ نہیں آتا تھا جب اُسے پانی ملا تو کوزہ ہی ٹوٹ گیا۔

مطلب - مذکورہ بالا ہر دو اشعار مولانا نے تمثیلاً بیان کئے ہیں کہ بادشاہ بیچارے کا وہی حال ہوا جیسا اس شخص کا ہوا تھا کہ اس کے پاس گدھا تھا تو پالان ہی نہیں تھا جب پالان ملا تو گدھا ہی جاتا رہا اور ایک شخص کے پاس پیالہ تھا تو پانی نہیں ملتا تھا جب پانی ملا تو پیالہ ہی ٹوٹ گیا۔ اسی طرح بادشاہ کو پہلے تو کنیزک ہاتھ نہ آتی تھی۔ جب ہاتھ آئی تو اس کے بیمار ہو جانے کے باعث وصال سے محروم ہو گیا۔ ان اشعار سے یہ نتیجہ نکلا کہ دنیا میں کسی شخص کو پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ ایک چیز ملتی ہے تو دوسری نہیں ہوتی اور جب دوسری ملتی ہے تو پہلی جاتی رہتی ہے۔

شہ طبیباں جمع کرد از چپ و راست	**گفت جان ہر دو در دست شماست**
بادشاہ نے حکیموں کو جمع کیا بائیں اور دائیں سے	کہا دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے

لغات - چپ و راست سے مراد تمام اطراف سے ہے۔

کہ دل سے ترک کرے۔ یعنی دل میں قساوت قلبی سے اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہ ہو زبان سے کہنا یہ ایک عارضی حالت ہے۔ قابل اعتبار نہیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ صرف زبان سے انشاء اللہ کہنا مفید نہیں جب تک کہ دل میں اس کی تصدیق نہ ہو۔

اے بسا ناوردہ استثنا بگفت	**جان او با جان استثناست جفت**
اے بہت سے نہیں لائے انشاء اللہ کہنے میں	جان ان کی ساتھ استثنا کی جان کے ہے ملی ہوئی

لغات بگفت۔ اس میں با ظرفیت کیلئے ہے اور گفت حاصل بالمصدر ہے جسکے معنی ہیں کلام و گفتگو کے۔

معنے۔ اے مخاطب بہت سے لوگ ہیں جو اپنے کلام میں استثنا ظاہر نہیں لاتے (مگر حقیقت میں) ان کی جان استثنا کی جان سے ملی ہوتی ہے یعنی ان کا دل استثنا کے روح یعنی تفویض الی اللہ سے ملا ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو تارک استثنا نہیں کہہ سکتے۔ **مطلب**۔ اس شعر میں مضمون سابق کی تائید ہے

ہرچہ کردند از علاج و از دوا	**گشت رنج افزون و حاجت ناروا**
جو کچھ کیا علاج اور دوائی سے	ہوا رنج زیادہ اور ضرورت الٹی

معنے۔ جتنی دوا اور علاج کرتے گئے بیماری بڑھتی گئی اور مقصود پورا نہ ہوا۔
مطلب۔ جوں جوں وہ علاج کرتے گئے بیماری بڑھتی گئی اور مقصود پورا نہ ہوا۔

شربت و ادویہ و اسباب او	**از طبیباں بُرد یکسر آبرو**
شربت اور دوائیں اور اس کی تجویزوں نے	حکیموں سے گرائی سراسر عزت

لغات۔ ادویہ دوا کی جمع ہے۔ یا کو ضرورت شعری کے لئے مشدد کیا گیا ہے۔ اصل میں مشدد نہیں او کا مرجع بیماری ہے۔

معنے۔ شربت دواؤں اور بیماری کے اسباب (کی غلط فہمی) نے طبیبوں کی ساری عزت خاک میں ملا دی مطلب یہ ہے کہ تشخیص و معالجہ میں غلطی جو ہوئی تو ان کی ساری شیخی کرکری ہو گئی۔ کیونکہ وہ اپنے آپ

کریں گے) اور ہوش وحواس مجتمع کر کے باہمی شرکت ومشورہ سے علاج کریں گے۔

ہر یکے از ما مسیح عالمے است	**ہر الم را درکفِ ما مرہمے است**
ہر ایک ہم سے ایک عالم مسیح ہے	ہر مرض کی بیچ ہمارے ہاتھ کے مرہم ہے

لغات۔ مسیح ماہر طبیب کو مبالغۃً مسیح کہہ دیا کرتے ہیں اَلَم۔ دکھ۔ درد۔ بیماری

معنے۔ ہم میں سے ہر ایک مسیح زماں ہے اور ہمارے قبضہ میں ہر ایک بیماری کا علاج ہے۔ آپ فکر نہ فرمائیں۔ اس بیماری کو ہم فوراً دور کردیں گے۔

گر خدا خواہد نہ گفتند از بَطَر	**پس خدا بنمود شاں عجزِ بشر**
اگر خدا چاہے نہ کہا گھمنڈ سے	پس خدا نے دکھایا ان کو بشر کا عجز

لغات۔ گر خدا خواہد۔ یعنی انشاء اللہ۔ بَطَر۔ تکبر۔ اترانا۔ عجز۔ عاجزی

معنے۔ تکبر سے انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا تو خدا نے ان کو انسان کا عاجز ہونا دکھا دیا۔

مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ازراہ تکبر انشاء اللہ نہ کہا تھا تو خدا نے انہیں بتا دیا کہ انسان ایک عاجز چیز ہے اس کو یہ دعوے زیبا نہیں ہے اور عجز اس طرح دکھایا کہ وہ کنیزک ان سے تندرست نہ ہوئی بلکہ زیادہ بیمار ہوتی گئی تو انہیں اس بات سے انسان کا ضعیف البنیان یعنی عاجز ہونا ثابت ہوگیا۔

ترکِ استثنا مرادم قسوتے است	**نے ہمیں گفتن کہ عارض حالتے است**
انشاء اللہ کے ترک سے میری مراد سیاہ دلی ہے	نہ یہ کہنا کہ عارضی حالت ہے

لغات۔ استثناء۔ انشاء اللہ تعالیٰ کہنا۔ قسوت۔ سنگ دلی۔

معنے۔ انشاء اللہ کے ترک سے میری مراد سنگ دلی ہے نہ کہ قول و گفتار میں ترک کرنا جو کہ ایک عارضی حالت ہے۔

مطلب۔ یہ شعر مضمون سابق کی تفسیر ہے فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ کے ترک سے میری مراد یہ ہے

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت ہلیلہ سے قبض ہوئی روانی گئی	**آب آتش را مدد شد ہمچو نفت** پانی آگ کی مدد دینے والا ہوا مانند نفت کے

لغات۔ اِطلاق۔ پیٹ کا رواں ہونا یعنی دست آنے۔ نَفت۔ ایک روغن ہے جو آگ بہت جلد قبول کرتا ہے۔ بارود کو بھی کہہ دیتے ہیں۔

معنے۔ (جب قضا آتی ہے تو) ہلیلہ سے (جو قبض کشا ہے) قبض ہو جاتی ہے۔ دست بند ہو جاتے ہیں اور پانی روغن نفت کی طرح آگ کا معاون و مددگار بن جاتا ہے۔

مطلب۔ مذکورہ بالا ہر دو اشعار میں مولانا نے دواؤں کے آثار کی مخالفت بیان فرمائی ہے کہ جب تقدیر آتی ہے تو ہر ایک چیز غیر مؤثر ثابت ہوتی ہے۔

سستیٔ دل شد فزون و خواب کم دل کی سستی ہوئی زیادہ اور نیند کم	**سوزشِ چشم و دلِ پُر درد و غم** آنکھ کی سوزش اور درد و غم بھرا ہوا دل

معنے۔ دل کی سستی بڑھ گئی اور نیند کم ہو گئی۔ اور سوزش چشم پیدا ہوئی اور دل پر درد و غم ہو گیا۔

مطلب۔ اس شعر میں پھر اُس بادشاہ کے حال کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ اسکا حال ایسا ایسا ہو گیا

ظاہر شدن عجز حکیماں از معالجۂ کنیزک بر بادشاہ و بدرگاہ حق تعالےٰ رو آوردن بادشاہ و در خواب دیدن بادشاہ ولی را و حلِ مشکل او

ترجمہ۔ کنیزک کے علاج سے حکیموں کا عجز بادشاہ پر ظاہر ہونا اور اس (بادشاہ) کا درگاہ خدا تعالےٰ میں رجوع کرنا۔ اور بادشاہ کا خواب میں ولی کو دیکھنا اور مشکل کا حل ہونا۔

شاہ چو عجز آں طبیباں را بدید بادشاہ نے جب ان حکیموں کا عجز دیکھا	**پا برہنہ جانبِ مسجد دوید** پاؤں ننگے مسجد کی طرف دوڑا

کو وسیع زبان خیال کرتے تھے مگر کنیز کی بیماری دور نہ ہوئی۔

آں کنیزک از مرض چوں موئے شد وہ لونڈی بیماری سے مانند بال کے ہوئی	چشم شاہ از اشکِ خوں چوں جوئے شد بادشاہ کی آنکھ خون کے آنسو سے مانند نہر کے ہوئی

لغات۔ اشک۔ آنسو۔ جوئے نہر
معنے وہ کنیزک جب بیماری سے بال کیطرح لاغر ہوگئی۔ تو بادشاہ کی آنکھیں خونی آنسوؤں سے نہر بن گئیں۔
مطلب۔ جب وہ کنیز نہایت لاغر ہوگئی تو بادشاہ کی آنکھوں سے اُس غم سے نہر کیطرح آنسو بہنے لگے۔

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود جب قضا آتی ہے حکیم بے وقوف ہوجاتا ہے	آں دوا در نفع خود گمراہ شود وہ دوا بیچ نفع کے خود غیر موثر ہوجاتی ہے

لغات۔ گمراہ سے مراد غیر موثر ہے۔
معنے۔ جب قضا آتی ہے تو طبیب بیوقوف ہوجاتا ہے اور وہ دوا اپنے نفع میں غیر موثر ثابت ہو جاتی ہے۔
مطلب یہ ہے کہ جب قضا آتی ہے تو کچھ بن نہیں پڑتا۔ ماہر وحاذق طبیب کے اوسان خطا ہوجاتے ہیں۔ اور نافع دوائیں غیر موثر ہوجاتی ہیں اور اِنَّ اللّٰهَ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ کا آہنی قاعدہ اپنا ثبوت دکھاتا ہے۔

از قضا سرکنگبیں صفرا فزود قضا سے سکنجبین سے صفرا بڑھ گیا	روغنِ بادام خشکی مے فزود بادام کے روغن سے خشکی زیادہ ہوئی

لغات۔ سرکنگبیں۔ سکنجبین کو کہتے ہیں۔ اصل میں یہ لفظ سرکہ اور انگبیں جسکے معنی شہد اور سرکہ سے مرکب ہیں
معنے۔ قضا سے سکنجبین صفرا کو زیادہ کرتی ہے اور روغن بادام خشکی کرتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ سکنجبین جو قطع صفرا کے لئے مجرب شربت ہے اور روغن بادام جو دفع خشکی کے لیے نہایت مفید ہے۔ جب قضا آتی ہے۔ تو اپنی تاثیر کے خلاف اثر کرتے ہیں۔ سکنجبین سے صفرا بڑھتا ہے اور روغن بادام خشکی کرتا ہے۔

معنے - ہماری اور ان طبیبوں کی تمام حالت تیرے لطفِ عام کے سامنے بالکل ناچیز ہے۔

مطلب - بادشاہ اپنے کئے پر پشیمان ہو کر معافی چاہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ بار خدایا اگرچہ ہمارا اور ان طبیبوں کا آپ پر اعتماد کلی نہ کرنا قابل مواخذہ ہے مگر آپ کے لطف عام وشامل کے مقابل وہ بالکل ہیچ ہے۔ اگر آپ معاف فرمائیں تو بڑی بات نہیں۔

اے ہمیشہ حاجتِ مارا پناہ اے تو ہمیشہ ہماری حاجتوں کو پناہ دیتا ہے	**بارِ دیگر ما غلط کردیم راہ** دوسری دفعہ ہم نے غلط کیا راستہ

معنے - اے ہمیشہ ہماری حاجت کے پشت و پناہ۔ ہم پھر رستہ بھول گئے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ تو نے ہمیشہ میری حاجت روائیاں کیں۔ اور باوجود اس علم کے میں پھر رستہ بھول گیا کہ تجھ جیسے حاجت روا کو چھوڑ کر طبیبوں کی طرف رجوع کیا۔

لیک گفتی گرچہ مے دانم سِرت لیکن کہا تو نے اگرچہ جانتا ہوں تیرا بھید	**زود ہم پیدا کُنش بر ظاہرت** جلدی پیدا کر اس کو اوپر اظہار کے

لغات - سِرت - تیرا راز۔ اصل میں رؔ مشدد ہے۔ ضرورت شعری کیلئے ساکن کیا گیا۔ کنش میں ضمیر شؔ ستر کی طرف راجع ہے۔ ظاہر سے مراد زبان ہے۔

معنے - لیکن تیرا ارشاد ہے کہ اے انسان اگرچہ میں تیرا راز جانتا ہوں۔ مگر اپنی زبان پر بھی اسے ظاہر کر۔

مطلب - یہ شعر مصرعہ "من چہ گویم چوں تو میدانی نہاں" سے استدراک ہے۔ یعنی اگرچہ تو دل کی باتیں جانتا ہے۔ مگر تو نے خود ہی کہا ہے کہ دعا کرو (اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ) یعنے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اس لئے میں بھی زبان سے عرض کئے دیتا ہوں

چوں بر آورد از میانِ جاں خروش جب نکالا جان کے درمیان سے آہ و بُکا	**اندر آمد بحرِ بخشایش بہ جوش** آیا سمندر اس کی بخشش کا جوش میں

معنے - جب بادشاہ نے تہ دل سے یہ شور بلند کیا تو رحمت الٰہی کا سمندر جوش میں آیا۔

معنے۔ بادشاہ نے جب ان طبیبوں کی عاجزی دیکھی تو پا برہنہ مسجد کی جانب دوڑا۔
مطلب یہ ہے کہ وہ بادشاہ جب ہرطرف سے مایوس ہوگیا تو مسجد کی طرف دوڑا تاکہ خدا کی طرف رجوع کرے
کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب ہرطرف سے مایوسی کے آثار نمودار ہوتے ہیں تو انسان خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔

رفت در مسجد سوئے محراب شد	سجدہ گاہ از اشک شاہ پُر آب شد
گیا بیچ مسجد کے محراب کی جانب ہوا	سجدہ کی جگہ بادشاہ کے آنسوؤں سے پانی بھر گیا

ترجمہ۔ مسجد میں گیا اور محراب یعنی قبلہ کی طرف منہ کیا۔ سجدہ کی جگہ بادشاہ کے آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

چوں بخویش آمد ز غرقاب فنا	خوش زباں بکشاد در مدح و ثنا
جب اپنے میں آیا فنا کے عمیق پانی سے	اچھی زبان کھولی بیچ تعریف اور ثنا کے

لغات۔ بخویش آمدن ہوش میں آنا۔ فنا سے مراد مطلق بے خودی اور بے ہوشی۔
معنے۔ جب بادشاہ اس بے خودی کی غرقابی سے ہوش میں آیا تو خدا تعالیٰ کی مدح و ثنا میں زبان کھولی
یعنی روتے روتے بیخود ہوگیا تھا۔ جب ہوش میں آیا تو اس کی تعریف کرنے لگا۔

کائے کمینہ بخششت ملکِ جہاں	من چہ گویم چوں تو میدانی نہاں
کہ اے ادنےٰ بخشش ہے تیری جہان کا ملک	میں کیا کہوں جب تو جانتا ہے بھید

لغات۔ کائے اصل میں کہ اے کاف بیانیہ اور اے حرف ندا سے مرکب ہے۔ کمینہ ادنےٰ بخشش کی صفت ہے۔
معنے۔ کہ اے وہ ذات جس کی ادنیٰ سی بخشش سلطنت جہان ہے میں کیا کہوں جب تو پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔
مطلب۔ یعنی میرا حالِ دل تجھ پر عیاں ہے۔ کہنے کی کیا حاجت۔

حالِ ما و ایں طبیباں سر بسر	پیشِ لطفِ عامِ تو باشد ہدر
حال ہمارا اور ان حکیموں کا بالکل	تیرے لطف عام کے سامنے ہوتے باطل

لغات۔ ہدر۔ ضائع ناچیز۔ باطل۔

خفتہ بود ایں خواب دید آگاہ شد	گشتہ مملوکِ کنیزک شاہ شد
سوتا تھا وہ خواب دیکھا آگاہ ہوا	بنا تھا لونڈی کا غلام بادشاہ ہوا

لغات۔ خفتہ بود علیحدہ جملہ ہے۔ یعنی غافل تھا۔ گشتہ اصل میں گشتہ بود تھا۔ مملوک۔ غلام
معنے۔ بادشاہ پہلے سویا ہوا یا غافل تھا۔ اس خواب کے دیکھنے سے آگاہ اور ہوشیار ہوگیا۔ اور لونڈی کا غلام بنا ہوا تھا۔ مگر اب شاہ بن گیا۔
مطلب یہ ہے کہ کنیزک کے غم میں بادشاہ غلاموں کی طرح مقید ہو رہا تھا۔ جب یہ خواب دیکھا تو بادشاہوں کی طرح شاد و خرم ہوگیا۔

چوں رسید آں وعدہ گاہ و روز شد	آفتاب از شرق اختر سوز شد
جب پہنچا اس وعدہ کا وقت اور دن ہوا	آفتاب مشرق سے ستاروں کو جلانے والا ہوا

لغات۔ وعدہ گاہ۔ وعدہ کا وقت۔ وعدہ کا دن۔ شرق بمشرق۔ اختر سوز۔ ستاروں کو جلانے یعنی غائب کرنیوالا
معنے۔ جب وعدے کا وقت پہنچا اور دن ہوا۔ اور آفتاب نے مشرق سے طلوع کرکے ستاروں کو غائب کردیا
مطلب یہ ہے کہ صبح ہوئی اور اس معالج کے آنے کا وقت قریب آیا۔

بود اندر منظرہ شاہ منتظر	تا بہ بیند آنچہ بنمودند سر
تھا بیچ کھڑکی کے بادشاہ منتظر	تاکہ دیکھے جو کچھ دکھایا گیا بھید

لغات۔ منظرہ۔ جائے نظر۔ یہاں مراد دریچہ ہے۔ منتظر۔ انتظار کرنے والا۔
معنے۔ بادشاہ دریچہ میں بیٹھا انتظار کر رہا تھا کہ خواب میں جو بھید دکھایا گیا ہے اسے اچھی طرح دیکھے۔
مطلب یہ ہے کہ جھروکے میں بیٹھا اس معالج غیبی کا انتظار کر رہا تھا

دید شخصے فاضلے پُر مایۂ	آفتابے درمیانِ سایۂ
دیکھا ایک شخص فاضل پونجی سے معمور	ایک سورج اس کے سایہ میں

درمیانِ گریہ خوابش دربود روئے میں اسکو نیند ے گئی	دید در خواب او کہ پیرے رو نمود دیکھا بیچ خواب کے اس نے ایک بوڑھا

معنے۔ اس رونے کی حالت میں اُسے نیند آگئی اور خواب میں اُسے ایک پیر مرد دکھائی دیا۔

گفت اے شہ مژدہ حاجاتت رواست اس نے کہا اے بادشاہ خوشخبری تیری حاجت روا ہے	گر غریبے آیدت فردا ز ماست اگر ایک مسافر آیا تیری طرف کل ہم سے ہے

لغات۔ مژدہ۔ خوشخبری۔ اسکے آگے لفظ باد مقدر ہے۔ غریب۔ مسافر۔ گفت کا فاعل پیر ہے۔
معنے۔ اس پیر مرد نے کہا اے بادشاہ مژدہ ہو کہ تمہارا کام بن گیا۔ اگر کل کوئی مسافر آئے۔ تو ہماری طرف سے خیال کرنا۔ یعنی اس کے علاج سے فائدہ ہوگا۔

چونکہ او آید حکیمِ حاذق است جبکہ آئے وہ حکیم حاذق ہے	صادقش داں کو امین و صادق است اسکو سچا جان کیونکہ وہ سچائی کا امانت دار ہے

لغات۔ حاذق۔ نہایت دانا۔ تجربہ کار۔ کو اصل میں کہ او تھا۔ امین۔ امانت دار
معنے۔ جو شخص آئے گا وہ حکیم حاذق ہے۔ اس کو سچا جاننا۔ کیونکہ وہ امانت دار اور سچا ہے۔

در علاجش سحرِ مطلق را بہ بیں بیچ اس کے علاج کے مطلق جادو کو دیکھ	در مزاجش قدرتِ حق را بہ بیں بیچ اس کے مزاج کے اللہ کی قدرت دیکھ

لغات۔ سحر مطلق۔ سحر کامل۔ جب کوئی چیز نہایت موثر ہو تو اُسے سحر سے تشبیہ دیا کرتے ہیں۔
معنے۔ اس کے علاج میں سحر کامل کو دیکھنا اور اُسکے مزاج میں قدرتِ حق کا ملاحظہ کرنا۔
مطلب۔ یہ ہے کہ اس کے علاج کی نہایت جلدی تاثیر ہوگی۔ جیسے کہ سحر کی تاثیر جلدی ہوتی ہے۔ اور اس کے مزاج میں افعال میں قدرت حق نمایاں ہوگی۔ کہ ایک منٹ میں کیا سے کیا ہو جائے گا۔

ترجمہ۔ ان کی صلح و جنگ خیال پر موقوف ہے اور ان کا فخر و ننگ خیال پر مبنی ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اس جہان کا کارخانہ خیال پر چلتا ہے۔ اگر کوئی مصلحت خیال میں آجاتی ہے تو صلح ہو جاتی ہے اور اگر کوئی ضرورت درپیش ہوئی تو جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ اگر کسی کمال کا خیال آیا تو فخر کرنے لگے۔ اگر کسی نقص کا وہم آیا تو ننگ و عار کا غلبہ ہو گیا۔

آں خیالاتے کہ دامِ اولیاست وہ خیالات کہ اولیا کا جال ہیں	عکسِ مہرویانِ بُستانِ خداست خدا کے باغ کے معشوقوں کا عکس ہیں

لغات۔ دامِ اولیا۔ یعنی ان کی دلچسپی و شیفتگی کو بڑھانے والے۔ بُستان۔ خدا کی صفت علمیہ کا باغ۔ مہرویان۔ غذا کے علام شگفتہ
معنے۔ وہ خیالات جو اولیا کی دلچسپی و شیفتگی کی زیادتی کا باعث ہیں وہ خدا تعالےٰ کی صفت علمیہ کے باغ کے خوبصورت علام کا عکس ہیں (اس لئے وہ خیالات برے نہیں)
مطلب۔ پہلے دو اشعار میں مولانا نے خیال کے ناچیز و ضعیف ہونے کا ذکر فرمایا تھا۔ اب اس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ شاید کوئی خیال بھی اچھا نہیں ہوتا۔ اس شعر میں اس وہم کو رفع فرماتے ہیں کہ اولیا کے خیالات ایسے نہیں ہوا کرتے۔ کیونکہ وہ علوم الٰہیہ کے فیوض ہیں اس لئے درست ہوتے ہیں۔

آں خیالے را کہ شاہ در خواب دید اس خیال کو کہ بادشاہ نے بیچ خواب کے دیکھا	در رُخِ مہماں ہمے آمد پدید بیچ مہمان کے رخ کے ہوا ظاہر

معنے۔ وہ خیال جسے بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا۔ مہمان کے چہرے سے ظاہر و ہویدا ہوتا تھا۔
مطلب یہ ہے کہ وہ بادشاہ چونکہ صاحبدل تھا اسلئے اُسنے خواب میں جو خیالات دیکھے وہ باطل نہیں تھے بلکہ وہ دنیا کے خیال کیطرح ہست و پائندہ تھے اور وہ بعینہ اس آنیوالے مہمان پر منطبق ہوتے تھے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خواب میں جو علامتیں پیر مرد نے بادشاہ کو بتلائی تھیں وہ بعینہ اس مہمان پر صادق آتی تھیں۔

نورِ حق ظاہر بود اندر ولی حق کا نور ولی میں ظاہر ہوتا ہے	نیک بیں باشی اگر اہلِ دلی نیک دیکھنے والا ہوگا اگر دل والا ہے

لغات۔ سایہ۔ اصل۔ پہنچی۔ یہاں مراد کمالات معرفت۔ آفتاب سے تشبیہ دینا باعتبار انوار معرفت کے ہی

معنے۔ بادشاہ نے ایک فاضل دجامع کمالات شخص کو دیکھا جو انوار معرفت سے منور اور سایہ میں چلا آتا تھا یا جو ایسا صاحب کمال تھا کہ گویا سایہ میں آفتاب تھا۔

مطلب یہ ہے کہ اس نے دور سے ایک ایسا شخص دیکھا جو نہایت صاحب کمال معلوم ہوتا تھا۔ اور جیسا آفتاب سے سایہ دور ہوجاتا ہے ایسا ہی اس کے منور بہ انوار معرفت ہونے سے۔ یہ ہی ظاہری سایہ یا سایۂ جہالت وغیرہ دور ہوجاتا تھا۔ تو بادشاہ بھی چونکہ صاحب دل شخص تھا۔ اس لئے اس نے اس شخص کو پہچان لیا کہ یہ نہایت اعلے پایہ کا شخص ہے۔ سچ ہے دلی را دلی می شناسد

می رسید از دور مانند ہلال پہنچا تھا دور سے مانند جیسے چاند کے	نیست بود و ہست بر شکل خیال نیست اور ہست اوپر خیال کی شکل کے

معنے۔ دور سے مثل ہلال کی چلا آتا تھا اور خیال کی طرح کبھی نیست ہوتا تھا کبھی ہست۔

مطلب یہ ہے کہ وہ شخص کثرت مجاہدات و ریاضت کے باعث ہلال کی طرح لاغر ہوگیا تھا۔ اور بوجہ دوری اور لاغری کے کبھی نظر آتا تھا اور کبھی پوشیدہ ہوجاتا تھا۔ کہ ہلال نہایت باریکی کے باعث کبھی نظر میں جمتا ہے اور کبھی نہیں جمتا۔

نیست وش باشد خیال اندر جہاں نیست جیسے ہوں خیال بیچ جہان کے	تو جہانے بر خیالے بیں رواں تو جہان کو اوپر اس خیال کے دیکھ جاری

لغات۔ رواں کے معنی جاری کے ہیں۔ وش۔ مشابہ۔ مانند۔ طرح۔

معنے۔ جہان کے جاہ خیال نیست کی طرح ہیں کبھی پیدا ہو جاتے ہیں کبھی مٹ جاتے ہیں اور اس نیست پر جہان کا کارخانہ سمجھو

مطلب۔ یہ شعر اوپر کے مضمون کی تائید ہے یعنی جیسے اس کامل کا خیال بادشاہ کے سامنے نیست ہو ہست ہوتا تھا جہان کے جاہ خیال کا یہی حال ہے بلکہ اس جہان کا کام ہی نیست و ہست پر چلتا ہے۔

بر خیالے صلحشاں و جنگ شاں اوپر اس خیال کے صلح اور جنگ ان کی	وز خیالے فخر شاں و ننگ شاں اور اسی خیال کے ان کا فخر اور ننگ ان کی

آں یکے لب تشنہ واں دیگر چو آب	واں یکے مخمور واں دیگر شراب
وہ ایک مانند پیاسے کے باں دوسرا مانند پانی کے	وہ ایک مست جان دوسرا شراب

معنے۔ گویا اُن سے ایک یعنی بادشاہ پیاسا تھا اور دوسرا یعنی مہمان پانی کی طرح تھا اور گویا ان سے ایک مخمور تھا اور دوسرا شراب کی مانند۔

مطلب۔ اس شعر میں بھی ان دونوں کی مناسبت کا بیان کرتے ہیں کہ ان سے ایک بمنزلہ پانی کے تھا اور دوسرا پیاسا۔ یا یہ سمجھو کہ ایک ان میں سے بمنزلہ شراب کے تھا اور دوسرا مخمور

ہر دو بحری آشنا آموختہ	ہر دو جاں بے دوختن بر دوختہ
ہر دونوں سمندر آشنا مل گئے	ہر دونوں کی جان بغیر سینے کے سل گئی

لغات۔ بحری۔ منسوب بہ بحر یعنی سمندر۔ آشنا۔ تیرنا

معنے۔ دونوں نے سمندرِ معرفت میں تیرنا سیکھا ہوا تھا۔ دونوں کی جانیں بن سیے ہی ملی ہوئی تھیں۔

مطلب۔ اس شعر میں بھی ان دونوں میں جو مناسبت تھی اس کی تصریح کرتے ہیں کہ وہ دونوں صاحب دل اور سمندرِ معرفت کے تیراک تھے۔

گفت معشوقم تو بودستی نہ آں	لیک کار از کار خیزد در جہاں
کہا معشوق میرا تو ہے نہ وہ	لیکن کام کام سے اٹھتا ہے بیچ جہان کے

عیار

معنے۔ بادشاہ نے کہا حقیقت میں میرے معشوق آپ تھے نہ وہ کنیزک۔ لیکن اس جہان میں جو عالم اسباب ہے یہی ہوا کرتا ہے کہ ایک کام سے دوسرا کام حاصل ہو جایا کرے۔

مطلب یہ ہے کہ اصلی مقصد میرا تو آپ ہی تھے وہ کنیزک تو آپ تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہوئی ہے۔ اس لئے کہا کرتے ہیں کہ عشق مجازی عشق حقیقی کی سیڑھی ہے۔

اے مرا تو مصطفےٰ من چوں عمرؓ	از برائے خدمتت بندم کمر

ترجمہ۔ ہر ولی میں نورِ الٰہی نمایاں ہوتے ہیں۔ اگر تو اہلِ دل ہوگا تو بخوبی ان کو دیکھ لے گا۔
مطلب۔ پہلے فرمایا تھا کہ اس مہمان کے چہرے سے نشانِ غیبی ظاہر ہو رہے تھے اب فرماتے ہیں اس مہمان ہی کی کیا تخصیص ہے ہر ولی کا یہی حال ہوتا ہے مگر ان نشانات کو اہلِ دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔

آں ولیِ حق چو پیدا شد زدور	از سراپایش ہمے میریخت نور
وہ اللہ کا ولی جب ظاہر ہوا دور سے	اس کے سر سے پاؤں تک ٹپکتا تھا نور

لغات۔ پیدا شد۔ ظاہر ہوا۔
معنے۔ جب وہ مردِ خدا دور سے ظاہر ہوا تو اس کے سر سے پاؤں تک نور برستا تھا اور بادشاہ چونکہ صاحبِ دل تھا اُسے وہ نور نظر آگیا۔

شہ بجائے حاجباں در پیش رفت	پیشِ آں مہمانِ غیبِ خویش رفت
بادشاہ بجائے دربانوں کے آگے گیا	اس اپنے غیبی مہمان کے سامنے گیا

لغات۔ بجائے۔ بطور۔ حاجب۔ دربان۔ مہمانِ غیب۔ اسے اسلئے کہا کہ اسکی بشارت غیب سے پائی تھی
معنے۔ بادشاہ اپنے مہمان غیبی کی تعظیم کیلئے خدمتگاروں کیطرح استقبال کیلئے بڑھا اور اپنے اس غیبی مہمان کے پاس آیا

ضیفِ غیبی را چو استقبال کرد	چوں شکر گوئی کہ پیوست او بورد
غیبی مہمان کا جب استقبال کیا	جسطرح قند گویا ملی وہ گلاب کے پھول سے

لغات۔ ضیف۔ مہمان۔ ورد۔ گلاب کا پھول
معنے۔ بادشاہ نے جب اپنے مہمان غیبی کا استقبال کیا تو اُس سے اس طرح مل گیا کہ گویا شکر تھی جو گلاب کے پھول سے پیوست ہوگئی۔
مطلب یہ ہے کہ بادشاہ چونکہ صاحبِ دل تھا۔ اس لئے اس مہمان سے اس کا اتصال اس طرح ہوگیا جیسے گلقند میں شکر پھول سے مل جاتی ہے۔

معنے۔ بغیر خرید و فروخت اور بن کہے سُنے آسمان سے من و سلوے کا خوانچہ آتا تھا

مطلب۔ مولانا اس شعر میں مذکورہ بالا شعر کی توضیح کے لئے ایک تمثیل بیان کرتے ہیں کہ دیکھو حضرت موسےٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی قوم کو بلا تعب و مشقت اور بلا ذریعہ اسباب من و سلوے ملتا تھا۔

درمیانِ قومِ موسےٰ چند کس بیچ قوم موسےٰ کے چند آدمی		بے ادب گفتند کو سیر و عدس بے ادب کہنے لگے کہ وہ لہسن و مسور کہیں

لغات۔ سیر۔ لہسن۔ عدس۔ مسور۔

معنے۔ موسےٰ علیہ السلام کی قوم سے چند آدمیوں نے بے ادبانہ کہا کہ ہمیں لہسن و مسور چاہیئے۔

مطلب۔ یعنی حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم کے چند بے ادبوں نے کہا کہ ہم تو اس من و سلوے کے کھانے سے اکتا گئے ہیں اس لئے اب اس کی بجائے مسور اور لہسن وغیرہ چیزیں ملنی چاہئیں۔

منقطع شد خوان و نان از آسماں موقوف ہوا خوان اور نان آسمان سے		ماند رنج و زرع و بیل و داسماں رہا کھیتی اور کدال و درانتی کا فکر

لغات۔ زرع۔ کھیتی باڑی۔ بیل۔ پھاوڑہ کدال۔ داس۔ درانتی۔ ماں۔ ماند کا مخفف ہے۔

معنے۔ (پس اس بے ادبی سے) اس خوان و نان کا آنا آسمان سے موقوف ہوگیا۔ اور کھیتی باڑی اور پھاوڑے و درانتی کا بکھیڑا سر پر رہا۔

مطلب یہ ہے کہ ان بے ادبوں کی بے ادبی کے باعث سارے جہان کے لوگوں کے لئے کھیتی باڑی کا بکھیڑا سر پر رہا۔ اور ان کے شامت اعمال سے سب پر ان کاموں کی مصیبت پڑی۔

باز چوں عیسیٰ شفاعت کرد حق پھر جب عیسیٰ نے دعا کی خدا سے		خواں فرستاد و غنیمت بر طبق خوان بھیجا مفت اچھا برابر کے

معنے۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شفاعت کی تو خدا تعالیٰ نے خوان پر چنا چنایا کھانا نازل فرمایا۔

اے مجھ کو تو مصطفےٰؐ ہے میں مانند عمرؓ کے ۔۔۔ تیری خدمت کے سئے باندھتا ہوں کمر

معنے۔ بادشاہ نے کہا تو میرے لئے بمنزلہ مصطفےٰ صلعم کے ہے اور میں عمرؓ کیطرح تیری خدمت کیلئے مستعد تیار ہوں۔ **مطلب** یہ ہے کہ میں تیرا مطیع فرمان ہوں جیسا ارشاد ہوگا عمل میں لاؤنگا۔ مولانا نے بادشاہ اور اس مہمان کے تابع و متبوع ہونیکی تشبیہ مصطفےٰؐ اور عمرؓ سے ادا کی ہے۔ یہ الفاظ تشبیہ اُس بادشاہ کے نہیں۔

از خداوند ولیّ التوفیق درخواست توفیق در عایتِ اَدب در ہمہ حالت و بیان وخامت وضرر ہاے بے اَدبی

لغات۔ ولیّ۔ والی۔ مالک۔ توفیق۔ خداوند تعالیٰ کا نیکی کیلئے اسباب مہیا کردینا۔ وخامت۔ برائی

ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ مالکِ توفیق سے توفیق عطا کرنے کی درخواست اور ہر حال میں ادب کو نگاہ رکھنے اور بے ادبی کے نقصانات اور برائیوں کا بیان۔

بے اَدَب تنہا نہ خودرا داشت بد ۔۔۔ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

بے ادب اکیلا نہیں رکھتا اپنے کو برا ۔۔۔ بلکہ آگ بیچ سب جہان کے ڈالتا ہے

لغات۔ آفاق۔ افق کی جمع ہے جس کے معنی طرف کے ہیں۔ مراد اس سے اطراف عالم ہے۔

معنے۔ بے ادب صرف اپنے آپ کو ہی خراب نہیں کرتا بلکہ اطراف عالم میں آگ لگا دیتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ گنہگار اپنا ستیاناس ہی نہیں کرتا بلکہ اس کی شامت اعمال دوسروں پر بھی نحوست سے آتی ہے سچ ہے ؎ شنیدم کہ برمرغ مور و دواں ❊ شود تنگ روزی زفعلِ بداں

مائدہ از آسماں در مے رسید ۔۔۔ بے شرا و بیع و بے گفت و شنید

خوان پر طعام آسمان سے پہنچتا تھا ۔۔۔ بغیر خرید و فروخت اور بغیر کہنے اور سننے کے

لغات۔ مائدہ۔ خوان۔ یہاں مراد من و سلوےٰ ہے۔ شرا۔ خریدنا۔ بیع۔ بیچنا۔

بدگمانی کرنا اور حرص لانا	کفر ہو نزدیک سردار کے خوان کے

لغات۔ خوان مہتری۔ خدا کا خوان

معنے۔ بدگمانی کرنا اور حریص بننا خوان خداوندی کے سامنے کفر کی باتیں ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ خدا کے خوان میں حریص بننا یا اس کے منقطع ہو جانے کا گمان کرنا اخلاقی کفر سے ہے۔ اس لئے ایسی باتیں تمہیں زیبا نہیں۔

زاں گدا رُویان نادیدہ زآز ان فقیر حریص صورتوں پر حرص سے	آں در رحمت بریشاں شد فراز وہ رحمت کا دروازہ اُن پر ہوا بند

لغات۔ زاں کی زا تعلیلیہ ہے اور اسی طرح ز آز کی زا۔ آز۔ حرص۔

معنے۔ ان حریصوں کے باعث جو بسبب حرص کے نادیدہ تھے وہ رحمت کا دروازہ اُن سب پر بند ہو گیا

مطلب یہ ہے کہ چند شخصوں کے افعال زشت سے سب پر مصیبت آئی۔

منّ و سلوای ز آسماں شد منقطع روٹی اور خوان آسمان سے ہوا بند	بعد ازاں زاں خواں نشد کس منتفع بعد اس کے اس خوان سے نہ ہوا کسی کو فائدہ

لغات۔ منّ و سلویٰ سے مراد وہی مائدہ و خوان ہے

معنے۔ وہ خوان آسمان سے آنا بند ہو گیا اور بعد ازاں کسی نے اس خوان سے نفع نہ اٹھایا

ابر ناید از پئے منع زکات ابر نہیں آتا زکوٰۃ کے نہ دینے سے	وز زنا افتد وبا اندر جہات اور زنا سے پڑتی ہے وبا عالم میں

لغات۔ منع۔ روکنا۔ باز رکھنا۔ نہ دینا۔

معنے۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے بادل بھی آسمان پر نہیں آتا اور زنا سے تمام اطراف ملک میں وبا پھیلتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ پھر مدت دراز کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دعا سے مائدہ نازل ہوا اور خوان پر چُنا چُنایا کھانا آنے لگا۔

مائدہ از آسماں شد عائدہ خوان پُر طعام آسمان سے ہوئے مقرر	چونکہ گفت اَنزِل عَلَینا مائدہ کیونکہ کہا بھیج ہم پر خوان پُر طعام

لغات۔ عائدہ۔ دوبارہ آنے والا۔ گفت کا فاعل حضرت عیسیٰؑ ہیں۔
معنے۔ مائدہ نے آسمان سے پھر عود کیا جبکہ عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ ہم پر مائدہ نازل فرما۔

باز گُستاخاں ادب بگذاشتند پھر گستاخوں نے ادب چھوڑ دیا	چوں گدایاں زلّہا برداشتند مانند فقیروں کے ریزے چننے لگے

لغات۔ زلّہا۔ زلّہ کی جمع ہے جس کے معنی بقیہ طعام کے ہیں۔
معنے پھر گستاخوں نے حدادب کو چھوڑ دیا اور فقیروں کی طرح دوسرے وقت کے لئے رکھنے لگے۔
مطلب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جب مائدہ نازل ہوا تو انہیں یہ حکم تھا۔ بچا کھچا کھانا ذخیرہ نہ کیا کریں۔ بلکہ فقرا و مساکین میں بانٹ دیا کریں۔ مگر ان کم بخت لوگوں نے حریصوں کی طرح اسکو دوسرے وقت کیلئے رکھنا شروع کیا

کرد عیسےٰ لابہ ایشاں را کہ ایں کی عیسیٰ نے خوشامد ان کو کہ یہ	دائم است وکم نہ گردد در زمیں ہمیشہ ہے اور کم نہ ہوگا زمین سے

لغات۔ لابہ۔ نرمی۔ عاجزی۔
معنے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے انہیں بہ نرمی کہا کہ یہ خوان ہمیشہ نازل ہوا کرے گا اور کبھی منقطع نہ ہوگا۔
مطلب۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے انہیں بہ نرمی سمجھایا کہ دوسرے وقت کے لئے اسکا ذخیرہ نہ کرو یہ کبھی منقطع نہیں ہوگا پھر ذخیرہ کرنے سے کیا فائدہ۔ مگر ان کم بختوں نے نہ مانا اور آخر وہ مائدہ آنا بند ہوگیا

بدگمانی کردن و حرص آوری	کفر باشد پیشِ خوانِ مہتری

لغات طریق - یہاں اس سے مراد طریق سلوک و معرفت حق ہے۔ وادی نالہ - حسرت - افسوس۔
معنے - جو شخص رستہ سلوک میں گستاخی کرتا ہے وہ حسرت و افسوس کی وادی میں ڈوبا رہتا ہے۔
مطلب - یہ شعر مضمون سابق کا مؤید ہے یعنی رستہ سلوک میں گستاخی کرنے والا دریائے حسرت میں ہی ڈوبا رہتا ہے۔ کبھی بھی اس سے نکلنا اُسے نصیب نہیں ہوتا۔ تمام عمر اسی ضلالت میں سرگردان و حیران رہتا ہے اور بعد از مرگ اپنی اس گستاخی کا خمیازہ بھگتتا ہے۔

از ادب پُر نور گشت است این فلک ادب سے نور سے معمور ہوا ہے یہ آسمان	وز ادب معصوم و پاک آمد مَلک اور ادب سے معصوم اور پاک آئے فرشتے

لغات - ز دونوں مصرعوں میں تعلیلیہ ہے۔ معصوم - بیگناہ - مَلک - فرشتہ
معنے - ادب کے باعث ہی آسمان پُر نور ہوا ہے اور ادب کے باعث ہی فرشتے پاک و بیگناہ ہوئے ہیں
مطلب یہ ہے کہ آسمان کو جو روشنی عطا ہوئی ہے کہ چاند و سورج اور ستارے اُسے منور کر رہے ہیں یہ ادب کی بدولت ہی ہے کہ جیسا مالک نے اسے حکم دے رکھا ہے اس سے سرِ مو تفاوت نہیں کرتا بلکہ ہر وقت اسی گردش پر چلا جاتا ہے جو اس کے لئے مقرر ہوئی ہے اور اسی ادب کی بدولت فرشتے پاک اور معصوم ہوئے کہ اپنے مالک کا حکم فوراً بجالائے اور سجدے میں گر پڑے۔

بُد ز گستاخی کسوفِ آفتاب تھا گستاخی سے گہن آفتاب کا	شد عزازیلے ز جرأت ردِّ باب ہوا عزازیل جرأت سے دروازہ سے رد

لغات - بُد - بود کا مخفف ہے۔ کسوف - سورج گرہن - عزازیل - شیطان کا نام ہے۔ جرأت بے باکی - شوخی - رد - مردود کے معنے میں ہے۔
معنے - آدمیوں ہی کی گستاخی سے سورج گرہن ہوا تھا اور بیباکی و شوخی کے باعث ہی شیطان راندہ درگاہ ہوا
مطلب یہ ہے کہ آفتاب جیسی روشن چیز آدمیوں کے گناہوں کے باعث ہی تاریک ہو گئی جیسا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعۂ شہادت کے بعد تین دن تک کسوف رہا تھا یا یہ مطلب ہے کہ بعض کسوف آدمیوں کے گناہوں کے باعث ہی ہوا کرتا ہے کہ لوگ آفتاب کو بے نور دیکھ کر قدرت و جلال الٰہی کو

مطلب۔ یہ شعر بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد کے مضمون کی تائید میں فرماتے ہیں کہ دیکھو چند آدمیوں کے زکوٰۃ نہ دینے سے بادل بھی آسمان پر نمودار نہیں ہوتا۔ اور چند آدمیوں کے زنا کرنے سے تمام ملک میں وبا پھیل جاتی ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بے ادبوں یعنی گنہگاروں کے افعال زشت کی مصیبت میں سب گرفتار ہو جاتے ہیں

ہرچہ آید بر تو از ظلمات و غم جو کچھ آوے اوپر تیرے غم کی تاریکی سے	آں ز بیباکی و گستاخی است ہم وہ بے باکی اور گستاخی سے ہی ہے

معنے۔ تجھ پر جو غم و مصائب آتے ہیں وہ سب کے سب گستاخی و بے باکی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔
مطلب۔ یعنی جیسا تم کرتے ہو ویسا ہی خدا بدلہ بھی دیتا ہے۔ سچ ہے۔ کردنی خویش آمدنی پیش۔ یہ شعر گویا قرآن مجید کی آیت وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ کی تفسیر ہے۔ اس پر یہ خدشہ ہوا کرتا ہے کہ جب ہر ایک تکلیف اپنے اعمال کا بدلہ ہوا کرتی ہے تو پھر انبیاء علیہم السلام پر جو معصوم ہیں کیوں تکالیف آیا کرتی ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ انہیں ہماری نسبت سے تو تکلیفیں ہیں۔ مگر ان کی نسبت سے تکلیفیں نہیں۔ بلکہ انہیں ان میں راحت ہوا کرتی ہے۔

ہر کہ بے باکی کند در راہِ دوست جو شخص بے باکی کرے اوپر دوست کی راہ کے	رہزن مرداں شد و نامرد اوست مردوں کا رہزن ہو اور نامرد وہ ہے

معنے۔ جو شخص خدا کے رستے میں بیباکی سے کام لیتا ہے تو وہ شخص طالبان حق کا رہزن اور نامرد ہے۔
مطلب یہ ہے کہ جو شخص احکام الٰہی کی مخالفت کرتا ہے تو وہ دوسرے مردان حق کیلئے ڈاکو یعنی اسکی تکلیف و ضرر کا باعث بن جاتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ جو شخص راہ سلوک میں بیباکی کرکے باوجود نااہل ہونیکے پیر بن بیٹھتا ہے اور لوگوں کو اپنے پھندے میں پھنساتا ہے جیسا کہ بہت سے لوگ آجکل کرتے ہیں تو ایسا شخص گویا طالبان حق کا ڈاکو ہے کہ وہ مطلب حق کیلئے نکلتے ہیں تو یہ انہیں راستے میں ہی جا لیتا ہے اور اپنے مکر کے جال میں پھنسا لیتا ہے

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق جو کوئی گستاخی کرے بیچ طریق کے	گردد اندر وادیِ حسرت غریق ہووے اندر حیرت کے بھنور کے غرق

باوجود اس کے وہ اپنے مہمان کے پاس فقیروں کی طرح حاضر ہوا۔

دست بکشاد و کنارانش گرفت ہاتھ کھولے اور اس کو بغل میں لیا	**ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت** جس طرح عشق اندر دل اور جان کے پکڑتا ہے جگہ

لغات - کناراں - کنار کی جمع ہے جسکے معنے بغل کے ہیں اور یا الف نون زائدہ ہے جیسے کہ بہاراں میں زائدہ ہے
معنے - ہاتھ پھیلا کر مہمان کو اپنی دونوں بغلوں میں دبا لیا (یعنی معانقہ کیا) اور عشق کیطرح اسکو جان و دل میں جگہ دی
مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اس مہمان سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا۔ اور یاران صادق کی کیطرح اس سے معانقہ کیا اور جسطرح عشق جان و دل سے ہوتا ہے اسی طرح اس مہمان کی محبت کو بھی اپنے دل میں جگہ دی
مطلب یہ ہے کہ بادشاہ اس مہمان سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آیا اور یاران صادق کیطرح اس سے معانقہ کیا اور جسطرح عشق جان و دل سے ہوتا ہے اسی طرح اس مہمان کی محبت کو بھی اپنے دل میں جگہ دی۔

دست و پیشانیش بوسیدن گرفت ہاتھ اور اس کی پیشانی کو چومتا تھا	**وز مقام و راہ پرسیدن گرفت** اور مقام اور راہ سے پوچھتا تھا

لغات - گرفت - شروع کیا۔
معنے - اس کے ہاتھ و پیشانی چومنے لگا اور مقام اور راستے کے حالات پوچھنے شروع کئے۔
(جیسا کہ میزبانوں کا قاعدہ ہوا کرتا ہے کہ اپنے مہمان سے راستے وغیرہ کی کیفیت پوچھا کرتے ہیں)

پرس پرساں میکشیدش تا بصدر پوچھتا پوچھتا اس کو کھینچتا تھا طرف مسند کے	**گفت گنجے یافتم آخر بصبر** کہتا تھا ایک خزانہ پایا میں نے لیکن صبر سے

لغات - صدر - مسند - پرس پرساں - حال ہے۔
معنے - پوچھتا پوچھتا اسے مسند تک لے گیا اور کہنے لگا میں نے آخر صبر کی بدولت خزانہ پایا۔
مطلب یہ ہے کہ بات چیت کرتے ہوتے بادشاہ اس مہمان غیبی کو اپنے مسند تک لے گیا۔ اور

سمجھیں اور گناہوں سے باز آئیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے یُخَوِّفُ اللّٰہُ بِھِمَا عِبَادَہٗ۔ (کسوف و خسوف سے خدا اپنے بندوں کو ڈراتا ہے) اور یہی گستاخی تھی جس نے شیطان کو راندۂ درگاہ بنادیا کہ جب اس کو سجدے کے لئے کہا گیا تو تکبر اور گستاخی سے بولا۔ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ (میں آدم سے اچھا ہوں مجھے تو تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے) خدشہ۔ سائنس نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ سورج گرہن کی علت چاند کا سورج اور زمین کے مابین حائل ہونا ہے تو اس میں لوگوں کے گناہوں یا اُن کی تخویف کو کیا دخل۔ جواب۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سائنس نے جو علت بتلائی ہے وہ درست ہے۔ مگر یہ ہوسکتا ہے کہ علت تو وہی ہو مگر اسکی مصلحت تخویف ہو۔ وَلَامُنَافَاۃَ بَیْنَھُمَا

حالِ شاہ و مہماں برگو تمام حال بادشاہ اور مہمان کا کہو تمام	**زانکہ پایانے ندارد ایں کلام** کیونکہ انتہا نہیں رکھتا یہ کلام

لغات۔ پایاں۔ حد و انتہا۔ ایں کلام یعنے بے ادبی کی مذمت اور ادب کی فضیلت۔

معنے۔ بادشاہ اور اس کے مہمان کا پورا حال بیان کرو کیونکہ یہ قصہ تو بے انتہا ہے کبھی ختم ہی نہیں ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ اب اصل مضمون کی طرف باگ موڑو کیونکہ یہ بے ادبی کی مذمت اور ادب کی فضیلت کا قصہ بہت لمبا ہے کبھی ختم ہونے کا نہیں اگر بیان کرتے جاؤگے تو اس کے ہزاروں ضرر و فوائد نکلتے آئیں گے اور بے شمار جزئیات ان پر چسپاں ہوتی چلی جائیں گی۔

ملاقاتِ بادشاہ بہ آں ولی کہ در خوابش نمودند

بادشاہ کا اس ولی سے ملاقات کرنا جو اُسے خواب میں دکھایا گیا تھا

شہ چو پیش میہمانِ خویش رفت بادشاہ جب اپنے مہمان کے روبرو گیا	**شاہ بود و لیک بس درویش رفت** بادشاہ تھا وہ لیکن وہ بہت عاجز ہو گیا

معنے۔ بادشاہ جب اپنے مہمان کے پاس گیا تو اگرچہ بادشاہ تھا مگر نہایت درویشانہ عاجزانہ حالت میں گیا

مطلب۔ اس شعر سے بھی بادشاہ کا ادب ظاہر کرنا مقصود ہے۔ حالانکہ وہ بادشاہ وقت تھا مگر

انفعالی درد اور تکلیف کی برداشت کرنا۔ گو اس تکلیف کے آثار بمقتضائے طبعی سے ظاہر ہو جائیں مگر یہ شخص اس حالت میں خلافِ قانونِ عقل و شرع کوئی حرکت نہ کرے اور صبر نفسانی یہ ہے کہ نفس کو اسکی خواہشات سے روکے۔ پھر اگر شکم اور آلہ تناسل کی خواہش کو روکے گا تو اسے عفت کہیں گے اگر حالت غصہ میں اپنے دشمن سے درگذر کرے گا اور نفس کو انتقام لینے سے روکے گا تو اس کو حلم کہیں گے۔ اگر کسی کے راز افشا کرنے سے زبان کو روکے گا تو اس کو رازداری کہیں گے اور جو زبان کو بیہودہ بکواس سے اور اپنے اعضا کو بے جا حرکات سے بند کریگا تو اُسے متانت کہیں گے۔ صبر کے فضائل قرآن و حدیث میں بکثرت ہیں جن کے بیان کرنے کا یہ مقام نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جس کسی نے ترقی حاصل کی ہے اس نے صبر ہی کی بدولت کی ہے اور اسلام نے امت مرحومہ کے لئے صبر کی ایک شاخ یعنی روزہ کو بھی فرض کیا ہے کہ نفس کو بھوک و پیاس کی تکلیف اٹھانے کی عادت پڑے اور جماع جیسی مرغوب چیز کو باوجود سامان مہیا ہونے کے ترک کرنے کا خوگر ہو۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال اے شخص ملاقات تیری جواب ہے ہر سوال کا	**مشکل از تو حل شود بے قیل و قال** مشکل تجھ سے حل ہوگی بغیر گفتگو کے

لغات۔ لقاء ملاقات قیل و قال۔ گفتگو۔
معنے۔ اے شخص تیری ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے اور ہر مشکل بے قیل و قال تجھ سے حل ہوتی ہے
مطلب۔ یعنی آپ ایسے بابرکت ہیں کہ آپ کی ملاقات سے ہی ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے کہنے سننے کی حاجت نہیں پڑتی۔ سچ ہے اولیاء اللہ کا فیضان صحبت ہی کافی ہوتا ہے۔

ترجمانِ ہرچہ ما را در دل است تو مفسر ہے جو کچھ بیچ ہمارے دل کے ہے	**دستگیر ہر کہ پایش در گل است** ایک دستگیر ہے جس کا پاؤں بیچ کیچڑ کے ہے

لغات۔ ترجمان۔ بیان کرنے والا۔
معنے۔ تو ہمارے دل کی ہر ایک بات کو بیان کرنیوالا ہے اور جسکے پاؤں مصیبت کے کیچڑ میں پھنسے ہوں تو اسکا مددگار ہے
مطلب یہ ہے کہ آپ ہمارے درد کی پوری دوا ہیں اور ہمارے دل کی باتیں بتانے والے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ علم غیب جانتا تھا کیونکہ اس ولی کا یہ علم بواسطۂ کشف تھا اور علم غیب وہ ہوتا

اظہار شکریہ کے لئے کہا کہ میں نے آپ جیسے خزانہ کو صبر کی بدولت حاصل کیا ہے۔ سچ ہے۔ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ (صبر کشائش کی چابی ہے)

صبر تلخ آمد ولیکن عاقبت صبر کڑوا آیا لیکن آخر	میوہ شیریں دہد پُر منفعت میوہ میٹھا دیتا ہے نفع سے بھرا ہوا

لغات۔ عاقبت۔ آخر۔ انجام۔ مَنْفعت۔ نفع۔ فائدہ۔

معنے۔ صبر گو تلخ و کڑوا ہے لیکن آخر کار نہایت میٹھا اور پُر نفع میوہ دیتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ صبر اگرچہ مشکل ہوتا ہے مگر اس کا انجام نہایت اچھا ہوتا ہے۔ بعینہٖ یہی مضمون شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی ادا کیا ہے فرماتے ہیں ؂ صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد

گفت اے ہدیہ حق و دفع حرج کہا اے عطیہ خدا اور تنگی کو دور کرنیوالے	معنی الصبر مفتاح الفرج صبر کے مجسم معنی کشائش کی چابی

لغات۔ ہدیہ حق میں فکِّ اضافت ہے جو اگرچہ ضرورت شعری کے لئے ہی ہو مگر عیب ہے۔ حَرَج تنگی سختی۔ مِفتاح۔ چابی۔ کُنجی۔ فَرَج۔ کشائش۔ دَفع ہے تو مصدر مگر اسم فاعل کے معنی ہیں یعنی معنی دافع۔ بمعنی۔ مصداق

معنے۔ (بادشاہ کہنے لگا) اے عطیہ خدا اور اے تنگی کو دور کرنے والے (اور اے) الصبر مفتاح الفرج (صبر کشائش کی چابی ہے) کے معنی و مصداق۔

مطلب یہ ہے اے مرد خدا تو اللہ کا ایک عطیہ ہے جو مجھے ملا ہے اور حدیث الصبر مفتاح الفرج کے مضمون کا تو مصداق ہے۔ کیونکہ صبر سے مجھے تیرے جیسی دولت نصیب ہوئی جو آخر کار میری مشکل کو حل کرے گا۔ صبر کے لفظ کی مناسبت سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ذرا اور توضیح کی جائے سو واضح رہے کہ صبر فتوحات کی کنجی ہے دیکھئے جنگ و قتال میں جب ہر طرح کی تکلیف پر انسان صبر کرتا ہے تو آخر اپنے دشمن پر فتح پاتا ہے پھر عزت و دولت و راحت اسکو سلام کرتے ہیں۔ کاشتکار جب گرمی اور بھوک و پیاس کی تکلیف اٹھا کر محنت کرتا ہے تو غلہ کاٹتا ہے الغرض دنیا اور آخرت کے تمام کاروبار کا صبر پر مدار ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں بدنی اور نفسانی پھر بدنی کی دو قسمیں ہیں فعلی جیسے بڑے بھاری اور پر مشقت کاموں کا کرنا

بردن بادشاہ طبیب را بر سرِ بیمار تا حالِ او بیند

ترجمہ۔ بادشاہ کا اس طبیب کو بیمار کے سرہانے پہنچانا تاکہ اس کا حال دیکھے۔

چوں گذشت آں مجلس و خوانِ کرم	دستِ او بگرفت و بُرد اندر حرم
جب گذری وہ مجلس اور کرم کا خوان	ہاتھ اسکا پکڑا اور لے گیا اندر مکان کے

لغات۔ خوانِ کرم بخشش کا خوان مراد طعام مہمان ہے۔ حرم۔ گھر جہاں مستورات رہتی ہیں۔
معنے۔ جب بات چیت کا وہ جلسہ ختم ہوا اور مہمانی سے فراغت ہوئی تو بادشاہ اس طبیب کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے گیا۔
مطلب یہ ہے کہ اس طبیب سے رستے وغیرہ کا حال دریافت کرنے اور طعام کھلانے کے بعد بادشاہ اُسے اصلی مقصود کی طرف لے گیا یعنی اس کنیزک کے سرہانے پر اُسے لے جا کھڑا کیا۔

قصۂ رنجور و رنجوری بخواند	بعد ازاں در پیشِ رنجورش نشاند
قصہ بیمار اور بیماری کا سنایا	بعد اس کے اس کو بیمار کے پاس بٹھایا

لغات۔ رنجور بیمار۔ رنجوری۔ بیماری
معنے۔ بیمار اور بیماری کی سب کہانی کہہ سنائی اور بعد ازاں طبیب کو بیمار کے سامنے بٹھا دیا۔
مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے طبیب کو بیمار کے پاس لے جاکر اُس بیمار کا اور بیماری کے سبب کا سب قصہ سُنا دیا اور پھر اُنہیں مریض کے پاس بٹھا دیا کہ نبض وغیرہ دیکھ لیں۔

رنگ و رو و نبض و قارورہ بدید	ہم علاماتش ہم اسبابش شنید
چہرے کا رنگ اور نبض و قارورہ دیکھا	اس کے علامات بھی اس کے اسباب بھی سُنے

لغات۔ قارورہ۔ اصل میں بوتل کو کہتے ہیں چونکہ بیمار کا پیشاب اکثر بوتل میں ڈال کر طبیب کے پاس لے جاتے ہیں اس لئے مجازاً قارورہ کے معنے بول کے لینے لگے ہیں۔
معنے۔ (طبیب غیبی نے) رنگ چہرے نبض اور قارورہ کا معاینہ کیا اور اسباب و علامات مرض کے دریافت کئے۔

سے جو بلا واسطہ ہو اور یہ خاصہ خداوندی ہے۔

مَرْحَبًا یَا مُجْتَبیٰ یَا مُرْتَضیٰ مرحبا اے چنیدہ اے برگزیدہ	اِنْ تَغِبْ جَاءَ الْقَضَا ضَاقَ الْفَضَا اگر تو غائب ہوتا قضا آتی فضا تنگ ہوتی مجھ پر

لغات۔ مرحبا یہ کلمہ عرب میں مہمان کی تعظیم کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس کے اصل معنے فراخ ہونے کے ہیں اور مطلب اس سے یہ ہوا کرتا ہے کہ جس گھر میں آپ آئے ہیں وہ آپ کے لئے فراخ ہو مجتبیٰ۔ برگزیدہ۔ چنا ہوا۔ مرتضیٰ۔ پسندیدہ۔ فضا۔ میدان۔ ضاق۔ تنگ۔

معنے۔ اے برگزیدہ و پسندیدہ تجھے مرحبا (تو ایسا ہے) کہ اگر تو غائب ہو جائے تو قضا (یعنی موت آ جائے اور میدان دنیا تنگ ہو جائے)

مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے بابرکت قدم والے ہیں کہ آپ کے آنے سے سب باتیں حل ہو گئی ہیں اگر آپ نہ آتے تو قضا آ گئی تھی اور عرصہ زمین تنگ ہو گیا تھا یعنی طرح طرح کی بلاؤں میں پھنس چکا تھا۔

اَنْتَ مَوْلَی الْقَوْمِ مَنْ لَا یَشْتَهِیْ تو سردار ہے قوم کا جو نہیں چاہتا تجھ کو	قَدْ رَدِیْ کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ بیشک وہ مردود ہے اگر وہ باز نہ آئے گا

لغات۔ مولیٰ۔ مالک و مددگار۔

معنے۔ تو سردار و مددگار قوم ہے اور جو شخص تیرا سردار ہونا پسند نہ کرے تو کچھ مضائقہ نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ۔

مطلب یہ ہے کہ تم ولی برحق ہو اور جو شخص تمہارا ولی ہونا نہ چاہے یعنی آپ کو ولی نہ مانے تو کیا ڈر ہے اس کے لئے خدا نے وعدۂ عذاب فرمایا ہے چنانچہ فرماتا ہے کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ہے جو مخالفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر تُلا ہوا تھا۔ خدا فرماتا ہے کہ اگر ابوجہل آپ کی مخالفت سے باز نہ آئے گا تو ہم اس کے بال پیشانی سے پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹ لیں گے۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص تم سے دشمنی رکھے گا وہ بھی ابوجہل کی طرح فی النار والسقر ہوگا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اولیاء اللہ کو تکلیف دینا اور ان سے کینہ رکھنا گویا خدا سے جنگ کرنا ہے۔

لغات ۔ رنجش میں شین ضمیر کا ہے جو کنیزک کی طرف پھرتی ہے۔ ہیزم۔ خشک لکڑی جسے جلاتے ہیں اس کے معنے نعمت اور کھانے کے بھی آتے ہیں (غیاث) دُود۔ دھواں

معنے ۔ اس کنیزک کی بیماری صفرا یا سودا کی زیادتی سے نہیں تھی (بلکہ وہ بیماری عشق میں مبتلا تھی۔ (دیکھو) ہر لکڑی کی بو دھوئیں سے ظاہر ہو جاتی ہے۔

مطلب ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ وہ کنیزک کسی صفراوی یا سوداوی مرض میں مبتلا نہ تھی بلکہ مرض عشق میں مبتلا تھی اور جیسے ہر لکڑی کے دھوئیں سے بو آجاتی ہے کہ یہ فلاں لکڑی ہے۔ یا ہر کھانے کی بھاپ سے جو دھوئیں کے مشابہ ہوتی ہے یہ پتہ لگ جاتا ہے کہ یہاں فلاں چیز پک رہی ہے۔ اسی طرح علامات و آثار سے اہل بصیرت معلوم کر لیتے ہیں کہ اسے فلاں مرض ہے جیسے کہ اس طبیب غائب نے کنیزک کی بیماری معلوم کر لی

تن خوش ست او گرفتار دل ست	دید از زاریش کو زار دل ست
جسم درست ہے اور وہ دل کی گرفتار ہے	دیکھا اس کی زاری سے کہ اسکو دل کی بیماری ہے

لغات ۔ زاری۔ رونا۔ زار۔ بیماری

معنے ۔ طبیب نے اس کی گریہ و زاری سے معلوم کر لیا کہ اسے مرض قلبی ہے۔ اس کا بدن تو درست صحیح ہے مگر بیماری دل میں مبتلا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس کے رونے سے طبیب کو معلوم ہو گیا کہ یہ مرض قلبی یعنی عشق میں مبتلا ہے

نیست بیماری چو بیماری دل	عاشقی پیداست از زاری دل
نہیں ہے بیماری مانند دل کی بیماری کے	عشق ظاہر ہے دل کی زاری سے

معنے ۔ دل کی زاری سے عشق کا مرض ظاہر ہو جاتا ہے اور اس دل کی بیماری جیسی کوئی بیماری نہیں۔

مطلب یہ ہے عاشق ہونا دل کے سست و نڈھال ہونے سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ عشق کی بیماری جیسی سخت کوئی بیماری بھی نہیں ہے یا یہ مطلب ہے کہ عشق جیسی اچھی کوئی بیماری نہیں ہے کیونکہ اس سے وصال الہی نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ اگلے شعر میں اس کی تصریح فرماتے ہیں۔

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند — **آں عمارت نیست ویراں کردہ اند**

کہا سب دوا کہ انہوں نے کی — وہ تعمیر نہیں ہے ویران کرتے رہے ہیں

لغات۔ عمارت۔ آباد کرنا۔ آبادی۔ یہاں مراد اصلاح مزاج ہے جیسے کہ ویران سے مراد فساد مزاج ہے۔

معنے طبیب غیبی نے کہا کہ پہلے طبیبوں نے جو علاج معالجہ کیا اس سے اصلاح مزاج نہیں ہوئی بلکہ انہوں نے مزاج کو بگاڑ دیا ہے

مطلب یہ ہے کہ پہلے طبیب اس کے مرض کی تشخیص نہیں کر سکے۔ اس لئے جو علاج انہوں نے کیا ہے اُس سے مزاج کی درستی نہیں ہوئی بلکہ زیادہ بگڑا ہے۔

بے خبر بودند از حال دروں — **أَسْتَعِيذُ اللّٰہَ مِمَّا يَفْتَرُوْنَ**

بے خبر تھے باطن کے حال سے — خدا کی پناہ مانگتا ہوں انہوں نے افترا کیا

معنے۔ وہ طبیب اندرونی حال سے بیخبر تھے میں اس بات سے جسے وہ افترا کرتے تھے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ پہلے طبیبوں کو بیمار کی اندرونی حالت کا پتہ نہیں لگا۔ اسلئے وہ کچھ کا کچھ علاج کرتے رہے میں اُن کے اس افترا سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ مرض کچھ تھا اور علاج کچھ کرتے رہے۔

دید رنج و کشف شد بروے نہفت — **لیک پنہاں کرد وبا سلطاں نگفت**

دیکھا دکھ اور ظاہر ہوا اوپر اس کے پوشیدہ — لیکن چھپایا اور بادشاہ سے نہ کہا

لغات۔ کشف شدن کسی پوشیدہ امر کا ظاہر ہو جانا کھل جانا۔ نہفت۔ پوشیدہ حالت۔ اندرونی حالت۔

معنے اس طبیب غیبی نے بیماری معلوم کر لی اور پوشیدہ حالت اُسے معلوم ہو گئی لیکن اُسے اپنے دل میں رکھا۔ بادشاہ کو نہ کہا۔

مطلب یہ ہے کہ اس طبیب غیبی نے بیماری کی تشخیص تو کر لی۔ مگر مصلحتاً بادشاہ کو نہ بتایا کہ اسکو فلاں مرض ہے

رنجش از صفرا و از سودا نبود — **بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود**

اس کی بیماری صفرا سے اور سودا سے نہ تھی — بو ہر لکڑی کی ظاہر ہوتی ہے دھوئیں سے

لغات۔ شرح کسی چیز کو واضح طور سے بیان کرنا۔ خجل۔ شرمسار۔
معنے۔ جس قدر میں عشق کی شرح اور بیان کرتا ہوں۔ جب عشق میں آتا ہوں یعنی اس کی شان دیکھتا ہوں یا خود عاشق ہوتا ہوں تو اپنے پہلے بیان سے شرمندہ ہوتا ہوں۔
مطلب یہ ہے کہ جب تک انسان عشق میں نہ پڑے تو اس وقت تک وہ خواہ کتنی ہی اس کی شرح کرے مگر جب عاشق ہو جائے تو اسے وہ اپنے پہلے بیان ہیچ اور لاشے محض دکھائی دیتے ہیں۔ کیونکہ عشق ایک ذوقی امر ہے بیان سے اس کا لطف معلوم نہیں ہوتا۔ جیسے کہ مٹھاس کا خواہ کوئی کتنا ہی بیان کرے کہ وہ اس طرح کی ہوتی ہے۔ اس میں یہ وصف ہوتے ہیں مگر مزا اور لطف چکھنے سے ہی معلوم ہوتا ہے۔

گرچہ تفسیر زباں روشن گر است اگرچہ زبان کی تفسیر روشنی والی ہے	**لیک عشق بے زباں روشن تر است** لیکن بے زبان عشق زیادہ روشن ہے

لغات۔ تفسیر۔ بیان کرنا۔ روشن گر۔ روشن کرنے والی۔
معنے۔ اگرچہ زبان سے بیان کرنا بڑا روشن کرنے والا ہے۔ مگر عشق بے زبان کا ہی زیادہ روشن ہوا کرتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اگرچہ زبان سے بیان کرنا تمام اشیاء کی حقیقت کو نہایت عمدگی سے ظاہر کر دیتا ہے اور کیسی ہی الجھی ہوئی بات ہو اسے روشن کر دیتا ہے مگر عشق بے زبان کا ہی زیادہ روشن ہوتا ہے کیونکہ یہ ذوقی امر ہے جب حاصل ہوتا ہے تو پھر ہی اس کا لطف معلوم ہو سکتا ہے۔ زبان اس کے اوصاف سے قاصر ہے

چوں قلم اندر نوشتن مے شتافت جب قلم لکھنے کے دوڑتی ہے	**چوں بہ عشق آمد قلم بر خود شگافت** جب قلم عشق میں آتی ہے تو قلم خود ہی شق ہوتی ہے

معنے۔ قلم دوسرے مضامین کے لکھنے میں خوب تیزی سے چل رہا تھا مگر جب عشق کے بیان میں آیا تو اس کا شگاف زیادہ ہو گیا اور لکھنے کے قابل نہ رہا۔
مطلب یہ ہے کہ عشق ایسی چیز ہے کہ قلم جو اپنی تحریر میں بڑا رواں دواں ہوتا ہے اور بڑے بڑے نکات و غوامض بیان کرتا ہے جب عشق کے میدان میں آتا ہے تو یہ بھی باوجود اس تیزی کے شق ہو جاتا ہے اور کچھ بیان نہیں کر سکتا۔

عشق اُصْطُرلابِ اسرارِ خدا است عشق خدا کے اسرار کی گھڑی ہے	**علتِ عاشق ز علتہا جدا است** عاشق کی مرض مرضوں سے جدا ہے

لغات۔ علّت۔ بیماری۔ اُصْطُرلاب ایک آلہ ہے جس سے سیاروں کا ارتفاع وغیرہ معلوم کرتے ہیں۔ یہ یونانی لفظ ہے جس کے لغوی معنے سورج کا ترازو ہیں۔

معنے۔ عاشق کی بیماری عشق سب امراض سے علیحدہ اور ممتاز ہے (کیونکہ عشق اسرارِ خدا پر اطلاع پانے کا ایک آلہ اور ذریعہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عشق کی بیماری کو باقی تمام امراض سے کئی قسم کے امتیازات حاصل ہیں منجملہ ان امتیازات کے ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ یہ یعنی عشق اسرارِ الٰہی کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ بخلاف اور بیماریوں کے۔ اب اگلے شعر میں مولانا اس کا ذریعہ ہونا بتاتے ہیں۔

عاقبت ما را بداں سر رہبر است آخر ہم کو اس طرف کا رہنما ہے	**عاشقی گرزیں سر و گرزاں سر است** عشق اگر اس طرف سے اگر اس طرف سے ہے

لغات۔ سر کے معنے یہاں طرف کے ہیں

معنے عشق خواہ اس طرف سے ہو (یعنی مجازی ہو) یا اس طرف کا (یعنی حقیقی ہو) دونوں صورتوں میں ہم کو حضرت جل و علا تک پہنچا دیتا ہے۔

مطلب۔ اس شعر میں مولانا یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ عشق معرفت خدا کا ذریعہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ عشق خواہ حقیقی ہو خواہ مجازی آخر موصل الی اللہ ہوا کرتا ہے۔ حقیقی کا موصل ہونا تو ظاہر ہی ہے اور عشق مجازی اس لئے کہ اس سے انسان کے دل میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے اور ہر قسم کے خیالات دل سے نکل کر طبیعت کو یکسوئی حاصل ہوجاتی ہے اور آخر ہوتے ہوتے خدا تک جا ہی پہنچتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس میں معصیت اور حرام کاری مقصود نہ ہو۔

چوں بہ عشق آیم خجل باشم ازاں جب عشق میں آتا ہوں شرمندہ ہوجاتا ہوں اس	**ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں** جو کچھ کہوں میں عشق کی شرح اور بیان

کوئی عقلی چیز اس کے معلوم کرنے کا واسطہ نہیں بن سکتی بلکہ وہ اپنی ذات کے ادراک کے لیے خود ہی واسطہ ہے۔ بعض شارحین نے اس شعر کے معنی اس طرح بیان کئے ہیں کہ پہلے آفتاب سے مراد یہ ظاہری آفتاب ہے اور دوسرے سے مراد آفتاب عشق ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اول تو عشق کی شرح محال ہے مگر ہاں اگر تمہیں اس کے معلوم کرنے کا نہایت شوق ہے تو ہم تمثیلاً بیان کرتے ہیں کہ یہ آفتاب ظاہری ہی اُس آفتاب عشق کا رہنما ہے۔ کیونکہ جیسی حرارت۔ تیزی اور روشنی و نور اس ظاہری آفتاب میں ہے اس سے کئی گنا بڑھ کر آفتاب عشق میں یہ چیزیں موجود ہیں۔ تو اب اگر تم آفتاب عشق کا کچھ حال معلوم کرنا چاہتے ہو تو اس ظاہری آفتاب کا تصور کرو اس سے تمہیں اُس کا کچھ حال معلوم ہو جائے گا۔

شمس ہر دم نورِ جانے مید ہد	از وے ار سایہ نشانے مید ہد
سورج ہر دم جان کا نور دیتا ہے	اس سے اگر سایہ ایک نشان دیتا ہے

لغات۔ وے کی ضمیر آفتاب کی طرف پھرتی ہے اور شمس سے مراد یا تو ذات حق ہے یا عشق۔

معنے۔ اس آفتاب ظاہری سے اگرچہ سایہ نشان دیتا ہے۔ مگر آفتابِ حقیقی یعنی ذات حق جل وعلا ہر گھڑی نورِ جاں عطا فرماتا ہے۔

مطلب شعر کا یہ ہے کہ اگرچہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ آفتاب کے معلوم کرنے کا ذریعہ خود آفتاب ہی ہے کوئی چیز اس کے ادراک کا واسطہ نہیں بن سکتی مگر پھر بھی سایہ کو آفتاب کے ادراک میں کچھ نہ کچھ دخل ہے کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی ضدیں ہیں اور ایک ضد سے دوسری ضد معلوم ہوا ہی کرتی ہے۔ یعنی یہ ظاہری آفتاب غروب بھی ہو جاتا ہے جس کے بعد سایہ یعنی رات آجاتی ہے تو آخر سایہ کو آفتاب کے معلوم کرنے میں کچھ نہ کچھ دخل ہوا۔ اب فرماتے ہیں۔ مگر یہ شمس حقیقی (یعنی ذات خدا تعالیٰ) ہر وقت عارفین کو نور معرفت عطا کرتا رہتا ہے کبھی غروب نہیں ہوتا۔

اگر شمس سے مراد عشق لیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ اگرچہ تمہیں اس ظاہری آفتاب سے سایہ یعنی رات نظر آتی ہے۔ مگر شمس حقیقی یعنی عشق ہر دم تازہ نورِ جاں بخشتا ہے اس میں سایہ و تاریکی کا نام و نشان نہیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ آفتاب ظاہری تو غروب بھی ہو جاتا ہے مگر آفتاب عشق کبھی غروب نہیں ہوتا اور ہر وقت عارفین کو نور عطا فرماتا رہتا ہے۔

چوں سخن در وصفِ ایں حالت رسید جب بات پہنچی اس حالت کے وصف کے	ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید قلم بھی ٹوٹ گئی اور کاغذ بھی پھٹ گیا

معنے۔ جب سخن اس حالت یعنی عشق کے وصف میں پہنچا تو قلم ٹوٹ گیا اور کاغذ پھٹ گیا۔

مطلب۔ اس شعر میں مضمون سابق کی تائید ہے۔ فرماتے ہیں کہ انسان اور تو ہر ایک چیز کی تعریفیں اور حالات بیان کرتا رہتا ہے مگر جب عشق کا حال بیان کرنے لگتا ہے تو قلم و کاغذ سب کچھ بیکار ہو جاتا ہے یعنی وہاں جائے گفتار نہیں رہتی۔

عقل در شرحش چو خر در گل بخفت عقل اس کی شرح میں جیسے گدھا کیچڑ میں لیٹا	شرحِ عشق و عاشقی ہم عشق گفت شرح عشق اور عاشقی کی عشق نے ہی کہی

معنے۔ عقل عشق کے بیان میں اس طرح ہو جاتی ہے جیسے گدھا کیچڑ میں لیٹ جاتا ہے عشق اور عاشقی کی شرح خود عشق ہی کرتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ زبان۔ قلم اور عقل عشق کی توصیف سے عاجز ہیں کیونکہ وہ ایک ذوقی امر ہے اور عشق کا لطف و مزا عاشق ہونے سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

عشق زور آمد و گفت سلام علیک   عقل ز سر آمد و گفت سلام علیک

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب آفتاب آیا آفتاب کی دلیل میں	گر دلیلت باید از وے رو متاب اگر تجھ کو دلیل چاہیئے اس سے منہ مت موڑ

معنے۔ آفتاب کی دلیل خود آفتاب ہی ہے اگر تجھے دلیل چاہیئے تو اس سے منہ نہ پھیر (بلکہ اس کو ہی دیکھ)

مطلب۔ یہ شعر مضمون سابق کی مثال ہے۔ فرماتے ہیں کہ مثال کے طور پر دیکھو اگر کوئی شخص آفتاب کو دیکھنا چاہے تو اس کے دیکھنے کا ذریعہ خود آفتاب ہی ہے کسی چیز کے واسطے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ سورج ایک حسی چیز ہے۔ مفہوم عقلی اس کے دیکھنے اور معلوم کرنے کا واسطہ و ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ واسطہ کا ذی واسطہ سے زیادہ واضح اور ظاہر ہونا ضروری ہے اسی طرح عشق کا حال ہے جو ایک حسی امر ہے کہ

رہتا ہے اس کے لئے کل نہیں ہے (یعنی غروب نہیں ہوتا)

مطلب - یہ شعر بھی مضمون سابق کی تائید ہے۔ فرماتے ہیں کہ ظاہری آفتاب تو ہر وقت سفر ہی کرتا رہتا ہے کبھی طلوع کرتا ہے کبھی غروب ہو جاتا ہے۔ مگر ذات خدا کا آفتاب ہمیشہ ہی طلوع کئے ہوئے ہے وہ کبھی غروب نہیں ہوتا۔ اگر شمس جاں سے مراد عشق لی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ ظاہری آفتاب تو طلوع وغروب ہوتا رہتا ہے مگر آفتاب عشق کبھی غروب نہیں ہوتا وہ ہر وقت ہی طلوع کئے ہوئے ہے

شمس در خارج اگرچہ ہست فرد شمس اگرچہ خارج میں ہے فرد	**میتواں ہم مثل او تصویر کرد** اس کی مثل سکتے ہیں تصویر بنا

لغات - فرد - یگانہ ایک۔ تصویر کردن۔ تصور کرنا - خیال کرنا۔

معنے آفتاب ظاہری اگرچہ خارج میں یگانہ اور ایک ہی ہے مگر اس جیسا آفتاب کا تصور کر سکتے اور خیال میں لا سکتے ہیں۔

مطلب - اب مولانا اس شعر میں آفتاب ظاہری اور ذات خداوندی کے آفتاب میں ایک اور فرق بیان فرماتے ہیں اور وہ یہ کہ اگرچہ ظاہری آفتاب ایک ہی ہے اور اس جیسا دوسرا کوئی پایا نہیں جاتا مگر اس جیسا آفتاب فرض کرنا ممکن ہے اس سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی کیونکہ آفتاب اُن کلیات سے ہے جن کے افراد تو ممکن ہے بہت سے ہوں مگر پایا صرف ایک ہی جاتا ہے۔ اور اگر کوئی دوسرا بھی پایا جائے تو کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ چنانچہ سائنس جدید نے ثابت کیا ہے کہ آفتاب جیسے روشن اور بھی کئی جسم ہیں مگر وہ چونکہ زمین سے بہت ہی دور ہیں اس لئے ان کی روشنی یہاں تک نہیں پہنچتی۔ سچ ہے۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ ؕ۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مولانا اس شعر میں آفتاب ظاہری اور آفتاب عشق میں فرق بتا رہے ہوں کہ اس آفتاب ظاہری کا نظیر تو تصور کر سکتے ہیں مگر آفتاب عشق کے نظیر کا تصور محال ہے۔

لیکن آں شمسے کہ شد زو اثیر لیکن وہ سورج کہ ہوا ہے اس کی بلندی کا	**نبودش در ذہن و در خارج نظیر** نہ ہووے اس کی مثل بیچ ذہن اور خارج کے

لغات - اثیر اصلی معنے تو اس کے عالی اور بلند کے ہیں مگر اس مناسبت سے کبھی اس سے مراد

سایہ خواب آید ترا ہمچوں سمر سایہ نیند لاتا ہے مانند افسانہ گوئی کے	**چوں برآید شمس انشق القمر** جب نکلے سورج شق ہو قمر

لغات۔ سایہ سے مراد یہی سایہ ہے جو دھوپ کی ضد ہے۔ سمر۔ افسانہ گوئی۔ قصہ گوئی۔ اکثر امیر لوگ رات کو سوتے وقت قصے کہانیاں سنا کرتے ہیں تاکہ نیند آجائے شمس سے مراد آفتاب حقیقی یعنی ذات خداوندی ہے۔ قمر سے مراد ممکنات کا وجود ہے۔ انشقاق کے معنی پھٹ جانے کے آتے ہیں۔

معنے۔ آفتاب ظاہری کا سایہ (یعنی اس کا چھپ جانا) افسانہ گوئی کی طرح تجھ میں نیند پیدا کرتا ہے مگر آفتاب حقیقی (یعنی ذات حق) جب نکلتا ہے (یعنی اسکا ادراک ہوتا ہے) تو قمر (یعنی وجود ممکنات پھٹ کر نیست ہوجاتا ہے۔

مطلب۔ اس شعر میں بھی مولانا آفتاب ظاہری اور شمس حقیقی کے آثار کا فرق بیان کرتے ہیں اور اوپر کے مضمون کی تاکید میں کہتے ہیں کہ آفتاب ظاہری اور شمس حقیقی کب برابر ہوسکتا ہے۔ کیونکہ آفتاب ظاہری تو غروب ہوجاتا ہے جس کے بعد نیند اور غفلت پیدا ہوتی ہے مگر آفتاب حقیقی ہر وقت نورافشاں رہتا ہے اور اس ہی کے وجود کے سامنے وجود ممکنات بالکل نیست ہوجاتا ہے۔ چوں برآید کے لفظ سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ شمس حقیقی بھی کبھی طلوع کرتا ہے اور وجود ممکنات اسی وقت نیست و مضمحل ہوتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شمس حقیقی سے وجود ممکنات نیست و مضمحل تو ہر وقت ہی رہتے ہیں مگر ہماری نظر اس وقت آتے ہیں جب ہم کو اس کا ادراک و انکشاف ہوجاتا ہے۔

اگر سمر کی جگہ لفظ سحر پڑھا جائے جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے اور شمس سے مراد آفتاب عشق لی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ آفتاب ظاہری سے جو سایہ پیدا ہوتا ہے وہ خواب آور غفلت انگیز ہے جیسے کہ سحر سے نیند پیدا ہوتی ہے (کیونکہ قاعدہ ہے کہ سحر کے وقت زیادہ نیند آیا کرتی ہے) مگر شمس عشق ایسا جاہ و جلال والا ہے کہ قمر کو جو خواب غفلت کا مادہ ہے نیست و نابود کردیتا ہے۔

خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست آپ ایک مسافر جہاں میں سورج کی طرح کے نہیں ہیں	**شمس جاں باقی است کورا امس نیست** سورج جان باقی ہے کیونکہ اس کو کل نہیں ہے

لغات غریب مسافر۔ شمس اول سے مراد آفتاب ظاہری ہے اور شمس جاں سے مراد ذات حق ہے۔ امس۔ گذشتہ کل

معنے۔ آفتاب کی طرح جہان میں کوئی مسافر نہیں ہے مگر آفتاب جاں (یعنی ذات حق) ہمیشہ باقی

طریقت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ذہن منتقل ہوگیا۔ اب ان کی تعریف کرتے ہیں کہ وہ آفتاب ظاہری کے مقابل میں نور کامل ہیں اور ایک قسم کے آفتاب ہیں اور منجملہ انوار حق کے ایک قسم کا نور ہیں کہ ان کو خدا نے گم گشتگان راہ ضلالت کی ہدایت کے لئے بمنزلہ ایک نور کے بنایا ہے۔

چوں حدیث روئے شمس الدین رسید جب بات شمس الدین کے چہرے کی پہنچی	شمس چارم آسماں سر درکشید چوتھے آسمان کے سورج نے سر کھینچا

لغات۔ حدیث۔ بات۔ ذکر۔ سر درکشیدن

معنے۔ جب شمس الدینؒ کی صورت کے ذکر کی نوبت پہنچی تو چوتھے آسمان کے سورج نے سر کھینچ لیا یعنی غروب ہوگیا اور ماند پڑ گیا۔

مطلب۔ اس شعر میں مولانا اپنے پیر طریقت شمس الدین رحمہ اللہ کی فضیلت اس آفتاب ظاہری پر بیان کرتے ہیں کہ جب میرے پیر کی صورت کا ذکر آیا تو یہ آفتاب بھی شرمندگی سے غروب ہوگیا اور انکا نور اس پر غالب آگیا۔

واجب آمد چونکہ آمد نام او واجب آیا جب کہ آیا نام اسکا	شرح کردن رمزے از انعام او ذکر کروں مجمل احسانات اس کے

لغات۔ رمز کے اصلی معنے تو اشارے کے ہیں مگر یہاں مراد مجمل اور اندک ہے۔

معنے۔ جب ان کا نام مبارک آگیا تو ضروری ہوا کہ ان کے احسانات کا مجمل طور پر ذکر کروں

مطلب یہ ہے کہ اب ان کا اسم گرامی جو آگیا تو مناسب ہے کہ انکے افعال و احسانات جو مجھ پر ہیں کچھ مجملاً بیان کروں

ایں نفس جاں دامنم برتافتہ است اس دم جان نے دامن میرا پکڑ لیا ہے	بوئے پیراہان یوسف یافتہ است یوسف کے پیراہن کی خوشبو پائی ہے

لغات۔ نفس۔ سانس۔ وقت۔ گھڑی۔ دامن برتافتن۔ دامن چھین لینا۔ کسی کام کے لئے مستعد ہوجانا۔ دامن پکڑ لینا۔ پیراہان۔ قمیص

آسمان کے لیتے ہیں اور کبھی کرۂ نار۔ شمس سے مراد یہی یا تو ذات حق ہے اور یا آفتاب عشق۔ بند کے معنی خیال کے بھی آتے ہیں اور قید کے بھی۔ اور یہاں دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔

معنے۔ لیکن ذات حق کے آفتاب کا جس کے خیال میں آسمان یا کرۂ نار بھی مستغرق جس کے مسخر فلک و کرۂ نار بھی ہے نہ ہی ذہن میں اور نہ خارج میں کوئی نظیر و مماثل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس ظاہری آفتاب کے نظیر و مثیل کا تصور تو ہو سکتا ہے مگر ذات خدا کے آفتاب کا نظیر نہ ہی ذہن میں ہے نہ خارج میں۔

در تصوّر ذاتِ او را گنج کو	**تا در آید در تصوّر مثلِ او**
تصور میں اس کی ذات کو گنجائش کہاں	تا کہ آئے تصور میں اس کا مثل

لغات۔ گنج۔ گنجائش۔ کو کلمۂ استفہام ہے۔

معنے۔ تصور میں اس کی ذات کو گنجائش کہاں؟ تاکہ اس کا مثل تصور میں آسکے۔

مطلب۔ مولانا اس شعر میں مذکورہ بالا مضمون کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ کا نظیر و مثیل ذہن میں اس واسطے نہیں آسکتا کہ خود اس کی ذات تصور میں آنے کی گنجائش نہیں رکھتی تو جب اس کی ذات کا تصور نہیں ہو سکتا تو اس کے مثل کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کسی چیز کے مثل کا تصور اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے خود اس چیز کا تصور تو ہو سکے۔ مثلاً کسی شخص نے عمر بھر ہاتھی نہیں دیکھا تو اب وہ ہاتھی کی مثیل و نظیر کا کس طرح تصور باندھ سکتا ہے جبکہ خود ہاتھی کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔

شمسِ تبریزی کہ نورِ مطلق است	**آفتاب است و ز انوارِ حق است**
شمس تبریزی کہ مطلق نور ہے	آفتاب ہے اور اللہ کے نور سے ہے

لغات۔ شمس تبریزی مولانا کے پیر طریقت ہیں۔ نور مطلق سے مراد نور کامل ہے۔

معنے۔ شمس تبریزی جو نور کامل ہیں ایک قسم کا آفتاب اور منجملہ انوار خدا ہیں۔

مطلب۔ اوپر کے اشعار میں مولانا شمس حقیقی یعنی ذات خدا اور شمس ظاہری یعنی آفتاب کا بیان فرما رہے تھے اور ان کے بعض تفاوت کو بیان کر رہے تھے کہ یکایک لفظ شمس سے اپنے پیر

کہا میں نے اے دور پڑے ہوئے حبیب سے	مانند ایک بیمار کے کہ دور ہے حکیم سے

لغات۔ حبیب سے مراد مرشد ہے

معنے۔ اے اپنے دوست یعنی مرشد سے دور افتادہ جیسے کہ بیمار طبیب سے دور جا پڑتا ہے۔

مطلب۔ مولانا اس شعر میں اپنی جان کو جواب دیتے ہیں کہ تو مرشد سے اس طرح دور پڑی ہوئی ہے جس طرح بیمار شخص طبیب سے دور جا پڑتا ہے یعنی جس طرح اس بیمار کا حال دگرگوں ہو جاتا ہے اسی طرح تیرا حال بھی مرشد کے بغیر جو طبیب روحانی ہے دگرگوں ہو رہا ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دوری مرشد کے باعث میرا حال خراب ہو رہا ہے۔

لَا تُكَلِّفْنِي فَاِنِّي فِي الْفَنَا	كَلَّتْ اَفْهَامِي فَلَا اُحْصِي ثَنَا
مت دے تکلیف مجھ کو کیونکہ میں فنا میں ہوں	میری سمجھ گونگی ہے پس نہیں گنی جا سکتی ثنا

معنے۔ (اے جان) مجھے تکلیف نہ دے کیونکہ میں (اس وقت) فنا یعنی بیخودی میں ہوں اور (پریشانی فراق کے باعث) میرے فہم کند ہو گئے ہیں اس لئے میں (مرشد کی) ثنا کا شمار و احاطہ نہیں کر سکتا

مطلب۔ یہ شعر گفتم کا مقولہ ہے یعنی مولانا اپنی جان کو جواب دیتے ہیں کہ اے میری جان مجھے اس وقت مرشد کی صفت و ثنا بیان کرنے کی تکلیف نہ دے۔ کیونکہ اس پریشانی فراق کے باعث میرے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں۔

كُلُّ شَيْءٍ قَالَهُ غَيْرُ الْمُفِيقِ	اِنْ تَكَلَّفَ اَوْ تَصَلَّفَ لَا يَلِيقُ
ہر شے کہی بغیر ہوش کے	اس میں بات بناؤں لاف ماروں نہیں لائق ہے

معنے۔ جس چیز یعنی مضمون کو غیر افاقہ والا یعنی بے ہوش بیان کرے وہ لائق توجہ نہ ہوگا۔ اگرچہ بیان کنندہ تکلف کرے یا گپ مارے۔

مطلب۔ اس شعر میں مولانا ہوش و حواس کی کندی کی حالت میں ثنا وغیرہ بیان کرنے کی وجہ بتاتے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ قاعدہ ہے کہ جس شخص کے ہوش و حواس ٹھکانے نہ ہوں وہ اگر بہ تکلف اپنی طبیعت پر زور ڈال کر یا بطور گپ زنی محض اظہار کمال کے لئے کچھ کہے بھی تو وہ لائق توجہ و اعتبار نہیں ہوا کرتا اسی طرح

معنے۔ اس وقت جان نے میرا دامن چوڑھا کر مستعد کر دیا ہے یا میرا دامن (تقاضا کے لئے) پکڑ لیا ہے گویا اس نے قمیص یوسف کی بو پائی ہے

مطلب یہ ہے کہ بجز وخیال پیر کے میری جان نے مجھے مستعد کر دیا ہے۔ یا مجھ سے تقاضا کر رہی ہے۔ اور اسی طرح از خود رفتہ و مشتاق ہو رہی ہے جیسے قمیص یوسفؑ کی بو سونگھ کر حضرت یعقوبؑ جمال یوسفی کے وصال کے مشتاق ہو گئے تھے کہ ضرور ان کے احسانات سے کچھ نہ کچھ بیان کر۔ مولانا اصل میں ایک طرح کی معذرت کر رہے ہیں کہ اگرچہ بعض ناظرین کہیں گے کہ اس قصہ میں یہ اور قصہ کیا چھیڑ دیا مگر میں مجبور ہوں میری روح کا تقاضا ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور بیان کروں۔

کز برائے حق صحبت سالہا کیونکہ صحبت کے حق کے لئے سالوں	باز گو رمزے ازاں خوش حالہا پھر کہو ایک رمز ان خوشحالوں سے

معنے۔ کہ سالہا سال کی صحبت وہم نشینی کے لئے ان خوش حالات کا مجمل سا حال بیان کر دے۔

مطلب۔ یہ شعر جان کے تقاضا کا ماحصل ہے یعنی جان تجھ سے تقاضا کر کے کہہ رہی ہے کہ تیری ان کی صحبت برسوں رہی ہے اور نہایت ہی خوش حال وقت اُن کی ہمنشینی میں بسر ہوئے ہیں تو اب اس دیرینہ صحبت کا مقتضا ہے کہ صحبت مرشد سے جو حالات و فیوض عطا ہوئے اُنکا کچھ تھوڑا سا تذکرہ کروں

تا زمین و آسماں خنداں شود تاکہ زمین اور آسمان خنداں ہوں	عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود عقل روح اور آنکھیں سو گنے ہوں

معنے۔ تاکہ زمین و آسمان ہنسنے لگیں یعنی ان کی رونق بڑھ جائے اور دیکھنے والے کی عقل و روح سو گنا ہو جائے

مطلب یہ ہے کہ جان تجھ سے کہہ رہی ہے کہ صحبت مرشد کے فیوض سے کچھ نہ کچھ ضرور بیان کرو۔ کیونکہ اس بیان سے اہل زمین کا دل خوش ہو جائے گا یا زمین و آسمان بارونق ہو جائیں گے اور ان کو پڑھنے والوں کی عقلوں میں سو گنا ترقی اور روحوں میں تازگی پیدا ہو گی۔

گفتم اے دور اوفتادہ از حبیب	ہمچو بیمارے کہ دُور ست از طبیب

لغات۔ ہجران اور خونِ جگر سے مراد رازِ وحدۃ الوجود ہے۔

معنے۔ اس ہجر و خونِ جگر یعنے راز وحدۃ الوجود کی شرح و بیان اوقت چھوڑ دے کسی اور وقت دیکھا جائیگا

مطلب یہ ہے کہ اس راز وحدۃ الوجود کی شرح و بیان کو جس سے عشق الٰہی پیدا ہوتا ہے جو خونِ جگر ہے اور جس کے ہر ایک مقام پر پہنچ کر طالب شدتِ شوق کے باعث اپنے آپ کو ہجور ہی سمجھتا ہے کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھ۔ یہ شعر بھی مولانا نے جان کے جواب میں فرمایا ہے۔

قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ اس نے کہا کھانا دے مجھ کو میں بھوکی ہوں	وَاعْتَجِلْ فَالْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ پس جلدی کر کہ وقت کاٹنے والی تلوار ہے

معنے۔ جان نے کہا مجھے غذا دے کیونکہ میں بھوکی ہوں، اور جلدی کر کیونکہ وقت شمشیر براں کی طرح گذر رہا ہے

مطلب یہ شعر جان کا مقولہ ہے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ پھر اس جان نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ اس راز کو بیان کر دے کہ اس کی لذت روحانی سے میں سیر ہو جاؤں۔ کیونکہ اس وقت مجھے بھوک لگ رہی ہے اور ذرا جلدی سے بیان کر تا کہ یہ وقت شمشیر براں کی طرح گذرتا جارہا ہے۔ یعنی جس طرح وہ جسم پر لگ کر فوراً ہی پار نکل جاتی ہے اسی طرح یہ وقت بھی فوراً گذرتا جارہا ہے۔

باشد ابن الوقت صوفی اے رفیق صوفی ابن الوقت ہوتا ہے اے رفیق	نیست فردا گفتن از شرطِ طریق نہیں ہے کل کہنا طریق کی شرط

لغات۔ ابن الوقت وہ شخص ہے جو مقتضائے وقت کے موافق کام کرے۔ اصطلاح تصوف میں اس صوفی کو کہتے ہیں جو مقتضائے وقت کے موافق کیفیات و حالات کا حق ادا کرے۔

معنے۔ اے رفیق صوفی ابن الوقت ہوا کرتا ہے بات کو کل پر ٹال دینا طریقت کے خلاف ہے

مطلب۔ یہ شعر بھی جان کا مقولہ ہے یعنی جان نے کہا تم کہہ رہے ہو کسی اور وقت اس راز کو پوچھنا۔ حالانکہ صوفی ابن الوقت ہوا کرتے ہیں وہ تو کسی بات کو کل پر چھوڑتا ہی نہیں کرتے

صوفی ابن الحال باشد در مثال	گرچہ ہر دو فارغ اند از ماہ و سال

اگر میں بھی اس بیخودی کی حالت میں کچھ صفت و ثنائے مرشد بیان کروں تو وہ لائق توجہ نہ ہوگی۔ اس سئے مجھے معذور رکھ۔

ہر چہ بیگوید مناسب چوں بود جو کچھ کہتا ہے موافق کس طرح ہو	**چوں تکلف نیک نالائق بود** جب تکلف نامناسب ہوتا ہے

لغات۔ نیک نالائق۔ بہت نامناسب۔ پہلے چوں کے معنی کسطرح اور دوسرے کے جب ہیں

معنے۔ بیہوش جوکچھ کہتا ہے وہ مناسب کسطرح ہو جبکہ تکلف نہایت ہی نامناسب ہوتا ہے۔

مطلب۔ اس شعر میں بھی مولانا مرشد کی صفت وثنا نہ بیان کرنے کا عذر کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ بے ہوش شخص کا بیان مناسب وقت کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ کسی بات کو بہ تکلف بیان کرنا نامناسب ہوتا ہے تو بیہوش جب تکلف سے بیان کرے گا تو لامحالہ اس کا بیان بھی نامناسب ہوگا۔

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست میں کیا کہوں ایک رگ میری بھی ہوشیار نہیں ہے	**شرح آں یارے کہ او را یار نیست** شرح اس یار کی کہ اسکا یار نہیں ہے

لغات۔ یار اول سے مراد ذات حق ہے اور دوسرے یار سے مراد شریک و نظیر ہے۔

معنے۔ میں جسکی ایک رگ بھی ہوش میں نہیں اس خدا کی جسکا کوئی بھی شریک نہیں کسطرح تعریف بیان کروں

مطلب یہ ہے کہ خدائے بیمثال و بیچون کی میں بیہوش کس طرح تعریف کروں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں سہ گر کسے وصف او ز من پرسد۔ بیدل از بے نشاں چہ گوید باز۔ خدشہ پہلے اشعار میں مولانا یہ بیان فرما رہے تھے کہ میں بیخود اپنے مرشد کی تعریف کس طرح بیان کروں۔ مگر اس شعر میں فرماتے ہیں کہ میں خدا کی تعریف کس طرح بیان کروں۔ تو ظاہرا ان دونوں مضمونوں میں تناقض معلوم ہوتا ہے

جواب پہلے جو مولانا نے فرمایا تھا کہ میں انعام مرشد بیان نہیں کرسکتا تو اس سے مراد راز وحدۃ الوجود تھا اور یہ تو ظاہر ہے کہ اسمیں کمال الٰہی کا بیان ہوتا ہے اسلئے یہاں یہ بیان کرتے ہیں کہ اس راز کو میں بیان کرنیکی طاقت نہیں رکھتا

شرح ایں ہجران و ایں خون جگر شرح اس ہجران اور اس خون جگر کی	**ایں زماں بگذار تا وقت دگر** اس وقت چھوڑ دوسرے وقت تک

بھی نہیں رکھا کچھ نہ کچھ بیان کر ہی دیا ہے۔ اس حکایت کے ضمن میں ہی اسے تلاش کر لو۔

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں اچھا وہ ہوتا ہے کہ دوستوں کا بھید	گفتہ آید در حدیثِ دیگراں بیان ہو دوسروں کی باتوں میں

معنے بہتر یہی ہوتا ہے کہ دوستوں کا راز دوسروں کی حکایات میں بیان کیا جائے
مطلب یہ ہے کہ میں نے اس حکایت کے ضمن میں سب کچھ کہہ دیا ہے اور یہ اسلئے کیا ہے کہ دوستوں کی باتیں دوسرے کی حکایت و تمثیل میں بیان کرنا نہایت موزوں ہے تاکہ دوسرے اس پر مطلع نہ ہوں

گفت مکشوف و برہنہ بے غلول کہہ کھلے طور پر بغیر خیانت کے	باز گو دفعم مدہ اے بو الفضول پھر کہہ ٹال مٹول نہ کرے فضول گو

لغات۔ مکشوف و برہنہ یعنی صاف طور پر کھلے طور پر۔ بے غلول یعنی بغیر خیانت اخفا کے۔ دفع ٹالنا۔ بو الفضول۔ فضول باتیں کرنے والا۔
معنے۔ جان نے کہا اے فضول گو بغیر اخفا کے صاف اور کھلے طور سے پھر بیان کر دے اور مجھ سے ٹال مٹول نہ کر۔
مطلب یہ ہے کہ اشاروں سے ہم جیسوں کی سیری نہیں ہوتی۔ ذرا پھر صاف طور سے بیان کر دو۔

باز گو اسرار و رمز مرسلین پھر کہہ بھید اور رمز پیغمبروں کا	آشکارا بہ کہ پنہاں سرِ دیں کیونکہ ظاہر اچھا ہے پوشیدہ بھید دین سے

لغات۔ اسرار مرسلین سے مراد وہی راز وحدۃ الوجود ہے جو عین توحید ہے۔ جبکہ سب انبیاء علیہم السلام متفق ہیں کہ کے معنی از یعنی سے کے ہیں۔
معنے پیغمبروں کے اس راز و رمز کو پھر کہہ دو۔ کیونکہ راز دین کا پوشیدہ ہونے سے ظاہر ہونا چاہئے
مطلب یہ ہے کہ راز وحدۃ الوجود کو جو تمام انبیا علیہم السلام کا عین مقصود ہے کیونکہ اس سے

صوفی ابن الحال ہوتا ہے مثال ہیں	اگرچہ دونوں ہیں فارغ ماہ اور سال سے

لغات - فارغ - خالی - ابن الحال اور ابن الوقت کے ایک ہی معنی ہیں -

معنے - صوفی ابن الحال بطور مثال ہوتا ہے اگرچہ دونوں (یعنی صوفی اور وقت) ماہ و سال سے مبرا اور خالی ہیں -

مطلب - اس شعر میں مولانا اس شبہ کا ازالہ فرماتے ہیں کہ شاید وقت کے لغوی معنی مراد ہیں - فرماتے ہیں کہ صوفی کو ابن الوقت ہم مثالاً کہتے ہیں - ورنہ حقیقت میں تو صوفی اور وقت کو زمانہ سے کچھ تعلق نہیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہاں ان الفاظ کے لغوی معنی مراد نہیں بلکہ اصطلاحی جنہیں زمانہ سے کچھ بھی تعلق نہیں

تو مگر خود مردِ صوفی نیستی	**نقد را از نسیہ خیزد نیستی**
تو شاید آپ صوفی مرد نہیں ہے	نقد کو ادھار سے بربادی وزوال ہے

لغات - نسیہ - ادھار - دوسرے نیستی کے معنی زوال و بربادی کے ہیں

معنے - تم شاید خود صوفی مرد نہیں ہو جو ٹال رہے ہو۔ نقد کو ادھار سے بربادی و زوال ہے۔

مطلب - یہ شعر بھی جان کا مقولہ ہے بطور سرزنش کہتی ہے کہ تم جو ٹالا مٹولا کر رہے ہو شاید صوفی نہیں ہو - کیونکہ صوفیوں کا حال تو میں نے بتا دیا ہے کہ وہ لیت ولعل سے کام نہیں لیا کرتے اور اس ٹال مٹولے کی ایک خرابی یہ ہے کہ نقد یعنی موجودہ حالت نسیہ ہے دوسرے وقت پر ٹال مٹولے سے زائل ہو جایا کرتی ہے اور پھر کچھ ہاتھ بھی نہیں آتا کف افسوس ملنے پڑتے ہیں۔

گفتمش پوشیدہ خوشتر سرِ یار	**خود تو در ضمن حکایت گوشدار**
میں نے کہا اس سے پوشیدہ اچھا ہی یار کا بھید	آپ تو حکایت کے ضمن میں کان رکھ

لغات - گوش داشتن - کان رکھنا یعنے سننا - دیکھنا

معنے - میں نے اسے کہا یار کا راز پوشیدہ ہی اچھا ہوتا ہے تو اس حکایت کے ضمن میں ہی دیکھ بھال

مطلب یہ ہے کہ میں نے جان کو جواب دیا کہ تم جو یہ پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہو - اس کو ظاہر کردو تو میں اسے ظاہر کر دیتا مگر یہ دوست کا راز پوشیدہ ہی اچھا ہوتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ میں نے بالکل پوشیدہ

لغات - برنتابد - یعنی نہیں اٹھا سکتا۔ نہیں سہ سکتا۔

معنے - آرزو میں چاہا کرلیکن (اپنے) اندازہ کو خیال کرکے (دیکھ) گھاس کا تنکا پہاڑ کو نہیں اٹھا سکتا

مطلب یہ ہے کہ ہم تجھے اس بات سے نہیں روکتے کہ تو کسی بات کی آرزو ہی نہ کیا کر بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ اپنے قدر و اندازہ کے موافق آرزوئیں کیا کر اپنے قدر سے بڑھ کر آرزو کرنے کا کچھ فائدہ نہیں۔ کیونکہ آخر گھاس کا تنکا پہاڑ کو تو اٹھا نہیں سکتا۔

تا نہ گردد خونِ دل جانِ جہاں جب تک نہ ہو دل کا خون جان اور جہان سے	**لب ببند و دیدہ بردوز این زماں** لب بند کر اور آنکھیں سی دے اسوقت

لغات - دل خون گردیدن - یعنی ہلاک ہوجانا۔ لب بستن - خاموشی اختیار کرنا۔

معنے - اس وقت لب بند کرکے اور آنکھیں سی دے تاکہ جہان کی جان یعنی ہستی ملیامیٹ نہ ہو جائے

مطلب یہ ہے کہ اس وقت خاموش ہو رہو اور ایسے اسرار نہ پوچھو جن کے ظاہر کرنے سے عالم کی ہستی ہی برباد ہو جائے۔

آفتابے کز وے این عالم فروخت آفتاب کہ جس سے یہ عالم روشن ہے	**اندکے گر بیش تابد جملہ سوخت** ذرا سا اگر آگے آئے سب کو جلائے

معنے - آفتاب جس سے جہان روشن ہے اگر تھوڑا سا بھی زیادہ چمکے تو سب کچھ جل جائے

مطلب - مولانا یہ شعر بطور مثال بیان کرتے ہیں کہ دور کیوں جاؤ یہی مثال سمجھ لو کہ یہ آفتاب جب تک اپنے مرکز و مدار پر دورہ کرتا رہے کچھ اندیشہ نہیں۔ اگر ذرا سا بھی آگے بڑھ جائے تو تمام جہان جل جائے۔ اس طرح وہ راز پوشیدہ ہی اچھا ہے اگر ذرا بھی اسکا اظہار ہو تو دنیا ویران ہو جائے۔

فتنہ و آشوب و خونریزی مجو فتنہ اور آشوب و خونریزی کی نہ ڈھونڈ	**بیش ازیں از شمس تبریزی مگو** آگے اس سے شمس تبریز سے مت کہہ

تعلیم توحید حاصل ہوتی ہے ظاہر طور پر بیان کر دو کیونکہ یہ دین کا ایک راز ہے اور دین کے راز کو پوشیدہ کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ بلکہ دین کا اخفا موجب گناہ ہے۔

پردہ بردار و برہنہ گو کہ من	**مے نخسپم با صنم با پیرہن**
پردہ اٹھا اور کھلم کھلا کہہ کہ میں	بس نہیں ہوتی معشوق کے ساتھ کرتے ہے

لغات۔ صنم معشوق ۔ پیرہن قمیص
معنے کنایات و اشارات کا پردہ اٹھا دو اور صاف طور سے کہہ دو کیونکہ میں معشوق کے ساتھ کرتہ پہن کر سونا پسند نہیں کرتی۔
مطلب یہ ہے کہ بھائی میں تو ان حکایات و تمثیلات کا پردہ پسند نہیں کرتی مجھے تو صاف اور کھلے طور سے بتا دو۔ کیونکہ وہ تو میرا معشوق ہے اور اس کے ساتھ کپڑے پہن کر سونے سے کیا فائدہ جب قمیص کا پردہ ہی درمیان میں حائل ہو گیا۔

گفتم ار عریاں شود او در جہاں	**نے تو مانی نے کنارت نے میاں**
میں نے کہا اگر وہ ظاہر ہو جہان میں	نہ تو رہے نہ تیرا کنارہ نہ وسط

لغات۔ عریاں ۔ برہنہ ۔ مراد ظاہر ہے۔ کنار ۔ کنارہ ۔ میان ۔ وسط ۔
معنے۔ میں نے جواب میں کہا اگر وہ راز جہان میں ظاہر ہو جائے تو نہ تو رہے اور تیرا کنارہ اور تیرا وسطی حصہ
مطلب یہ ہے کہ میں نے جان کو جواب دیا تم جو کہہ رہی ہو اُسے ظاہر اور صاف طور سے کہہ دو۔ میں اُسے کس طرح ظاہر کر دوں۔ حالانکہ اگر وہ جہان میں ظاہر ہو جائے تو تیری ہڈی پسلی کہیں نظر نہ آئے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس راز کے اظہار سے جہان تہ و بالا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کا پوشیدہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

آرزو مے خواہ لیک اندازہ خواہ	**بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ**
آرزو چاہ لیکن اندازے کی چاہ	نہیں اٹھا سکتا پہاڑ کو ایک گھاس کا تنکا

گفت اے شاہ خلوتے کن خانہ را	**دور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را**
کہا اے بادشاہ گھر کو خالی کر	دور کر اپنے کو بھی اور بیگانے کو بھی

لغات۔ خلوتے کن۔ یعنی منسوب بہ خلوت کر۔ تنہا کر۔

معنے کہنے لگا اے بادشاہ گھر کو خالی کر دے اور خویش و بیگانہ کو یہاں سے دور کر دے۔

کس ندارد گوش در دہلیزہا	**تا بپرسم زیں کنیزک چیزہا**
کوئی نہ رکھے کان دہلیزوں میں	تاکہ پوچھوں میں لونڈی سے باتیں کچھ

معنے۔ کوئی شخص دہلیزوں میں بھی کان نہ لگائے تاکہ میں کچھ ضروری باتیں اس کنیزک سے دریافت کروں

مطلب۔ چونکہ فی الحال طبیب غیبی کو ان باتوں کا اخفا منظور تھا اس لئے کہہ دیا کہ ہر ایک یہاں سے چلا جائے۔ کیونکہ اپنے رازوں کو دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہوئے آدمی شرماتا ہے۔

خانہ خالی کرد شاہ و شد بروں	**تا بخواند بر کنیزک او فسوں**
گھر خالی کیا بادشاہ نے اور ہوا باہر	تاکہ پوچھے لونڈی سے اس کا فسون

لغات۔ فسوں۔ منتر

معنے۔ بادشاہ نے گھر کو خالی کر دیا اور باہر چلا گیا تاکہ وہ طبیب کنیزک پر منتر پڑھے۔

مطلب یہ ہے کہ طبیب کے کہنے سے بادشاہ بھی باہر چلا گیا تاکہ وہ طبیب سحر آمیز اور موثر باتوں سے اس کنیزک کا حال معلوم کرے (بعض نسخوں میں بخواند کی جگہ بپرسد از لکھا ہے) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تا اس کنیزک سے دریافت کرے کہ تجھ پر کس نے فسون کیا۔

خانہ خالی ماند و یک دیّارے	**جز طبیب و جز ہماں بیمارے**
گھر خالی ہو گیا اور صاحب خانہ نہ رہا	سوائے حکیم اور سوائے بیمار کے نہ رہا

لغات۔ دیّار۔ گھر بسانے والا۔ صاحب خانہ

معنے فتنہ و آشوب اور خونریزی نہ ڈھونڈ۔ اور شمس تبریزی کی بابت اس سے زیادہ کلام نہ کر۔
مطلب یہ ہے کہ شمس تبریزی کے حالات کی زیادہ جستجو نہ کر اور جہان میں فتنہ و آشوب برپا نہ کر
یعنی اب تک جو کچھ تو نے کیا سو کیا اب اس سے زیادہ نہ پوچھنا کیونکہ جب عالم اس آفتاب ظاہری کے
انوار کی تاب نہیں لاسکتا تو آفتاب معنوی یعنی شمس تبریز کے انوار یعنی رازوحدۃ الوجود کی کب تاب لائے گا۔

این ندارد آخر از آغاز گو یہ نہیں رکھتا آخر شروع سے کہہ	رَو تمامِ ایں حکایت باز گو جا اس حکایت کو پورا بیان کر

معنے اس کلام کا تو اخیر ہی نہیں اس لئے آغاز کو شروع کردو اور اس حکایت کو پورا بیان کرو۔
مطلب مولانا اپنے آپ کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ یہ بیان تو ختم ہونے کا نہیں۔ بے پایاں ہے
اس لئے اس حکایت کو پورا کردو جس کو شروع کیا تھا۔

خلوت طلبیدن آں ولی از بادشاہ باآں کنیزک جہت دریافتن مرض و رنج آں کنیزک

ترجمہ اس ولی کا بادشاہ سے کنیزک کا مرض دریافت کرنے کے لئے خلوت چاہنا اور اس لونڈی کی بیماری

چوں حکیم از ایں سخن آگاہ شد جب حکیم اس بات سے آگاہ ہوا	وز درون ہم داستانِ شاہ شد اور باطن سے بادشاہ کا ہم قصہ ہو ہوا

عدم تبیین

لغات۔ درون۔ اندر۔ باطن۔ ہمداستان شدن کسی سے ہم کلام ہونا۔ اس کے احوال پر مطلع ہونا۔
معنے جب وہ حکیم اس بات سے آگاہ ہوا۔ اور باطن سے بادشاہ کا ہمداستان ہوا۔
مطلب یہ ہے کہ جب حکیم کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ اس کنیزک کو کوئی مرض نہیں اور اپنے
علم باطن سے وہ بادشاہ کے احوال پر مطلع ہوا۔



معنے۔ جب کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھ جاتا ہے تو وہ اسکا کانٹا نکالنے کیلئے اپنے پاؤں کو زانو پر رکھتا ہے۔
مطلب۔ اس اور آئندہ چند اشعار میں مولانا اس اہتمام کی وجہ بیان فرماتے ہیں جو طبیب یمنی نے اس کنیزک کی تشخیص میں فرمایا۔

ز سر سوزن ہمے جوید سرش اور سوئی کی نوک سے اسکا سر تلاش کرتا ہے	**ور نیابد میکند از لب ترش** اور اگر نہیں ملتا تو لب سے اسکو تر کرتا ہے

لغات۔ سوزن۔ سوئی۔
معنے۔ سوئی کی نوک سے اس کانٹے کا سر تلاش کرتا ہے اور اگر نہیں ملتا تو لب لگا کر اسکو تر کرتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے نہایت اہتمام کرتا ہے۔

خار در پا شد چنیں دشوار یاب کانٹا پاؤں میں ہو ایسا مشکل ملتا	**خار در دل چوں بود وادہ جواب** دل کا کانٹا کس طرح ہو ظاہر جواب دے

لغات۔ دشوار یاب۔ مشکل سے ملنے والا۔
معنے۔ جب پاؤں کا کانٹا اس مشکل اور دشواری سے ملتا ہے تو ذرا جواب دو دل کے کانٹے کا کیا حال ہوگا۔
مطلب یہ ہے کہ جب پاؤں کے کانٹے کا یہ حال ہے تو عشق کا کانٹا جو دل میں چبھ جاتا ہے اس کے نکالنے میں کس قدر اہتمام کی ضرورت ہے۔ تم خود سوچ سکتے ہو۔

خارِ دل را گر بدیدے ہر خسے دل کے کانٹے کو اگر دیکھتا ہر ایک ناقص	**کے غماں را دست بودے بر کسے** کب غموں کو قابو ہوتا ہر کسی پر

لغات۔ خس۔ کمینہ ناقص۔ دست بودن بر کسے کسی پر قدرت ہونا۔ قابو ہونا۔ غماں۔ غم کی جمع۔
معنے۔ اگر دل کا کانٹا ہر شخص دیکھ لیتا تو لوگوں پر غموں کو قدرت ہی کس طرح حاصل ہو سکتی۔
مطلب یہ ہے کہ نفسانی امراض پر جو دل کا کانٹا ہیں اگر ہر کس و ناکس مطلع ہو جایا کرتا تو دنیا میں کوئی غمگین یعنی راہ راست سے بھٹکا ہوا نظر نہ آتا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو کام کامل کر سکتا ہے ناقص

معنے۔ گھر خالی ہوگیا اور سوائے اس طبیب اور اس بیمار کے کوئی گھر والا وہاں نہ رہا (یعنی سب کے سب باہر چلے گئے)

نرم نرمک گفت شہر تو کجاست	**کہ علاج و رنج ہر شہرے جداست**
نرمی نرمی سے پوچھا تیرا شہر کہاں ہے	کیونکہ علاج اور بیماری ہر شہر کی جدا ہے

معنے۔ طبیب نے کنیزک سے آہستہ آہستہ پوچھنا شروع کیا کہ تیرا شہر کہاں ہے کیونکہ ہر شہر کی بیماری اور علاج جدا ہوا کرتا ہے۔

مطلب دوسرے مصرعہ کا مضمون اس سے کہا کہ اُسے یہ شبہ نہ پڑ جائے کہ مسکن اصلی کے دریافت کرنے سے اس کا کوئی اور مطلب ہے، بلکہ یہی خیال کرے کہ اس بات کو بھی علاج میں کچھ دخل ہے

واں دراں شہر از قرابت کیستت	**خویشی و پیوستگی با چیستت**
اور اس شہر میں تیری رشتہ داری کس سے ہے	تیری یگانگت اور ملاپ کس سے ہے
دست بر نبضش نہادہ یک بیک	**باز مے پرسید از جورِ فلک**
ہاتھ اوپر اس کی نبض کے رکھا اور یک بیک	پوچھنے لگا مظالم آسمانی

لغات۔ جور۔ ظلم

معنے۔ ہاتھ اس کی نبض پر رکھا اور ایک ایک کرکے مظالم آسمانی پوچھنے لگا۔

مطلب یہ ہے کہ جو مصائب و تکالیف اس پر گذری تھیں ایک ایک کرکے پوچھنی شروع کیں تاکہ اس کے معشوق و محبوب کا کچھ پتہ چل جائے۔

چوں کسے را خار در پایش خلد	**پائے خود را بر سرِ زانو نہد**
جب کسی کو کانٹا پاؤں میں چبھتا ہے	پاؤں اپنے کو اوپر زانو کے رکھتا ہے

لغات خلیدن۔ کانٹے کا چبھ جانا۔

معنے۔ گدھا کانٹے کو دفع کرنے کے لئے درد و تکلیف کے باعث دولتیاں مارتا ہے اور سو جگہ زخم کر لیتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اُسے کانٹے کا نکالنا تو آتا ہی نہیں اور اپنی عقلی تجویز سے وہ اسے اور بھی مضبوط کر لیتا ہے۔ اسی طرح پیر ناقص نفسانی امراض کے کانٹے کو اور مضبوط کر دیتا ہے۔

آں لگد کے دفعِ خار او کند وہ دولتیاں کب کانٹا نکال سکتی ہیں اس کا	حاذقے باید کہ بر مرکز تند دانا چاہیئے جو اور یہ نشانہ کے توجہ کرے

لغات۔ لگد۔ لات مارنا۔ دولتیاں مارنا۔ حاذق ماہر۔ دانا۔ مرکز۔ نشانہ۔ تنیدن۔ کسی چیز کے گرد پھرنا۔ مراد توجہ و التفات کرنا۔

معنے۔ دولتیاں مارنا اُسکے کانٹے کو کسطرح دفع کرسکتا ہے کوئی ماہر شخص چاہیئے جو نشانہ و موقعہ کی طرف توجہ کرے۔

مطلب یہ ہے کہ پیر کامل چاہیئے جو کانٹے کو نکال دے نہ کہ ناقص جو اُسے اور بھی مضبوط کر دے۔

آں حکیم خارچیں اُستاد بود وہ حکیم کانٹا نکالنے والا اُستاد تھا	دست مے زد جا بجا می آزمود ہاتھ مارتا تھا اور جا بجا سے آزماتا تھا

لغات۔ خارچیں۔ کانٹا نکالنے والا

معنے وہ حکیم (دل کا) کانٹا نکالنے والا اُستاد تھا۔ جا بجا ہاتھ لگا کر مرض کی تشخیص کر رہا تھا۔

زاں کنیزک بر طریق راستاں اس لونڈی سے راستبازوں کے طور پر	باز مے پرسید حالِ باستاں پوچھتا تھا حالات گذشتہ

لغات۔ باستان۔ گذرا ہوا۔ گذشتہ

معنے۔ اس کنیزک سے راستبازوں کے طور پر گذشتہ حالات دریافت کر رہا تھا۔

انہیں سرانجام نہیں دے سکتا۔ اس لئے مرشد کامل چاہیئے نہ کہ ناقص۔

خر نداند دفع آں بر مے جہد گدھا نہیں جانتا اسکو نکالنا کودتا ہے	کس بزیر دُم خر خارے نہد کوئی دم کے نیچے گدھے کے کانٹا رکھ دے

لغات - جہیدن - کودنا - اچھلنا۔

معنے - اگر کوئی شخص گدھے کی دم کے نیچے کانٹا رکھ دے تو وہ گدھا اچھلتا ہے۔ کودتا ہے اور اس کے دفع کرنے یعنی نکالنے کا طریقہ نہیں جانتا۔

مطلب - یہ اور اس کے نیچے کے چند اشعار بھی بطور تمثیل بیان کئے ہیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کانٹا نکالنے کا طریقہ نہیں جانتا۔ دیکھو اگر گدھے کو کانٹا چبھ جائے تو وہ چونکہ اس کے نکالنے کا طریقہ نہیں جانتا اس لئے پڑا کودتا ہے۔

عاقلے باید کہ خارے بر کند دانا کو چاہیئے اس کانٹے کو نکالے	بر جہد واں خار محکم تر زند کودتا ہے اور اس کانٹے کو مضبوط تر کرتا ہے

لغات - برکندن - اکھاڑنا - نکالنا۔

معنے - وہ گدھا کودتا ہے مگر وہ کانٹا مضبوط و محکم ہوتا چلا جاتا ہے۔ کوئی عاقل چاہیئے جو اس کانٹے کو نکالے

مطلب یہ ہے کہ وہ گدھا تو اپنے خیال میں کانٹا نکالنے کے لئے کودتا پھرتا ہے مگر جوں جوں کودتا ہے وہ کانٹا مضبوط گڑتا جاتا ہے۔ اس لئے اس کانٹے کو نکالنے کے لئے کسی عقلمند کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مرشد ناقص سے طالب کے دل میں نفسانی امراض کا کانٹا زیادہ گڑتا جاتا ہے اس سلئے مرشد کامل کی ضرورت پڑتی ہے۔

جفتہ مے انداخت صد جا زخم کرد دولتیاں مارتا ہے سو جگہ زخم کرتا ہے	خر ز بہر دفع خار از سوز و درد گدھا کانٹے کو نکالنے کیلئے درد و تکلیف سے

لغات - جفتہ انداختن - دولتیاں مارنا۔

دوستانِ شہرِ خود را بر شمرد اپنے شہر کے دوستوں کو گنا	بعد ازاں شہرِ دگر را نام برد بعد اس کے دوسرے شہر کے نام لئے

معنے۔ اس نے اپنے شہر کے سب دوستوں کو شمار کر دیا اور بعد ازاں دوسرے شہر کے دوستوں کے نام لئے

گفت چوں بیروں شدی از شہرِ خویش کہا جب باہر ہو گئی تو اپنے شہر سے	در کدامیں شہر بودستی تو پیش کون سے شہر میں رہی تھی تو پہلے

معنے طبیب نے پوچھا تو اپنے شہر سے جدا ہونے کے بعد زیادہ مدت کس شہر میں رہی ہو۔

نامِ شہرے بُرد وزاں ہم درگذشت ایک شہر کا نام لیا پھر اس سے بھی گذری	رنگ رو و نبضِ او دیگر نگشت چہرے کا رنگ اور اسکی نبض متغیر نہ ہوئی

لغات۔ دیگر گشتن۔ متغیر ہونا۔
معنے۔ اس نے ایک شہر کا نام لیا پھر اسکو چھوڑ کر کسی اور کا نام لیا مگر اسکے چہرے کا رنگ اور نبض کا حال کچھ متغیر نہ ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ جب طبیب نے اس سے پوچھا کہ اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر بعد ازاں دیر تک تم کس شہر میں رہی ہو تو اس کنیزک نے ایک شہر کا نام لیا اور اس کے بعد کسی اور شہر کا نام بھی لیا مگر اُسکا حال کچھ بھی متغیر نہ ہوا۔

خواجگان و شہر ہا را یک بیک مالکوں اور شہروں سے ایک ایک	باز گفت از جا و از نان و نمک پھر بتایا جگہ سے اور نان و نمک سے

معنے۔ تمام شہروں اور مالکوں کا نام یکے بعد دیگرے لیا اور اپنی جائے رہائش اور نان و نمک کا قصہ کہہ سنایا

شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد شہر شہر اور گھر گھر کا ذکر کیا	نے رگش جنبید و نے رخ گشت زرد نہ ہی رگ اُسکی ہلی اور نہ ہی چہرا زرد ہوا

مطلب یہ ہے کہ وہ مردِ طبیب کنیزک سے بطریقِ شہوت نفسانی لذت کے لئے باتیں نہیں کرتا تھا بلکہ راستبازوں کی طرح محض تشخیص مرض کے لئے حالات دریافت کر رہا تھا۔

با حکیم او رازہا مے گفت فاش
طبیب سے اس نے بھید کہے کھول کر

از مقامِ خواجگان و شہر تاش
مقام اور مالکوں اور ہموطنوں سے

لغات۔ فاش۔ کھلم کھلا۔ صاف طور سے۔ خواجگان خواجہ کی جمع ہے جس کے معنی مالک کے ہیں شرفا کے نام سے پہلے تعظیماً مستعمل ہوتا ہے۔ تاش کے معنی شریک کے ہیں۔ اور شہرتاش کے معنی وہ شخص جو ایک شہر کی رہائش میں شریک ہوں۔ یعنی ایک شہر کے باشندے۔

معنے۔ کنیزک طبیب سے تمام راز صاف صاف کہہ رہی تھی اور مالکوں اور ہموطنوں کا حال دبتا رہی تھی)

سوئے قصہ گفتنش مے داشت گوش
جانب اس کے قصہ کہنے کے رکھتا تھا کان

سوئے نبض و جستنش مے داشت ہوش
جانب نبض کے اور اسکی حرکت کے رکھتا تھا خیال

لغات۔ جستن۔ کودنا۔

معنے۔ حکیم اسکے قصہ کہنے کی طرف کان لگائے ہوئے تھا۔ مگر خیال اسکی نبض اور اسکی حرکت کی طرف تھا۔

تا کہ نبض از نام کہ گردد جہاں
تا کہ نبض کس کے نام سے حرکت کرتی ہے

او بود مقصودِ جانش در جہاں
وہی ہوگا اس کی جان کا مقصود جہان میں

لغات۔ کہ۔ کہ اسیہ ہے۔ جہاں۔ حرکت کرنے والی۔ کودنے والی۔

معنے۔ تاکہ اس کی نبض کس کے نام سے حرکت کرتی ہے جہان میں وہی اسکا محبوب و معشوق ہوگا۔

مطلب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ طبیب غیبی نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے اس سے حالات ماضیہ پوچھتا جاتا تھا اور اس بات کی طرف خیال رکھتا تھا کہ کس کے نام سے اس کی نبض زیادہ متحرک ہوتی ہے وہ اس کا محبوب ہوگا۔

چوں زرنجور آں حکیم ایں راز یافت
جب بیمار سے اس حکیم نے یہ بھید پا لیا

اصل آں درد و بلا را باز یافت
اصل اس درد و بلا کا پا لیا

گفت کوئے او کدام ست و گذر
کہا کوچہ اسکا کون ہے اور رستہ

او سرِ پل گفت و کوئے غاتفر
اس نے پل (کا رستہ) کہا اور کوچہ غاتفر

معنے۔ (تو) کہا اس (زرگر) کا کوچہ اور گذرگاہ کونسی ہے وہ کہنے لگی (گذرگاہ اسکی تو) پل پر ہے اور کوچہ غاتفر

گفت آنگہ آں حکیم باصواب
کہا اسوقت اس حکیم دانا نے

آں کنیزک را کہ رستی از عذاب
اس لونڈی کو کہ تو عذاب سے رہا ہوئی

چونکہ دانستم کہ رنجت چیست زود
چونکہ میں جان گیا تیری بیماری کیا ہے جلدی

در علاجت سحرہا خواہم نمود
تیرے علاج میں طلسمات دکھاؤں گا

معنے۔ چونکہ میں نے معلوم کر لیا کہ تجھے کیا بیماری ہے اس لیئے اب بہت جلدی تیرے علاج میں میں طلسم دکھاؤں گا۔
مطلب یہ ہے کہ تیری بیماری کی تشخیص تو میں نے کر لی ہے اب ایسا علاج کروں گا جو زود اثر ہونے میں جادو کی طرح ہوگا۔

شاد باش و فارغ و ایمن کہ من
خوش ہو اور غم سے بے خوف کہ میں

آں کنم با تو کہ باراں با چمن
میں تجھ سے وہ کروں گا کہ بارش ساتھ چمن کے

معنے۔ خوش۔ فارغ از غم اور بے خوف ہو کہ میں تیرے ساتھ وہ سلوک کرونگا جو مینہ باغ کے ساتھ کرتا ہے
مطلب یہ ہے کہ جیسے بارش سے چمن و کھیت سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں ایسے ہی تو بھی میرے علاج سے صحیح و تندرست ہو جائے گی۔

نبض او بر حال خود بُد بے گزند — اس کی نبض اوپر اپنے حال کے تھی بے نقصان
تا بپرسید از سمرقندِ چو قند — تب پوچھا سمرقند سے (جو) مانند قند کے (تھا)

لغات۔ چو قند۔ سمرقند کی صفت ہے۔ اور یہ صفت باعتبار کنیزک ہے۔ کیونکہ اس کا معشوق وہاں رہتا تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ ہر وہ چیز جو معشوق کی طرف منسوب ہو۔ عاشق کو اچھی معلوم ہوا کرتی ہے۔
(ہر شہر کا حال بیان کرتے وقت) اُس کی نبض بغیر کسی قسم کے نقصان کے ایک حال پر رہی۔ حتیٰ کہ طبیب نے اسے قند جیسے شہر سمرقند کی بابت پوچھا۔

نبض جست و روئے سرخش زرد شد — نبض اچھلی اور سرخ منہ اس کا زرد ہوا
کز سمرقندی زرگر فرد شد — کیونکہ وہ سمرقند کے زرگر سے جدا ہوئی تھی

لغات۔ کز میں کاف تعلیلیہ ہے جس کے معنی ہیں کیونکہ۔ سمرقندی۔ زرگر کی صفت ہے۔ فرد شدن تنہا ہونا علیحدہ ہونا۔
معنے۔ نبض اچھلی اور اسکا سرخ منہ زرد ہوگیا کیونکہ وہ سمرقند کے رہنے والے زرگر سے جدا ہوگئی تھی۔
مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ اپنے معشوق سے علیحدہ ہوگئی تھی اُسکا نام لینے سے اسکی طبیعت میں کچھ اور کیفیت پیدا ہوگئی

آہ سردے برکشید آں ماہ روئے — آہ سرد کھینچی اس ماہرو نے
آب از چشمش رواں شد ہمچو جوئے — پانی اس کی آنکھوں سے جاری ہوا مانند نہر کے

معنے۔ اس ماہرو نے آہ سرد کھینچی اور اس کی آنکھوں سے نہر کی طرح (آنسوؤں کا) پانی جاری ہوگیا۔

گفت بازرگانم آنجا آورید — کہا مجھ کو سوداگر اس جگہ لایا
خواجۂ زرگر دراں شہرم خرید — خواجہ زرگر اس شہر کے نے مجھ کو خریدا

در برِ خود داشت سہ ماہ و فروخت — اپنی بغل میں مجھے تین ماہ رکھا اور فروخت کیا
چوں بگفت ایں از آتشِ غم برفروخت — جب کہا یہ غم کی آگ بھڑک اٹھی

کو پہنچ جاتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ استعینوا فی الحوائج بالکتمان

دانہ چوں اندر زمیں پنہاں شود	سرّ او سرسبزی بستاں شود
دانہ جب اندر زمین کے پوشیدہ ہوتا ہے	پوشیدہ ہونا اسکا سرسبزی باغ کی ہو جاتا ہے

لغات۔ سترّ۔ پوشیدہ ہوجانا
معنے۔ دانہ جب زمین میں پوشیدہ ہوجاتا ہے تو اس کا پوشیدہ ہونا باغ کی سرسبزی بن جاتا ہے۔
مطلب۔ اس شعر میں مولانا اخفائے راز کا فائدہ تمثیلاً بیان کرتے ہیں کہ دیکھو دانہ جب پوشیدہ ہوتا ہے تو اُسے یہ مرتبہ عطا ہوتا ہے کہ سرسبزی باغ کا سبب بن جاتا ہے۔

زر و نقرہ گر نبودندے نہاں	پرورش کے یافتندے زیر کاں
سونا اور چاندی اگر نہ ہوتے پوشیدہ	پرورش کب پاتے کان کے نیچے

معنے۔ (ایک اور مثال سنو) کہ سونا چاندی اگر پوشیدہ نہ ہوتے تو کان کے نیچے یہ کسطرح پرورش پاتے (خلاصہ یہ ہے کہ ان کی ترکیب زمین کے اندر ہی ہوسکتی ہے باہر نہیں ہوسکتی)

وعدہا و لطفہائے آں حکیم	کرد آں رنجور را ایمن ز بیم
وعدے اور مہربانیوں نے اس حکیم کی	کیا اس بیمار کو محفوظ خوف سے

معنے۔ اس حکیم کے وعدوں اور الطاف نے اس بیمار کو خوف سے بیخوف کردیا (اب پھر اصل قصہ بیان فرمانے لگے ہیں)

وعدہا باشد حقیقی دلپذیر	وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر
وعدے ہوتے ہیں سچے دل پسند	وعدے ہوتے ہیں جھوٹے رنج والے

لغات۔ تاسہ۔ بیقراری۔ رنج و اندوہ

من غمِ تو مے خورم تو غم مخور	بر تو من مُشفق ترم از صد پدر
میں تیرا غم کھاتا ہوں تو غم ست کھا	تجھ پر میں زیادہ مہربان ہوں سو باپ سے

معنے میں تیرا فکر کر رہا ہوں تو اب کوئی فکر نہ کر میں تجھ پر سو باپ سے بھی زیادہ مہربان ہوں

ہان وہاں ایں راز را باکس مگو	گرچہ از تو شہ کند بس جُستجو
خبردار اس بھید کو کسی سے نہ کہنا	اگرچہ بادشاہ تجھ سے کرے بہت جستجو

لغات۔ ہاں کلمہ تنبیہ ہے جس کے معنی ہیں خبردار۔ اس کا مکرر لانا تاکید کے لئے ہے۔
معنے۔ خبردار اس راز کو کسی سے نہ کہنا اگرچہ بادشاہ تجھ سے نہایت کرید کر پوچھے۔

تا توانی پیش کس مکشائے راز	بر کسے ایں در مکُن زنہار باز
جہاں تک ہو سکے آگے کسی کے نہ کھول بھید	اور پر کسی کے یہ دروازہ نہ کھول

معنے۔ حتی المقدور کسی سے اپنا راز ظاہر نہ کرو۔ اور یہ دروازہ کسی پر نہ کھولو۔
مطلب۔ یہاں سے اب مولانا اخفائے راز کے فوائد بتانے لگے ہیں۔

چونکہ اَسرارت نہاں در دل بوَد	آں مرادت زود تر حاصل شود
جب تیرے راز پوشیدہ دل میں رہیں گے	وہ مراد تیری بہت جلد حاصل ہوگی

معنے۔ جب تیرے راز دل میں پوشیدہ رہیں گے۔ تو وہ مراد تیری بہت جلد حاصل ہوگی۔

گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت	زود گردد با مرادِ خویش جُفت
کہا پیغمبر نے کہ جو کوئی بھید چھپائے	جلد ہو مراد اپنی سے ہم کنار

معنے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے راز کو پوشیدہ رکھا وہ بہت جلد اپنی مراد

معنے۔ گدھا کانٹے کو دفع کرنے کے لئے درد و تکلیف کے باعث دولتیاں مارتا ہے اور سو جگہ زخم کرلیتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اُسے کانٹے کا نکالنا تو آتا ہی نہیں اور اپنی عقلی تجویز سے وہ اسے اور بھی مضبوط کرلیتا ہے۔ اسی طرح پیر ناقص نفسانی امراض کے کانٹے کو اور مضبوط کر دیتا ہے۔

آں لگد کے دفعِ خارا و کند وہ دولتیاں کب کانٹا نکال سکتی ہیں اس کا	حاذقے باید کہ بر مرکز تند دانا چاہیئے جو اوپر نشانہ کے توجہ کرے

لغات۔ لگد۔ لات مارنا۔ دولتیاں مارنا۔ حاذق ماہر۔ دانا۔ مرکز۔ نشانہ۔ تنیدن۔ کسی چیز کے گرد پھرنا۔ مراد توجہ و التفات کرنا۔
معنے۔ دولتیاں مارنا اُسکے کانٹے کو کسطرح دفع کرسکتا ہے کوئی ماہر شخص چاہیئے جو نشانہ و موقعہ کی طرف توجہ کرے۔
مطلب یہ ہے کہ پیر کامل چاہیئے جو کانٹے کو نکال دے نہ کہ ناقص جو اُسے اور بھی مضبوط کردے۔

آں حکیمِ خار چیں اُستاد بود وہ حکیم کانٹا نکالنے والا اُستاد تھا	دست مے زد جا بجا می آزمود ہاتھ مارتا تھا اور جا بجا سے آزماتا تھا

لغات۔ خارچیں۔ کانٹا نکالنے والا
معنے وہ حکیم (دل کا) کانٹا نکالنے والا اُستاد تھا۔ جا بجا ہاتھ لگا کر مرض کی تشخیص کرتا تھا۔

زاں کنیزک بر طریقِ داستاں اس لونڈی سے داستانوں کے طور پر	باز مے پرسید حالِ پاستاں پوچھتا تھا حالات گزشتہ

لغات۔ پاستان۔ گذرا ہوا۔ گذشتہ
معنے۔ اس کنیزک سے داستانوں کے طور پر گذشتہ حالات دریافت کررہا تھا۔

معنے۔ سچے اور حقیقی وعدے دل پسند ہوا کرتے ہیں اور مجازی یعنی جھوٹے وعدے بیقراری و اضطراب بڑھاتے ہیں۔

مطلب۔ یہ شعر بھی مولانا کا مقولہ ہے جو بتقریب وعدۂ حکیم وعدہ کی صفت میں بیان فرمایا ہے فرماتے ہیں کہ سچے وعدوں سے تو دل میں اطمینان پیدا ہوتا ہے مگر جھوٹے وعدے بے قراری زیادہ کرتے ہیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل کے وعدوں سے تو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے مگر ناقص پیر کے وعدے سے الٹی بے قراری بڑھتی ہے۔

وعدۂ اہل کرم گنج رواں وعدے اہل کرم کے جاری خزانہ ہیں	وعدۂ نا اہل شد رنج رواں وعدے ناقصوں کے ہوتے ہیں بڑھتا ہوا رنج

لغات۔ گنج رواں۔ رائج خزانہ

معنے۔ اہل کرم کا وعدہ گنج رائج ہوتا ہے مگر نا اہل کا وعدہ دائمی رنج ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اہل کرم کا وعدہ تو سچا ہوتا ہے اور خالص و اصل سکوں کی طرح ہر جگہ چلتا ہے مگر نا اہل لوگوں کا وعدہ وبال جان ہوتا ہے۔

وعدہ ہا باید وفا کردن تمام وعدے چاہئیں پورے کرنے سب	ور نخواہی کرد۔ باشی سرد و خام اور اگر نہ کروگے تم۔ تو ہوگے تم سرد و خام

معنے۔ سچے سب وعدے پورے کرنے چاہئیں۔ اگر نہ کروگے تو تم سرد و خام مشہور ہوگے (یعنی لوگ تمہیں سرد جوش والا اور ناپختہ کار کہیں گے) اور قیامت میں مواخذہ ہوگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کَانَ الْوَعْدُ مَسْئُوْلًا۔

وعدہ کردن را وفا باشد چو جاں وعدے کو پورا کرنا چاہیے جان کی طرح	تا بہ بینی در قیامت فیض آں تاکہ دیکھو تم قیامت میں فیض اسکا

معنے۔ وعدے کو جان کی طرح پورا کرنا چاہیے تاکہ قیامت میں تمہیں اس کا فیض و ثواب ملے۔

معنے۔ گدھا کانٹے کو دفع کرنے کے لئے درد و تکلیف کے باعث دولتیاں مارتا ہے اور سو جگہ زخم کر لیتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اُسے کانٹے کا نکالنا تو آتا ہی نہیں اور اپنی عقلی تجویز سے وہ اسے اور بھی مضبوط کر لیتا ہے۔ اسی طرح پیر ناقص نفسانی امراض کے کانٹے کو اور مضبوط کر دیتا ہے۔

آں لگد کے دفعِ خارا و کند وہ دولتیاں کب کانٹا نکال سکتی ہیں اس کا	**حاذقے باید کہ بر مرکز تند** دانا چاہیئے جو اس پہ نشانہ کے توجہ کرے

لغات۔ لگد۔ لات مارنا۔ دولتیاں مارنا۔ حاذق ماہر۔ دانا۔ مرکز۔ نشانہ۔ تنیدن۔ کسی چیز کے گرد پھرنا۔ مراد توجہ و التفات کرنا۔

معنے۔ دولتیاں مارنا اُسکے کانٹے کو کسطرح دفع کرسکتا ہے کوئی ماہر شخص چاہیئے جو نشانہ و موقعہ کی طرف توجہ کرے۔

مطلب یہ ہے کہ پیر کامل چاہیئے جو کانٹے کو نکال دے نہ کہ ناقص جو اُسے اور بھی مضبوط کردے۔

آں حکیمِ خار چیں اُستاد بود وہ حکیم کانٹا نکالنے والا اُستاد تھا	**دست مے زد جا بجا می آزمود** ہاتھ مارتا تھا اور جا بجا آزماتا تھا

لغات۔ خار چیں۔ کانٹا نکالنے والا

معنے وہ حکیم (دل کا) کانٹا نکالنے والا اُستاد تھا۔ جا بجا ہاتھ لگا کر مرض کی تشخیص کرتا تھا۔

زاں کنیزک بر طریقِ داستاں اس لونڈی سے داستانوں کے طور پر	**باز مے پرسید حالِ پاستاں** پوچھتا تھا حالات گزشتہ

لغات۔ پاستان۔ گذرا ہوا۔ گذشتہ

معنے۔ اس کنیزک سے داستانوں کے طور پر گذشتہ حالات دریافت کر رہا تھا۔

معنے ۔ سچے اور حقیقی وعدے دل پسند ہوا کرتے ہیں اور مجازی یعنی جھوٹے وعدے بیقراری و اضطراب بڑھاتے ہیں۔

مطلب ۔ یہ شعر بھی مولانا کا مقولہ ہے جو بتقریب وعدۂ حکیم وعدہ کی صفت میں بیان فرمایا ہے فرماتے ہیں کہ سچے وعدوں سے تو دل میں اطمینان پیدا ہوتا ہے مگر جھوٹے وعدے بے قراری زیادہ کرتے ہیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل کے وعدوں سے تو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے مگر ناقص پیر کے وعدے سے الٹی بے قراری بڑھتی ہے۔

وعدۂ اہل کرم گنج رواں وعدے اہل کرم کے جاری خزانہ ہیں	وعدۂ نااہل شد رنج رواں وعدے ناقصوں کے ہوتے ہیں بڑھتا ہوا رنج

لغات ۔ گنج رواں ۔ رائج خزانہ

معنے ۔ اہل کرم کا وعدہ گنج رائج ہوتا ہے مگر نااہل کا وعدہ دائمی رنج ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اہل کرم کا وعدہ تو سچا ہوتا ہے اور خالص و اصل سکوں کی طرح ہر جگہ چلتا ہے مگر نااہل لوگوں کا وعدہ وبال جان ہوتا ہے۔

وعدہا باید وفا کردن تمام وعدے چاہئیں پورے کرنے سب	ورنخواہی کرد باشی سرد و خام اور اگر نہ کرو گے تم ۔ تو ہو گے تم سرد و خام

معنے ۔ کہ سب وعدے پورے کرنے چاہئیں۔ اگر نہ کرو گے تو تم سرد و خام مشہور ہو گے (یعنی لوگ تمہیں سرد جوش والا اور ناپختہ کار کہیں گے) اور قیامت میں مواخذہ ہوگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانَ الْوَعْدُ مَسْئُولًا۔

وعدہ کردن را وفا باشد چو جاں وعدے کو پورا کرنا چاہیے جان کی طرح	تا بہ بینی در قیامت فیض آں تاکہ دیکھو تم قیامت میں فیض اسکا

معنے ۔ وعدے کو جان کی طرح پورا کرنا چاہیے تاکہ قیامت میں تمہیں اس کا فیض و ثواب ملے۔

دوستانِ شہرِ خود را بر شمرد | بعد ازاں شہرِ دگر را نام برد
اپنے شہر کے دوستوں کو گنا | بعد اس کے دوسرے شہر کے نام لئے

معنے۔ اس نے اپنے شہر کے سب دوستوں کو شمار کر دیا او بعد ازاں دوسرے شہر کے دوستوں کے نام لئے

گفت چوں بیروں شدی از شہرِ خویش | در کدامیں شہر بودستی تو پیش
کہا جب باہر ہوئی تو اپنے شہر سے | کون سے شہر میں رہی تھی تو پہلے

معنے طبیب نے پوچھا تو اپنے شہر سے جدا ہونے کے بعد زیادہ مدت کس شہر میں رہی ہو۔

نامِ شہرے بُرد وزاں ہم درگذشت | رنگ رو و نبضِ او دیگر نگشت
ایک شہر کا نام لیا پھر اس سے بھی گذری | چہرے کا رنگ اور اسکی نبض متغیر نہ ہوئی

لغات۔ دیگر گشتن۔ متغیر ہونا۔
معنے۔ اس نے ایک شہر کا نام لیا پھر اسکو چھوڑ کر کسی اور کا نام لیا مگر اسکے چہرے کا رنگ اور نبض کا حال کچھ متغیر نہ ہوا مطلب یہ ہے کہ جب طبیب نے اس سے پوچھا کہ اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر بعد ازاں دیر تک تم کس شہر میں رہی ہو تو اس کنیزک نے ایک شہر کا نام لیا اور اس کے بعد کسی اور شہر کا نام بھی لیا مگر اُسکا حال کچھ بھی متغیر نہ ہوا۔

خواجگان و شہر ہا را یک بیک | باز گفت از جا و از نان و نمک
مالکوں اور شہروں سے ایک ایک | پھر بتایا جگہ سے اور نان و نمک سے

معنے۔ تمام شہروں اور مالکوں کا نام یکے بعد دیگرے لیا اور اپنی جائے رہائش اور نان و نمک کا قصہ کہہ سنایا

شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد | نے رگش جنبید و نے رخ گشت زرد
شہر شہر اور گھر گھر کا ذکر کیا | نہ ہی رگ اُسکی ہلی اور نہ ہی چہرا زرد ہوا

مطلب یہ ہے کہ وہ مردِ طبیب کنیزک سے بطریقِ شہوت نفسانی لذت کے لئے باتیں نہیں کرتا تھا بلکہ راستبازوں کی طرح محض تشخیص مرض کے لئے حالات دریافت کر رہا تھا۔

با حکیم او راز ہائے گفت فاش	**از مقامِ خواجگان و شہر تاش**
طبیب سے اس نے بھید کہے کھول کر	مقام اور مالکوں اور ہموطنوں سے

لغات۔ فاش۔ کھُلم کھُلا۔ صاف طور سے۔ خواجگان خواجہ کی جمع ہے جس کے معنی مالک کے ہیں شرفا کے نام سے پہلے تعظیماً مستعمل ہوتا ہے۔ تاش کے معنی شریک کے ہیں۔ اور شہر تاش کے معنی وہ شخص جو ایک شہر کی رہائش میں شریک ہوں۔ یعنی ایک شہر کے باشندے۔

معنے۔ کنیزک طبیب سے تمام راز صاف صاف کہہ رہی تھی اور مالکوں اور ہموطنوں کا حال دبتا رہی تھی)

سوئے قصہ گفتنش میداشت گوش	**سوئے نبض و جستنش میداشت ہوش**
جانب اس کے قصہ کہنے کے رکھتا تھا کان	جانب نبض کے اور اسکی حرکت کے رکھتا تھا خیال

لغات۔ جستن۔ کودنا۔

معنے۔ حکیم اُسکے قصہ کہنے کی طرف کان لگائے ہوئے تھا۔ مگر خیال اُسکی نبض اور اُسکی حرکت کی طرف تھا۔

تا کہ نبض از نام کہ گردد جہاں	**او بود مقصودِ جانش در جہاں**
تاکہ نبض کس کے نام سے حرکت کرتی ہے	وہی ہوگا اس کی جان کا مقصود جہان میں

لغات۔ کہ۔ کہ اسمیہ ہے۔ جہاں۔ حرکت کرنے والی۔ کودنے والی۔

معنے۔ تاکہ اس کی نبض کس کے نام سے حرکت کرتی ہے جہان میں وہی اُسکا محبوب و معشوق ہوگا۔

مطلب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ طبیب غیبی نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے اُس سے حالات ماضیہ پوچھتا جاتا تھا اور اس بات کی طرف خیال رکھتا تھا کہ کس کے نام سے اس کی نبض زیادہ متحرک ہوتی ہے وہی اُس کا محبوب ہوگا۔

چوں زرنجور آں حکیم ایں راز یافت
جب بیمار سے اس حکیم نے یہ بھید پا لیا

اصل آں درد و بلا را باز یافت
اصل اس درد و بلا کا پا لیا

گفت کوئے او کدام ست و گذر
کہا کوچہ اسکا کون ہے اور رستہ

او سر پل گفت و کوئے غاتفر
اس نے پل (کا رستہ) کہا اور کوچہ غاتفر

معنے۔ (تو) کہا اس (زرگر) کا کوچہ اور گذرگاہ کونسی ہے وہ کہنے لگی (گذرگاہ اسکی تو) پل پر ہے اور کوچہ غاتفر

گفت آنگہ آں حکیم باصواب
کہا اسوقت اس حکیم دانا نے

آں کنیزک را کہ رستی از عذاب
اس لونڈی کو کہ تو عذاب سے رہا ہوئی

چونکہ دانستم کہ رنجت چیست زود
چونکہ میں جان گیا تیری بیماری کیا ہے جلدی

در علاجت سحرہا خواہم نمود
تیرے علاج میں طلسمات دکھاؤں گا

معنے۔ چونکہ میں نے معلوم کر لیا کہ تجھے کیا بیماری ہے اس لئے اب بہت جلدی تیرے علاج میں میں طلسم دکھاؤں گا۔
مطلب یہ ہے کہ تیری بیماری کی تشخیص تو میں نے کر لی ہے اب ایسا علاج کروں گا جو زود اثر ہونے میں جادو کی طرح ہوگا۔

شاد باش و فارغ و ایمن کہ من
خوش ہو اور غم سے بے خوف کہ میں

آں کنم با تو کہ باراں با چمن
میں تجھ سے وہ کروں گا کہ بارش ساتھ چمن کے

معنے۔ خوش۔ فارغ از غم اور بے خوف ہو کہ میں تیرے ساتھ وہ سلوک کروں گا جو مینہ باغ کے ساتھ کرتا ہے
مطلب یہ ہے کہ جیسے بارش سے چمن و کھیت سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں ایسے ہی تو بھی میرے علاج سے صحیح و تندرست ہو جائے گی۔

نبض او بر حالِ خود بُد بے گزند اسکی نبض اوپر اپنے حال کے تھی بے نقصان	تا بہ پرسید از سمرقندِ چو قند تب پوچھا سمرقند سے (جو) مانند قند کے (تھا)

لغات۔ چو قند۔ سمرقند کی صفت ہے۔ اور یہ صفت باعتبار کنیز کے ہے۔ کیونکہ اس کا معشوق وہاں رہتا تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ ہر وہ چیز جو معشوق کی طرف منسوب ہو۔ عاشق کو اچھی معلوم ہوا کرتی ہے۔
(ہر شہر کا حال بیان کرتے وقت) اُس کی نبض بغیر کسی قسم کے نقصان کے ایک حال پر رہی - حتیٰ کہ طبیب نے اسے قند جیسے شہر سمرقند کی بابت پوچھا۔

نبض جَست و روئے سُرخش زرد شد نبض اچھلی اور سرخ منہ اس کا زرد ہوا	کز سمرقندی زرگر فرد شد کیونکہ وہ سمرقندی زرگر سے جدا ہوئی تھی

لغات۔ کز میں کاف تعلیلیہ ہے جس کے معنی ہیں کیونکہ۔ سمرقندی۔ زرگر کی صفت ہے۔ فرد شدن تنہا ہونا علیحدہ ہونا۔
معنے۔ نبض اچھلی اور اُسکا سرخ منہ زرد ہو گیا کیونکہ وہ سمرقند کے رہنے والے زرگر سے جدا ہو گئی تھی۔
مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ اپنے معشوق سے علیحدہ ہو گئی تھی اُسکا نام لینے سے اسکی طبیعت میں کچھ اور کیفیت پیدا ہو گئی

آہ سردے برکشید آں ماہ روے آہ سرد کھینچی اس ماہرو نے	آب از چشمش رواں شد ہمچو جوے پانی اس کی آنکھوں سے جاری ہوا مانند نہر کے

معنے۔ اس ماہرو نے آہ سرد کھینچی اور اس کی آنکھوں سے نہر کی طرح (آنسوؤں کا) پانی جاری ہو گیا۔

گفت بازرگانم آنجا آورید کہا مجھ کو سوداگر اس جگہ لایا	خواجۂ زرگر دراں شہرم خرید خواجہ زرگر اس شہر کے نے مجھ کو خریدا
در برِ خود داشت سہ ماہ و فروخت اپنی بغل میں مجھے تین ماہ رکھا اور فروخت کیا	چوں بگفت ایں ز آتشِ غم بر فروخت جب کہا یہ غم کی آگ بھڑک اٹھی

کو پہنچ جاتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ استعینوا فی الحوائج بالکتمان

دانہ چوں اندر زمیں پنہاں شود دانہ جب اندر زمین نے پوشیدہ ہوتا ہے	سرِّ او سرسبزیِ بستاں شود پوشیدہ ہونا اسکا سرسبزی باغ کی ہوجاتا ہے

لغات۔ سِتر۔ پوشیدہ ہوجانا

معنے۔ دانہ جب زمین میں پوشیدہ ہوجاتا ہے تو اس کا پوشیدہ ہونا باغ کی سرسبزی بن جاتا ہے۔

مطلب۔ اس شعر میں مولانا اخفائے راز کا فائدہ تمثیلاً بیان کرتے ہیں کہ دیکھو دانہ جب پوشیدہ ہوتا ہے تو اُسے یہ مرتبہ عطا ہوتا ہے کہ سرسبزی باغ کا سبب بن جاتا ہے۔

زر و نقرہ گر نبودندے نہاں سونا اور چاندی اگر نہ ہوتے پوشیدہ	پرورش کے یافتندے زیرِ کاں پرورش کب پاتے کان کے نیچے

معنے۔ (ایک اور مثال سنو) کہ سونا و چاندی اگر پوشیدہ نہ ہوتے تو کان کے نیچے یہ کسطرح پرورش پاتے (خلاصہ یہ ہے کہ ان کی ترکیب زمین کے اندر ہی ہوسکتی ہے باہر نہیں ہوسکتی)

وعدہا و لطفہائے آں حکیم وعدے اور مہربانیوں نے اس حکیم کی	کرد آں رنجور را ایمن ز بیم کیا اس بیمار کو محفوظ خوف سے

معنے۔ اس حکیم کے وعدوں اور الطاف نے اس بیمار کو خوف سے بیخوف کر دیا (اب پھر اصل قصہ بیان فرمانے لگے ہیں)

وعدہا باشد حقیقی دلپذیر وعدے ہوتے ہیں سچے دل پسند	وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر وعدے ہوتے ہیں جھوٹے رنج والے

لغات۔ تاسہ۔ بیقراری۔ رنج و اندوہ

من غمِ تو مے خورم تو غم مخور میں تیرا غم کھاتا ہوں تو غم مت کھا	بر تو من مشفق ترم از صد پدر تجھ پر میں زیادہ مہربان ہوں سو باپ سے

معنے۔ میں تیرا فکر کر رہا ہوں تو اب کوئی فکر نہ کر میں تجھ پر سو باپ سے بھی زیادہ مہربان ہوں

ہان وہاں ایں راز را باکس مگو خبردار اس بھید کو کسی سے نہ کہنا	گرچہ از تو شہ کند بس جستجو اگرچہ بادشاہ تجھ سے کرے بہت جستجو

لغات۔ ہاں کلمہ تنبیہ ہے جس کے معنی ہیں خبردار۔ اس کا مکرر لانا تاکید کے لئے ہے۔
معنے۔ خبردار اس راز کو کسی سے نہ کہنا اگرچہ بادشاہ تجھ سے نہایت کرید کر پوچھے۔

تا توانی پیش کس مکشائے راز جہاں تک ہو سکے آگے کسی کے نہ کھول بھید	بر کسے ایں در مکن زنہار باز اوپر کسی کے یہ دروازہ نہ کھول

معنے۔ حتی المقدور کسی سے اپنا راز ظاہر نہ کرو۔ اور یہ دروازہ کسی پر نہ کھولو۔
مطلب۔ یہاں سے اب مولانا اخفائے راز کے فوائد بتانے لگے ہیں۔

چونکہ اسرارت نہاں در دل بود جب تیرے راز پوشیدہ دل میں رہیں گے	آں مرادت زود تر حاصل شود وہ مراد تیری بہت جلد حاصل ہوگی

معنے۔ جب تیرے راز دل میں پوشیدہ رہیں گے۔ تو وہ مراد تیری بہت جلد حاصل ہوگی۔

گفت پیغمبر کہ ہر کو سر نہفت کہا پیغمبر نے کہ جو کوئی بھید چھپائے	زود گردد با مرادِ خویش جفت جلد ہو مراد اپنی سے ہم کنار

معنے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے راز کو پوشیدہ رکھا وہ بہت جلد اپنی مراد

دریافتن آں ولی رنجِ کنیزک را و عرضہ داشتن رنج و مرض کنیزک را پیش بادشاہ

معنے۔ اس طبیب الٰہی کا کنیزک کی بیماری کو معلوم کر کے بادشاہ سے بیان کرنا

آں حکیمِ مہرباں چوں راز یافت اس حکیم مہربان نے جب بھید پا لیا	صورتِ رنجِ کنیزک باز یافت لونڈی کی بیماری صورت کو پا لیا

معنے۔ جب اس حکیم مہربان نے راز دریافت کر لیا اور کنیزک کے بیمار ہونے کی وجہ دریافت کر لی۔

بعد ازاں برخاست عزمِ شاہ کرد بعد اس کے اٹھا بادشاہ کی طرف ارادہ کیا	شاہ را زاں شمۂ آگاہ کرد بادشاہ کو اس سے تھوڑا سا آگاہ کیا

لغات۔ شمہ۔ تھوڑا سا۔

معنے۔ تو بعد ازاں اٹھ کر بادشاہ کے پاس جانے کا قصد کیا اور کسی قدر حال سے بادشاہ کو بھی آگاہ کیا۔

شاہ گفت اکنوں بگو تدبیر چیست بادشاہ نے کہا اب کہہ تدبیر کیا ہے	در چنیں غم موجبِ تاخیر چیست اس غم میں دیر کا باعث کیا ہے
گفت تدبیر آں بود کاں مرد را کہا تدبیر وہ ہے کہ اس مرد کو	حاضر آریم از پئے ایں درد را حاضر لائیں واسطے اس درد کے

معنے۔ طبیب کہنے لگا تدبیر اب یہ ہے کہ اس بیماری کے علاج کے لئے ہم اس مرد کو حاضر کریں (جس پر کہ یہ عاشق ہے)

معنے۔ سچے اور حقیقی وعدے دل پسند ہوا کرتے ہیں اور مجازی یعنی جھوٹے وعدے بیقراری و اضطراب بڑھاتے ہیں۔

مطلب۔ یہ شعر بھی مولانا کا مقولہ ہے جو بتقریب وعدہ حکیم وعدہ کی صفت میں بیان فرمایا ہے فرماتے ہیں کہ سچے وعدوں سے تو دل میں اطمینان پیدا ہوتا ہے مگر جھوٹے وعدے بے قراری زیادہ کرتے ہیں۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل کے وعدوں سے تو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے مگر ناقص پیر کے وعدے سے الٹی بے قراری بڑھتی ہے۔

وعدۂ اہلِ کرم گنجِ رواں وعدے اہل کرم کے جاری خزانہ ہیں	وعدۂ نا اہل شد رنجِ رواں وعدے ناقصوں کے ہوتے ہیں بڑھتا ہوا رنج

لغات۔ گنجِ رواں۔ رائج خزانہ

معنے۔ اہل کرم کا وعدہ گنج رائج ہوتا ہے مگر نا اہل کا وعدہ دائمی رنج ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اہل کرم کا وعدہ تو سچا ہوتا ہے اور خالص و اصل سکوں کی طرح ہر جگہ چلتا ہے مگر نا اہل لوگوں کا وعدہ وبالِ جان ہوتا ہے۔

وعدہا باید وفا کردن تمام وعدے چاہئیں پورے کرنے سب	ور نخواہی کرد باشی سرد و خام اور اگر نہ کروگے تم۔ تو ہوگے تم سرد و خام

معنے۔ سب کے سب وعدے پورے کرنے چاہئیں۔ اگر نہ کروگے تو تم سرد و خام مشہور ہوگے (یعنی لوگ تمہیں سرد جوش والا اور ناپختہ کار کہیں گے) اور قیامت میں مواخذہ ہوگا خدا تعالیٰ فرماتا ہے کَانَ الْوَعْدُ مَسْئُوْلًا۔

وعدہ کردن را وفا باشد چو جاں وعدے کو پورا کرنا چاہیے جان کی طرح	تا بہ بینی در قیامت فیض آں تاکہ دیکھو تم قیامت میں فیض اسکا

معنے۔ وعدے کو جان کی طرح پورا کرنا چاہیے تاکہ قیامت میں تمہیں اس کا فیض و ثواب ملے۔

اور ان کے معنی اسباب کے آتے ہیں۔ یعنی گھر واسباب۔
معنے۔ جب وہ مفلس سیم و زر دیکھے گا تو زر کے لئے خویش واقارب اور وطن سے جدا ہو جائیگا۔

خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند	زر خرد را والہ و شیدا کند
خصوصاً مفلس کو زیادہ رسوا کرتا ہے	سونا عقل کو فریفتہ اور شیدا کرتا ہے

لغات۔ والہ۔ شیفتہ وشیدا۔ خاصہ۔ خاص کر۔ خصوصاً۔ خوش کے معنی یہاں زیادہ کے ہیں
معنے۔ مال عقل کو شیفتہ وشیدا کر دیتا ہے خصوصاً مفلس کو تو بہت ہی رسوا کرتا ہی دیتا ہے۔ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ فِتْنَۃٌ

مرد عاقل باید او را نیک نیک	زر اگرچہ عقل می آرد ولیک
عقلمند آدمی چاہیئے اس کو بہت نیک	سونا اگرچہ عقل لاتا ہے لیکن

لغات۔ نیک نیک۔ تکرار تاکید کے لئے ہے یعنی بہت نیک۔
معنے۔ اگرچہ مال عقل بڑھاتا ہے مگر اس کے لئے بڑے عاقل مرد کی ضرورت ہے۔
مطلب۔ مذکورہ بالا دونوں شعر مولانا کا مقولہ ہیں فرماتے ہیں کہ مال ہر شخص کو دیوانہ بنا دیتا ہی خاص کر مفلس کے ہوش تو بالکل ہی ٹھکانے نہیں رہنے دیتا۔ اور یہ جو مشہور ہے کہ مال جب ملتا ہے تو عقل خود آجاتی ہے درست ہے مگر عقل ان کو ہی آتی ہے جنکو پہلے بھی ہو تاکہ اس روپے کو اچھے موقع پر خرچ کر سکیں

پند او را از دل و جاں برگزید	چونکہ سلطاں از حکیم آں را شنید
اس کی نصیحت کو دل و جان سے اختیار کیا	جب کہ بادشاہ نے حکیم سے اس کو سنا

معنے۔ جب بادشاہ نے حکیم سے یہ بات سُنی تو اُسکی نصیحت کو دل وجان سے اختیار کیا۔

ہرچہ گوئی آں چناں کن آں کنم	گفت فرمانِ ترا فرماں کنم
جو کچھ تو کہیگا ایسا کر وہ کروں گا میں	کہا تیرے حکم کو حکم کروں گا

مردِ زرگر را بخواں زاں شہرِ دور | **با زر و خلعت بدِہ او را غرور**

مرد سنار کو بلا اس دور کے شہر سے | مال وخلعت کا دے اسکو فریب

لغات۔ غرور۔ دھوکا دینا۔ فریب دینا۔
معنے۔ اس دور دراز شہر سے زرگر بلایئے اور پھر اُسے مال وخلعت دے کر بہلایئے کیونکہ قاعدہ ہے کہ آدمی مال کے دھوکے میں آہی جاتا ہے۔

قاصدے بفرست کاخبارش کند | **طالبِ ایں فضل و ایثارش کند**

قاصد بھیج کہ اسکو خبر کرے | خواستگار اس فضل و انتخاب کا اسکو کرے

لغات۔ اخبار۔ خبر دینا۔ ایثار۔ منتخب کرلینا۔
معنے۔ قاصد بھیجئے کہ اُسے خبر کرے اور اس کو بزرگی و انتخاب کا طلبگار بنائے (یعنی اس کو جا کر کہے کہ بادشاہ نے تجھے سب زرگروں سے منتخب کیا ہے اور بے شمار انعام تیرے لیے مقرر کئے ہیں۔ اس لئے اب تجھے وہاں چلنا لازمی ہے)

تا شود محبوب تو خوش دل بدو | **گردد آساں ایں ہمہ مشکل بدو**

تاکہ ہو محبوب تمہارا خوش دل اس سے | ہوں آسان یہ سب مشکلیں اس سے

معنے۔ تاکہ تمہارا معشوق اُس سے خوش دل ہوجائے اور یہ سب مشکلیں اس کے ذریعے سے آسان ہوجائیں
مطلب یہ ہے اس زرگر کے آنے سے تمہاری معشوقہ خوش ہوجائے گی اور اسکا مرض دور ہوجائیگا۔

چوں بہ بیند سیم و زر آں بینوا | **بہرِ زر گردد ز خان و ماں جدا**

جب دیکھیگا چاندی اور سونا وہ مفلس | سونے کے لئے ہوگا خویش و اقارب سے جدا

لغات۔ بینوا۔ مفلس۔ عاجز۔ خان و مال خویش و اقارب۔ اصل میں خان خانہ کا مخفف ہے

نک فلاں شہ از برائے زرگری	اختیارت کرد زیرا مہتری
اسوقت فلاں بادشاہ زرگری کے لئے	اختیار تجھ کو کیا واسطے بڑائی کے

لغات۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے۔ زیرا۔ اصل میں زیرا کہ تھا۔
معنے۔ اس وقت فلاں بادشاہ نے تجھے زرگری کے لئے پسند کیا ہے کیونکہ اس کام میں تو سردار ہے۔

ینک ایں خلعت بگیر و زر و سیم	چوں بیائی خاص باشی و ندیم
اب یہ خلعت لے اور سونا و چاندی	جب آئیگا خاص ہو گا تو اور مصاحب

معنے۔ فی الحال یہ خلعت اور مال قبول کر لے اور جب وہاں تو آئیگا بادشاہ کا مصاحب ہمنشیں بن جائیگا

مال و خلعت بسیار دید	غرّہ شد از شہر و فرزنداں بُرید
…نے مال اور خلعت بہت دیکھا	فریفتہ ہوا شہر اور فرزندوں سے قطع کیا

لغات۔ غرّہ شد فریفتہ ہوگیا۔ لٹو ہوگیا۔
معنے۔ مرد زرگر نے جب خلعت اور بہت سا مال دیکھا تو فریفتہ ہوگیا اور اپنے وطن و اولاد کو چھوڑ دیا

ر آمد شادماں در راہِ مرد	بے خبر کاں شاہ قصدِ جانش کرد
…ی میں آیا رستے میں وہ مرد	بے خبر کہ بادشاہ نے اسکی جان کا قصد کیا ہے

معنے۔ وہ مرد زرگر خوش بخوش روانہ ہوا مگر اسبات سے بیخبر تھا کہ بادشاہ نے اسکی جان لینے کا قصد کیا ہے۔

پ تازی بر نشست و شاد تاخت	خونبہائے خویش را خلعت شناخت
…ی گھوڑے پر بیٹھا اور خوشی سے دوڑایا	اپنے خون کے بدلے کو خلعت سمجھا

لغات۔ اسپ تازی۔ عربی گھوڑا۔ خونبہا خون کا عوض یعنی وہ زر یا مال جو قاتل مقتول کے وارثوں کو دیتا ہے

معنے۔ اور کہا آپکے حکم کا ہی اجرا کروں گا اور جس طرح آپ فرمائیں گے اسی طرح چلاؤں گا۔

فرستادن بادشاہ رسولاں را بہ سمرقند بہ آوردن زرگر

ترجمہ۔ بھیجنا بادشاہ کا قاصد کو سمرقند کی طرف زرگر کو لانے کے لئے

پس فرستاد آں طرف یک دو رسول پس بھیجے اس طرف ایک دو قاصد	حاذقان وکافیان و بس عدول دانا اور کافی اور بہت معتبر

لغات۔ عدول۔ معتبر

معنے۔ پس بادشاہ نے اس طرف ایک دو قاصد جو دانا اور اس کام کے لئے کافی اور بہت معتبر تھے روانہ کئے۔

تا سمرقند آمدند آں دو امیر جب سمرقند میں آئے وہ دونوں امیر	پیش آں زرگر ز شاہنشہ بشیر اس زرگر کے آگے بادشاہ سے خوشخبری لائے

لغات۔ بشیر۔ خوشخبری دینے والا۔

معنے۔ وہ دونوں امیر یعنی قاصد بادشاہ سے خوشخبری لیکر سمرقند میں اس زرگر کے پاس پہنچے۔

کاے لطیف استادِ کامل معرفت کہ اے نفیس استاد کامل شناخت کے	فاش اندر شہرہا از توصفت مشہور ہوئی شہروں میں تیری تعریف

لغات۔ لطیف۔ لطافت اور باریکی سے کام کرنے والا۔ فاش۔ مشہور۔

معنے۔ اور کہا کہ اے لطافت سے کام کرنے والے استاد اور اپنے فن کے جاننے میں کامل اور اے وہ شخص جس کے اوصاف تمام شہروں میں مشہور ہیں۔

لغات۔ شمع طراز۔ شمع کے مجازی معنی معشوق کے لیا کرتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں اسی طرح معشوق کے گرد عاشق جمع ہوا کرتے ہیں اور طراز چینی ترکستان کا ایک حسن خیز شہر ہے اور مراد شمع طراز سے وہ کنیزک ہے۔

معنے۔ وہ طبیب اس زرگر کو خوشی اور ناز سے بادشاہ کے پاس لے گیا تاکہ اسے جلا کر ترکی معشوق یعنی کنیزک کے سر پر نثار کر دیا جائے۔ (قاعدہ ہے کہ بیمار آدمی کے دیا جلا کر اکثر نثار کیا کرتے ہیں تاکہ صحت ہو جائے)

شاہ دید او را و بس تعظیم کرد بادشاہ نے دیکھا اسکو اور بہت تعظیم کی	**مخزن زر را بدو تسلیم کرد** خزانہ سونے کا اسے سپرد کیا

لغات۔ مخزن۔ خزانہ

معنے۔ بادشاہ نے جب اسے دیکھا تو اس کی بہت تعظیم کی اور سونے کا خزانہ اسے سپرد کر دیا۔

پس بفرمودش کہ بر ساز د ز زر پس فرمایا اس کو کہ بنائے سونے سے	**از سوار و طوق و خلخال و کمر** کنگن و ہنسلی و پازیب و پیٹی

لغات۔ سوار۔ کنگن۔ طوق۔ گلے کے پہننے کا زیور (ہس) خلخال۔ پازیب۔ کمر۔ کمر بند۔ پٹکا

معنے۔ بعد ازاں اس سے فرمایا کہ اس سونے سے کنگن۔ ہس۔ پازیب۔ اور پٹکے بناؤ۔

ہم ز انواع اوانی بے عدد برتنوں کی قسمیں بھی بے تعداد	**کانچناں در بزم شاہنشہ سزد** کہ ان سے بادشاہ کی محفل میں زینت ہو

لغات۔ انواع۔ نوع کی جمع ہے جس کے معنی قسم کے ہیں۔ اوانی۔ آنیہ کی جمع ہے جس کے معنی برتن کے ہیں۔

معنے۔ نیز قسم قسم کے بے شمار برتن بناؤ جو مجلس شاہی کے مناسب ہوں۔ (یعنی تزئین و تجمل کے لئے یا ممکن ہے کہ ان کی شریعت میں سونے چاندی کے برتن میں کھانا کھانا جائز ہو۔

معنے ۔عربی گھوڑے پر سوار ہوگیا اور خوش بخوش چلا اس خلعت کو اس نے اپنا خونبہا ہی سمجھا۔
مطلب ۔ دوسرے مصراع کا مطلب ہے کہ اگر اُسے اپنے قتل کا حال معلوم ہوتا تو وہ اس خلعت کو ہی خونبہا تصور کرتا۔ یعنی اگر غور کیا جائے تو حقیقت میں وہ خلعت اس کی خونبہا تھی۔

اے شدہ اندر سفر با صد رضا	خود بہ پائے خویش تا سوء القضا
اے ہوگو بیچ سفر کے سو رضا کے	آپ اپنے پاؤں لے گیا بری موت کی طرف

لغات ۔ سوء القضا ۔ بری موت۔
معنے ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اے لوگو! دیکھو وہ شخص اپنی ہزار خوشی سے اپنے پاؤں سے بری موت کی طرف جا رہا ہے

در خیالش ملک و عز و مہتری	گفت عزرائیل رو آرے بری
اس خیال میں ملک اور عزت اور سرداری کے	کہا عزرائیل نے چل ہاں لیجائیگا تو

لغات ۔ عز ۔ عزت ۔ رو امر ہے جس کے معنی ہیں چل ۔ آرے ہاں ۔ بری ۔ بردن مصدر سے صیغہ خطاب ہے جس کے معنی ہیں لے جائے گا تو۔
معنے ۔ اس زرگر کے خیال میں ملک عزت اور سرداری بھری ہوئی تھی۔ مگر عزرائیل بطور استہزاء کہہ رہے تھے کہ ہاں چل تو سہی یہ سب کچھ تجھے مل جائے گا۔

چوں رسید از راہ آں مرد غریب	اندر آوردش بہ پیش شاہ طبیب
جب پہنچا راہ سے وہ مرد مسافر	لایا اندر اسکو بادشاہ کے سامنے طبیب

لغات ۔ غریب ۔ مسافر۔
معنے ۔ جب وہ مسافر آدمی (یعنی زرگر) چلتے چلتے وہاں پہنچا تو طبیب اسے بادشاہ کے پاس اندر لے گیا

سوئے شاہنشاہ بردش خوش بناز	تا بسوزد بر سرِ شمع طراز
شاہنشاہ کے سامنے لے گیا اسکو خوشی ناز سے	تا جلا دے سر اوپر تراز کی معشوق کے

لغات ۔ شمع طراز ۔ شمع کے مجازی معنی معشوق کے لیا کرتے ہیں کیونکہ جس طرح شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں اسی طرح معشوق کے گرد عاشق جمع ہوا کرتے ہیں اور طراز چینی ترکستان کا ایک حسن خیز شہر ہے اور مراد شمع طراز سے وہ کنیزک ہے۔

معنے ۔ وہ طبیب اس زرگر کو خوشی اور ناز سے بادشاہ کے پاس لے گیا تاکہ اسے جلا کر ترکی معشوق یعنی کنیزک کے سر پر نثار کر دیا جائے ۔ (قاعدہ ہے کہ بیمار آدمی کے دیا جلا کر اکثر نثار کیا کرتے ہیں تاکہ صحت ہو جائے)

شاہ دید او را و بس تعظیم کرد بادشاہ نے دیکھا اسکو اور بہت تعظیم کی	مخزن زر را بدو تسلیم کرد خزانہ سونے کا اسے سپرد کیا

لغات ۔ مخزن ۔ خزانہ

معنے ۔ بادشاہ نے جب اُسے دیکھا تو اس کی بہت تعظیم کی اور سونے کا خزانہ اُسے سپرد کر دیا۔

پس بفرمودش کہ بر سازد ز زر پس فرمایا اس کو کہ بنائے سونے سے	از سوار و طوق و خلخال و کمر کنگن و ہنسلی و پازیب و پیٹی

لغات ۔ سوار ۔ کنگن ۔ طوق ۔ گلے کے پہننے کا زیور ہنسلی ۔ خلخال ۔ پازیب ۔ کمر ۔ کمر بند ۔ پٹکا

معنے ۔ بعد ازاں اس سے فرمایا کہ اس سونے سے کنگن ہنسلی ۔ پازیب ۔ اور پٹکے بناؤ۔

ہم ز انواع اَوانی بے عدد برتنوں کی قسمیں بھی بے تعداد	کاندران در بزم شاہنشہ سزد کہ اُن سے بادشاہ کی محفل میں زینت ہو

لغات ۔ انواع ۔ نوع کی جمع ہے جس کے معنی قسم کے ہیں ۔ اَوانی ۔ آنیہ کی جمع ہے جس کے معنی برتن کے ہیں۔

معنے ۔ نیز قسم قسم کے بے شمار برتن بناؤ جو مجلس شاہی کے مناسب ہوں ۔ (یعنی تزئین و تجمل کے لئے یا ممکن ہے کہ اُن کی شریعت میں سونے چاندی کے برتن میں کھانا کھانا جائز ہو۔

معنے۔ عربی گھوڑے پر سوار ہوگیا اور خوش بخوش چلا اس خلعت کو اس نے اپنا خونبہا ہی سمجھا۔
مطلب۔ دوسرے مصراع کا مطلب ہے کہ اگر اُسے اپنے قتل کا حال معلوم ہوتا تو وہ اس خلعت کو بھی خونبہا تصور کرتا۔ یعنی اگر غور کیا جائے تو حقیقت میں وہ خلعت اس کی خونبہا تھی۔

اے شدہ اندر سفر با صد رضا اے وگو بیچ سفر کے ساتھ سو رضا کے	خود بہ پائے خویش تا سوء القضا آپ اپنے پاؤں لے گیا بری موت کی طرف

لغات۔ سوء القضا۔ بری موت۔
معنے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اے لوگو! دیکھو وہ شخص اپنی ہزار خوشی سے اپنے پاؤں سے بری موت کی طرف جا رہا ہے

در خیالش ملک و عز و مہتری اس خیال میں ملک اور عزت اور سرداری کے	گفت عزرائیل رو آرے بری کہا عزرائیل نے چل ہاں لیجائیگا تو

لغات۔ عز۔ عزت۔ رَو امر ہے جس کے معنی ہیں چل۔ آرے ہاں۔ بری۔ بردن مصدر سے صیغہ خطاب ہے جس کے معنی ہیں لے جائے گا تو۔
معنے۔ اس زرگر کے خیال میں ملک عزت اور سرداری بھری ہوئی تھی۔ مگر عزرائیل بطور استہزا کہہ رہے تھے کہ ہاں چل تو سہی یہ سب کچھ تجھے مل جائے گا۔

چوں رسید از راہ آں مرد غریب جب پہنچا راہ سے وہ مرد مسافر	اندر آوردش بہ پیش شاہ طبیب لایا اندر اسکو بادشاہ کے سامنے طبیب

لغات۔ غریب۔ مسافر۔
معنے۔ جب وہ مسافر آدمی (یعنی زرگر) چلتے چلتے وہاں پہنچا تو طبیب اسے بادشاہ کے پاس اندر لے گیا

سوئے شاہنشاہ بردش خوش بناز شاہنشاہ کے سامنے لے گیا اسکو خوشی ناز سے	تا بسوزد بر سر شمع طراز تا جلا دے سر اوپر ترکی معشوق کے

مدتِ شش ماہ می راندند کام چھ ماہ کے عرصہ تک کام کرتے رہے	تا بصحت آمد ایں دختر تمام تا کہ صحت ہو گئی اس کنیزک کو تمام

لغات۔ کام۔ مقصود۔ مطلب

معنے۔ چھ ماہ تک یہ دونوں کامرانی کرتے رہے حتیٰ کہ اس کنیزک کو کلیتہً صحت ہو گئی۔

بعد ازاں از بہر او شربت بساخت اس کے بعد اس کے واسطے شربت تیار کیا	تا بخورد و پیش دختر میگداخت جس کو اس نے کھایا اور آگے اس کنیزک کے کمزور ہونے لگا

معنے۔ بعد ازاں حکیم نے زرگر کیلئے ایک شربت بنایا جسے اس نے کھالیا اور اس کنیزک کے سامنے ہی لاغر ہونے لگا۔

مطلب یہ ہے طبیب نے ایسی دوا تیار کرکے اس زرگر کو کھلا دی جسنے اسکو لاغر و کمزور کرنا شروع کر دیا

چوں ز رنجوری جمال او نماند جب بیماری سے حسن اس کا نہ رہا	جانِ دختر در وبالِ او نماند جان کنیزک کی اس کے وبال میں نہ رہی

معنے۔ جب بیماری کے باعث اسکا حسن و جمال نہ رہا تو اس کنیزک کی جان اسکے وبال سے چھوٹ گئی

چونکہ زشت و ناخوش و رخ زرد شد چونکہ وہ بدشکل اور ناخوش و منہ زرد والا ہوا	اندک اندک از دلِ او سرد شد تھوڑا تھوڑا اس کے دل سے سرد ہوا

لغات۔ از دل سرد شدن۔ کسی کی محبت کا دل سے اٹھ جانا۔

معنے جبکہ وہ بدشکل بدرنگ اور زرد چہرہ والا ہو گیا تو آہستہ آہستہ اسکی محبت کنیزک کے دل سے جاتی رہی

عشقہائے کز پئے رنگے بود وہ عشق جو صرف رنگ پر ہی ہو	عشق نبود عاقبت ننگے بود عشق نہیں ہوتا۔ آخر ننگ ہوتا ہے

زر گرفت آں مرد و شد مشغولِ کار	**بے خبر از حالتِ آں کارزار**
سونا لیا اس مرد نے اور ہوا مصروف کام میں	بے خبر اس خراب کام کی حالت سے

لغات - کارزار - خراب کام۔

معنے - اس مرد زرگر نے سونا لیا اور اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ اُسے اس خراب کام کی حالت سے اطلاع نہ تھی (یعنی اُسے یہ پتہ نہ تھا کہ میرے مارنے کی تجویزیں ہو رہی ہیں)

پس حکیمش گفت کاے سلطانِ مہ	**آں کنیزک را بدیں خواجہ بدہ**
پھر حکیم نے اس سے کہا کہ اے بڑے بادشاہ	اس لونڈی کو اس خواجہ (زرگر) کو دے

لغات - مہ - بمعنے سردار - مہتر کا مخفف ہے۔

معنے - پھر حکیم نے کہا اے بڑے بادشاہ وہ کنیزک اس خواجہ زرگر کو بخش دے یعنی اُسکا اس سے نکاح کر دیجئے۔

تا کنیزک در وصالش خوش شود	**آبِ وصلش دفعِ آں آتش شود**
تاکہ لونڈی اس کے وصل میں خوش ہو	اس کے وصل کا پانی اس آگ کو دفع کرے

معنے - تاکہ کنیزک اس کے وصال سے خوش ہو جائے اور اس کے وصل کا پانی اس ہجر کی آگ کو بجھائے (یعنی اس کے وصل سے اُسے صحت حاصل ہو جائے)۔

شہ بدو بخشید آں مہ روے را	**جفت کرد آں ہر دو صحبت جوے را**
بادشاہ نے اس کو بخشا اس مہ رو کو	نکاح کیا ان دونوں خواہان وصال کا

لغات - جفت کرد - یعنی نکاح کیا - صحبت جو - وصال کا خواہاں

معنے - بادشاہ نے وہ مہرو اس زرگر کو بخش دی - اور اُن دونوں خواہانِ وصال کا نکاح کر دیا۔

لغات۔ فرّ۔ شان وشوکت۔

معنے۔ مور کا دشمن اُسکے پر ہوتے ہیں اور بہتسے بادشاہوں کو انکی شان وشوکت نے قتل کرایا ہے

مطلب۔ اس شعر میں مولانا مضمون بالاکی دو مثالیں بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو پردں کی خوبصورتی کی بدولت مور کی جان جاتی ہے۔ اور شان وشوکت بادشاہوں کو قتل کراتی ہے کیونکہ لوگوں کو ان کی طرف سے خطرہ ہوتا ہے اسکو دور کرنے کے لئے ان کو قتل کر دیتے ہیں

چونکہ زرگر از مرض بدحال شد جب زرگر مرض سے بد حال ہوا	وز گدازش شخص او چون نال شد اور گھلنے سے اُسکا جسم ریشۂ قلم کی طرح باریک کمزور ہوا

لغات۔ شخص۔ جسم۔ نال۔ ریشۂ قلم

معنے۔ جب وہ زرگر بیماری سے بد حال ہوگیا اور گھلنے سے اس کا جسم ریشۂ قلم کی طرح باریک وکمزور ہوگیا۔

گفت من آن آہوم کز ناف من کہا میں وہ ہرن ہوں کہ میری ناف سے	ریخت این صیاد خون صاف من نکالا ہے اس شکاری نے خون صاف میرا

معنے۔ تو کہنے لگا میں وہ ہرن ہوں کہ میری ناف سے اس صیاد نے خون صاف نکالا ہے۔

مطلب۔ قاعدہ ہے کہ کستوری ہرن کو شکار کرکے اسکی نافسے خون نکال لیا کرتے ہیں کیونکہ وہی اسکی کستوری ہوتی ہے اب وہ زرگر قرب موت کیوقت کہہ رہا تھا کہ گویا میں کستوری ہرن ہوں کہ اس شکاری یعنی حکیم نے میرا خون نکال لیا ہے۔

اے من آن روباہ صحرا کز کمین ہے میں وہ لومڑی صحرائی ہوں کہ کمین سے	سر بریدندم برائے پوستین سر میرا کاٹا واسطے پوستین کے

معنے۔ اے لوگو! میں وہ صحرائی لومڑی ہوں کہ پوستین کی خاطر شکاریوں نے کمین سے نکل کر میرا سر قطع کر دیا۔

معنے۔ عشق جو صرف رنگ پر ہی ہو وہ حقیقت میں عشق نہیں ہوتا بلکہ محض ننگ و عار ہوتا ہے۔
مطلب۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے فرماتے ہیں جو شخص رنگ و صورت پر عاشق ہو جاتا ہے وہ عشق نہیں ہے بلکہ محض ہوس پرستی ہے کیونکہ اس رنگ و صورت کے زوال سے وہ بھی زائل ہو جاتا ہے اور عشق حقیقی وہ ہے جو کبھی زائل نہ ہو

تا نرفتے بر وے آں بد داوری		کاش کاں ہم ننگ بودے یکسری
تا نہ جاری ہوتا اس پہ ایسا عذاب		کاش کہ یہ (عشق) بالکل ہی ننگ ہوتا

لغات۔ یکسری۔ تمام و کمال۔ بالکل۔ داوری۔ حکومت۔ سختی۔ عذاب
معنے۔ کاش کہ یہ عشق کامل ننگ ہی ہوتا تاکہ اس بیچارے زرگر پر ایسی سختی (کہ جان سے ہی گیا) نہ جاری ہوتی۔
مطلب۔ پہلے شعر میں مولانا نے عشق مجازی کی بابت فرمایا ہے کہ آخر کار اس سے عار و ننگ ہی حاصل ہوتا ہے۔ اب فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ یہ عشق مجازی اسقدر سریع الزوال ہوتا ہے کہ اس سے ننگ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس کنیزک کے معاملہ میں ایسا ہوا کہ اس زرگر کے بدصورت ضعیف و لاغر ہونے سے عشق کا زوال بھی شروع ہو گیا اور آخر اس بیچارے کی جان گئی۔ اگر وہ عشق زائل نہ ہوتا بلکہ اسکی بیماری سے کنیزک پر بھی اثر ہوتا تو اس زرگر کی جان کا ہے کو جاتی۔

دشمن جاں وے آمد روئے او		خون دوید از چشم ہمچوں جوئے او
اسکی جان کا دشمن اس کا منہ ہوا		خون بہنے لگا اسکی آنکھوں سے مانند نہر کی

معنے۔ اس زرگر کی آنکھ سے خون نہر کی طرح بہنے لگا۔ اس کا منہ یعنی حسن اس کی جان کا دشمن ہو گیا۔
مطلب یہ ہے کہ حسن اس کی جان کا وبال بن گیا۔ اگر حسین نہ ہوتا تو کیوں اس طرح ہلاک ہوتا۔

اے بسا شہ را بکشتہ فرّ او		دشمن طاؤس آمد پرِّ او
بہت سے بادشاہوں کو ان کی شان و شوکت نے مروا دیا		دشمن مور کا اس کے پر ہوتے ہیں

مطلب یہ ہے کہ اپنا کیا ہوا خواہ کتنا ہی دو دھینگو وہ لوٹ کر اپنے ہی گلے کا پھندا بن جاتا ہے

ایں جہاں کوہ است و فعلِ ما ندا یہ جہان پہاڑ ہے اور فعل ہمارے آواز	**سوئے ما آید ندا ہا را صدا** ہماری طرف آتی ہے آوازوں کی گونج

لغات۔ ندا۔ آواز۔ صدا۔ گونج یعنی وہ آواز جو پہاڑ یا گنبد وغیرہ سے گونج کر آتی ہے۔
مطلب۔ مذکورہ بالا دونوں اشعار میں مولانا نے مثال دیکر سمجھایا ہے کہ ہر کام کا بدلہ ضرور ملا کرتا ہے خواہ وہ کام برا ہو یا اچھا چنانچہ اس شعر میں فرماتے ہیں کہ دیکھو گنبد وغیرہ میں جیسی آواز کروگے ویسی ہی سنائی دے گی۔ اسی طرح جیسا کام کروگے ویسا ہی اسکا بدلہ بھی مل جائے گا۔

ایں بگفت و رفت دردم زیرِ خاک یہ کہا اور گیا دم بھر میں خاک کے نیچے	**آں کنیزک شد ز عشق و رنج پاک** وہ کنیزک ہوئی عشق و رنج سے پاک

لغات۔ دردم۔ دم زدن میں۔ فوراً
معنے۔ یہ باتیں کر کے وہ زرگر زیرِ خاک چلا گیا۔ اور وہ کنیزک عشق و رنج سے بالکل پاک ہو گئی۔

زانکہ عشقِ مُردگاں پائندہ نیست کیونکہ مردوں کے عشق کو بقا نہیں ہے	**چونکہ مُردہ سوئے ما آئندہ نیست** اسواسطے کہ مردہ طرف ہماری پھر آنیوالا نہیں ہے

معنے۔ کیونکہ مُردوں کے عشق کو بقا نہیں ہے اس واسطے کہ مردہ پھر ہمارے پاس آنے والا نہیں۔
مطلب۔ اس شعر میں مولانا نے پہلے شعر کی علت بیان فرمائی ہے کہ وہ کنیزک عشق سے اس لئے پاک ہو گئی کہ مُردوں کے عشق کو بقا نہیں۔ اور یہ بقا اس لئے نہیں کہ مُردے کے واپس آنے کی امید نہیں ہوتی۔

اے من آں پیلے کہ زخم پیلباں	ریخت خونم از برائے استخواں
اے کہ میں وہ ہاتھی ہوں کہ پیلبان کے زخم نے	نکلا ہے خون میرا واسطے ہڈیوں کے

معنے۔ اے لوگو! میں وہ ہاتھی ہوں کہ ہڈیوں کی خاطر پیلبان کے زخم نے میرا خون کیا ہے۔

آنکہ کشتستم پئے مادون من	مے نداند کہ نخسپد خون من
جس کسی نے مارا مجھ سے کم رتبہ کے لئے	نہیں جانتا کہ نہیں سوئے گا میرا خون

لغات۔ مادون۔ کم رتبہ۔ گھٹیا۔
معنے۔ جس شخص نے مجھ سے کم رتبہ کیلئے قتل کیا ہے اسکو خبر نہیں کہ میرا خون کبھی (چین سے) نہیں سوئیگا۔
سطلب یہ ہے کہ حکیم نے جو ایک کم رتبہ شخص یعنی بادشاہ کے فائدہ کیلئے مجھے مار ڈالا ہے تو غالباً اُسے یہ خبر نہیں کہ میرا خون خاموش نہیں رہیگا ضرور اپنا رنگ دکھائے گا۔

برمن است امروز فردا بروے است	خون چوں من کس چنیں ضائع کے است
مجھ پر ہے آج کل اس پر ہے	خون میرے جیسے کا کب ضائع جاتا ہے

معنے۔ آج مجھ پر ہے تو کل اس پر ہے میرے جیسے کا خون ضائع کب جاتا ہے۔
سطلب یہ ہے کہ اگر آج مجھے ہلاک کیا جا رہا ہے تو کل یعنی عنقریب ہی قاتل بھی ہلاک ہوگا یا یہ سطلب ہے کہ اگر آج مجھے یہ قتل کر رہے ہیں تو کل یعنی قیامت کے دن انہیں بھی سزا بھگتنی پڑے گی۔ کیونکہ میرے جیسے شخص کا خون ضائع نہیں جا سکتا۔

گرچہ دیوار افگند سایہ دراز	باز گردد سوئے او آں سایہ باز
اگرچہ دیوار ڈالتی ہے سایہ لمبا	آخر کار اسی کی طرف وہ سایہ چلا جاتا ہے پھر لوٹ کر

معنے۔ دیوار اگرچہ بڑا لمبا سایہ ڈالتی ہے مگر آخر کار وہ سایہ پھر اُسی کی طرف چلا جاتا ہے۔

مانند اسمٰعیل کے اس کے آگے سر رکھ دے | خوشی اور شادمانی سے اس کی تلوار کے آگے جان دے

معنے حضرت اسمٰعیل کیطرح اس کے سامنے سر جھکا دے اور اسکی تلوار قضا کے سامنے شاد وخنداں جان دے
مطلب یہ ہے کہ جب یہ جان خدا نے عطا کی ہوئی ہے اور اس کا اختیار ہے کہ جب چاہے لے لے تو تمہیں خدا کے حکم کے آگے حضرت اسمٰعیل کی طرح سر تسلیم خم کر دینا چاہیئے۔ اور خوش بخوش راضی بقضا ہو جانا چاہیئے۔

تا بماند جانت خنداں تا ابد | ہمچو جانِ پاکِ احمدؐ با احد
تاکہ رہے جان تیری خوش ہمیشہ | جس طرح جان پاک احمد کی ساتھ احد کے

معنے۔ تاکہ تیری جان ہمیشہ خنداں ہی رہے جیسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی جان پاک ہمیشہ خدا پر خوش ہی رہا کرتی تھی۔
مطلب یہ ہے کہ ابدی خوشی تب ہی حاصل ہوتی ہے جب انسان راضی بقضا رہے۔ جیسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم راضی بقضا رہتے تھے کیونکہ جب یہ مرتبہ کسی کو عطا ہو جاتا ہے تو اُسے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ وہ ہر ایک تکلیف میں بھی خوش ہی رہتا ہے نہ اُسے مرنے سے ڈر آتا ہے اور نہ کسی درد و تکلیف سے رنج محسوس ہوتا ہے۔

عاشقاں جامِ فرح آنگہ کشند | کہ بدستِ خویش خوباں شاں کشند
عاشق خوشی کا پیالہ اسوقت کھینچتے ہیں | کہ اپنے ہاتھ سے معشوق انکو کھینچتے ہیں

معنے۔ عاشق لوگ اسی وقت خوشی کا پیالہ پیتے ہیں یعنی اس وقت خوش ہوتے ہیں جبکہ ان کے معشوق انہیں اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیں۔
مطلب یہ ہے کہ عاشقوں کی تو آرزو ہی یہی ہوا کرتی ہے کہ کاش ہمارے معشوق ہمیں اپنے ہاتھ سے قتل کر دیں۔ کیونکہ اس بات میں بھی انہیں نہایت لطف آتا ہے تو اگر کسی شخص کو خدا نے مروا ڈالا یا خود مار دیا تو اس میں شبہ کی کیا گنجائش۔

مطلب۔ یہ شعر مولانا تمثیلاً بیان فرماتے ہیں کہ جسطرح حضرت خضر علیہ السلام کے لڑکے کو قتل کرنے کی وجہ عوام کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اسی طرح اس زرگر کے قتل کا راز عوام کی سمجھوں سے بالا ہے اس لڑکے کی بابت جسے حضرت خضر علیہ السلام نے مار ڈالا تھا مفسرین لکھتے ہیں کہ وہ لڑکا نہایت شریر و سرکش تھا۔ اس کے ماں باپ نیک تھے خوف تھا کہ اس کی محبت میں آکر وہ بھی کہیں کفر و سرکشی میں مبتلا نہ ہو جاویں اس لئے خدا کو منظور ہوا کہ یہ مر جائے اور اس کے بدلے ان کو اور اولاد ملے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ان کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو نہایت نیک سیرت تھی جس کے پیٹ سے ایک نبی پیدا ہوا۔ اس طرح ممکن ہے کہ اس طبیب غیبی کو بھی زرگر کی کسی آئندہ خرابی کی اطلاع ہوئی ہو اور اس کے قتل کے لئے خدا کی طرف سے الہام ہوا ہو۔

آنکہ از حق یافت او وحی و خطاب وہ کہ جسنے خدا سے پایا وحی اور خطاب	ہرچہ فرماید بود عین صواب جو کچھ فرمائے ہوتا ہے بالکل درست

معنے۔ جسے خداوند تعالیٰ کی طرف سے وحی و خطاب آتا ہو وہ جو کچھ فرمائے بالکل درست ہوا کرتا ہے

آنکہ جان بخشد اگر بکشد رواست وہ جو کہ جان بخشتا ہے اگر مار دے روا ہے	نائب است و دست او دست خداست نائب ہے اور ہاتھ اسکا ہاتھ خدا کا ہے

معنے۔ جو جان دیتا ہے اگر مار ڈالے تو جائز ہے (جس کے ہاتھ سے یہ قتل ہوا) وہ اس کا نائب ہے اور اس کا ہاتھ گویا خدا کا ہی ہاتھ ہے۔

مطلب۔ یہ دونوں شعر زرگر کے قتل کے جواز کی دلیل ہیں۔ تقریر ان کی اس طرح ہے کہ جن کو خدا کی طرف سے وحی آئے یا خدا کی طرف سے اسے الہام ہو وہ جو کچھ کہے بالکل درست ہوا کرتا ہے پس ایسا شخص اگر کسی کو قتل کرے گا تو وہ بھی خدا تعالیٰ کے الہام و حکم سے ہی ہوگا اور گویا خود خدا نے ہی اسے مارا ہوگا اور یہ بات مسلم ہے کہ خدا اگر کسی کو مار ڈالے تو جائز ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس زرگر کا قتل جائز تھا۔ اس لئے اس میں شبہ نہ کرنا چاہیے۔

مطلب یہ ہے کہ اس تک پہنچنے کی کوشش کرو اور یہ کم ہمت پست نہ کرو کہ ہماری اس کے دربار تک رسائی نہیں۔ کیونکہ وہ کریم ہے اور کریموں کے نزدیک کوئی کام مشکل نہیں۔ وہ خود تمہیں رسائی عنایت کرے گا۔

در بیان آنکہ زہر دادن مرد زرگر را باشارت الٰہی بود نہ بہوائے نفس

اس بات کا بیان کہ اس زرگر کو زہر دینا خدا کے حکم سے تھا نہ کہ خواہش نفسانی کے لئے

کشتن آں مرد بر دستِ حکیم مارا جانا اس مرد کا حکیم کے ہاتھ سے	**نے پئے امید بود و نے ز بیم** نہ تو واسطے کسی امید کے تھا اور نہ خطرہ کے

معنے۔ اس مرد زرگر کا حکیم کے ہاتھ سے کشتہ ہونا نہ تو کسی امید کی غرض سے تھا اور نہ کسی خطرہ کے خوف سے مطلب یہ ہے کہ حکیم نے نہ تو اس زرگر کو اسلئے قتل کیا تھا کہ مجھے اسکے مارنے اور کنیزک کے تندرست ہونے سے انعام ملیگا اور نہ اسلئے کہ اگر میں ایسا نہ کرونگا تو مجھے بادشاہ سے کوئی نقصان پہنچے گا۔

او نہ کشتش از برائے طبع شاہ اسکو بادشاہ کی طبیعت کیلئے نہیں مارا تھا	**تا نیامد امر و الہامِ الٰہ** جب تک نہ آیا اس کے پاس الہام الٰہی

معنے۔ اس حکیم نے بادشاہ کی طبیعت کی رعایت کے لئے اس زرگر کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ جب تک الہام الٰہی اس کے پاس نہیں آیا۔ اس نے یہ کام نہیں کیا۔
مطلب یہ ہے کہ یہ سب کچھ امرِ خداوندی کے باعث تھا۔

آں پسر را کش خضر ببرید حلق جس لڑکے کا گلا خضر نے کاٹا	**سرِ آں را در نیابد عام خلق** بھید اس کا عوام کے فہم میں نہیں آسکتا

معنے۔ جس لڑکے کا حضرت خضر علیہ السلام نے گلا کاٹا تھا اسکا راز عوام کے فہم میں نہیں آسکتا۔

عشق زندہ در روان و در بصر عشق زندہ کا جان اور بصر میں	ہر دمے باشد چو غنچہ تازہ تر ہر وقت ہوتا ہے غنچہ کی طرح تر و تازہ

معنے۔ زندہ کا عشق جان و بصر میں ہر وقت غنچے کی طرح تراوت و تازگی بخشتا ہے۔

عشقِ آں زندہ گزیں کو باقی است عشق اس زندہ کا اختیار کر جو ہمیشہ زندہ ہے	وز شرابِ جانفزا یت ساقی است اور شرابِ جانفزا سے تیرا ساقی ہے

لغات۔ گزیں۔ اختیار کر۔
معنے۔ اس لئے اس زندہ کا عشق اختیار کر جو ہمیشہ زندہ و قائم ہے اور شرابِ جانفزا سے تیرا ساقی ہے
مطلب یہ ہے کہ تمہیں عشق ایسا اختیار کرنا چاہیئے جو ہمیشہ زندہ ہے اس لئے عشق کو کبھی زوال نہیں اور وہ ہمیشہ تجھے اپنے عشق کی لذت چکھاتا رہتا ہے۔

عشقِ آں بگزیں کہ جملہ انبیا عشق وہ اختیار کر کہ تمام انبیاء نے	یافتند از عشقِ او کارِ کیا پائی عشق سے عزت و شرف

لغات۔ کار کے معنی ہیں خدمت۔ پیشہ۔ ہنر۔ کیا۔ کاردار۔ کارفرما۔ صاحب غیاث لکھتے ہیں کہ یہ لفظ مقلوب الاضافت ہے اصل میں کیای کار تھا جس کے لغوی معنی ہیں وہ شخص جس کے متعلق کام ہوں اور مراد اس سے بادشاہ ہوا کرتی ہے
معنے۔ اس ذات کا عشق اختیار کر جسکے عشق سے تمام انبیا علیہم السلام باعزت و شرف ہوئے ہیں

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست تو نہ کہو کہ مجھ کو اس بادشاہ تک رسائی نہیں ہے	با کریماں کارہا دشوار نیست کریموں کے نزدیک کوئی کام مشکل نہیں ہے

معنے۔ اور یہ نہ کہو کہ ہماری اس بادشاہ تک رسائی نہیں کیونکہ کریموں کے نزدیک کوئی کام دشوار نہیں ہوا کرتا

تو وہ ریاضت ہی کیسی۔ کیونکہ ریاضت تو اس لئے ہی ہوا کرتی ہے کہ تصفیہ قلب ہو جب یہ فائدہ نہ ہوا۔
تو وہ ریاضت لاحاصل ہے اسی طرح چاندی یا سونے وغیرہ کو صاف کرنے کے لئے کٹھالی میں پگھلاتے ہیں
تو پھر ان میں میل کس طرح رہ سکتا ہے یہی حال ریاضت کا ہے کہ اسکے بعد خواہشات نفسانی یعنی صفات ذمیمہ باقی نہیں رہتیں۔

بگذر از ظن خطا اے بدگماں اے بدگمان شخص بدگمانی سے پرہیز کر	اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ رابخواں تحقیق بعض ظن گناہ ہیں کو پڑھو

معنے۔ اے بدگمان اس بدگمانی کو چھوڑ دو اور خدائے جل وعلا کے قول ان بعض الظن اثم (تحقیق بعض ظن گناہ ہوا کرتے ہیں) کو پڑھو۔

بہر آن است امتحان نیک و بد اور برے کا امتحان صرف اس لئے ہے	تا بجوشد بر سر آرد زر زبد تاکہ برے میں سے جتنا سونا ہو۔ وہ جوش کھاکر اوپر آجائے

لغات۔ زبد۔ جھاگ۔ یہاں مراد میل ہے۔
معنے۔ کھوٹے کھرے کا امتحان اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ سونا جوش کھاکر میل کچیل کو اوپر لے آئے۔
مطلب یہ ہے کہ امتحان اسی واسطے کیا جاتا ہے تاکہ کھوٹا و کھرا معلوم ہو جائے۔ اگر کھوٹا ہوگا تو اس پر میل آجائے گا اگر نہ ہوگا تو ذرا بھی میل نہ آئے گا۔

گر نبودے کارش الہام الٰہ اگر اس کا کام خدا کے الہام کے ماتحت نہ ہوتا	او سگے بودے دراننده نہ شاہ تو وہ بادشاہ نہیں۔ بلکہ کٹکھنا کتا ہوتا

لغات۔ درانندہ۔ پھاڑنے والا۔
معنے۔ اگر اس بادشاہ کا کام الہام الٰہی کے موافق نہ ہوتا تو وہ ایک پھاڑنے والا کتا ہوتا نہ بادشاہ

پاک بود از شہوت و حرص و ہوا	نیک کرد او لیک نیک بدنما

شاہ آں خوں از پے شہوت نکرد	تو رہا کن بدگمانی و نبرد
بادشاہ نے وہ خون شہوت کے لئے نہیں کیا	تو چھوڑ دے بدگمانی اور لڑائی

معنے۔ بادشاہ نے وہ خون شہوت نفسانی کے لئے نہیں کیا تھا تم بدگمانی اور لڑائی جھگڑا چھوڑ دو۔
مطلب یہ ہے کہ تمہیں اس بات میں شبہ یا کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ وہ خون نفسانی غرض کے لئے نہیں کیا گیا تھا۔

تو گماں کردی کہ کرد آلودگی	در صفا غش کے ہلد پالودگی
تو گمان کرتا ہے کہ دامن آلودہ کیا	صاف باطن میں کھوٹ صفائی باقی نہیں رہنے دیتا

لغات۔ غش۔ کھوٹ۔ ملاوٹ۔ ہلیدن چھوڑنا۔ باقی رہنے دینا۔ پالودگی صفائی۔
معنے۔ کیا تو نے یہ وہم کر لیا ہے کہ اس بادشاہ نے گناہ سے آلودگی اختیار کی ؟ (یعنی اس قتل سے وہ گناہ میں آلودہ ہو گیا ؟) یہ غلط ہے کیونکہ صفا چیز میں صفائی کھوٹ و ملاوٹ کو کب رہنے دیتی ہے۔ (یعنی جبکہ دل صاف ہو جائے اس میں صفات ذمیمہ اور خواہشات نفسانی نہیں رہ سکتیں)۔
مطلب یہ ہے کہ وہ بادشاہ صاحبِ دل تھا اور ریاضات و مجاہدات سے اس کا دل صاف ہو گیا ہوا تھا تو وہ ایسی خواہش کس طرح کر سکتا تھا۔

بہر آنست ایں ریاضت ویں جفا	تا بر آرد کورہ از نقرہ جفا
اس واسطے ہے یہ ریاضت اور یہ مجاہدہ	تاکہ بھٹی چاندی سے میل کچیل نکال دے

لغات۔ جفا جو پہلے مصرع میں ہے اس کے معنی سختی کے ہیں اور مراد اس سے ریاضت ہے اور دوسرے جفا کے معنی اس میل کچیل کے ہیں جو سونے چاندی وغیرہ کو پگھلانے سے علیحدہ ہوتی ہے کورہ لوہاروں وغیرہ کی بھٹی۔
معنے یہ ریاضت و مجاہدہ اسلئے ہوا کرتا ہے تاکہ بھٹی میل کچیل کو چاندی سے الگ کر دے۔
مطلب یہ ہے کہ ریاضت و مجاہدہ کے بعد بھی اگر نفسانی خواہشات یعنی صفات ذمیمہ باقی رہیں

کیا جائے تو کچھ بعید نہیں۔ ان کی روح علوم و معارف الٰہیہ کے لئے بمنزلہ ایک صیقل شدہ آئینہ کے ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں ان پر بلاواسطہ عالم غیب کے اسرار فائض ہوتے ہیں جن کو علم لدنی کہتے ہیں۔ اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام ایسے ہی ہوتے ہیں مگر ان کے مراتب متفاوت ہوتے ہیں چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم کے باعث مخلوق کی طرف زیادہ توجہ تھی اس لئے ان پر اسی قسم کے علوم فائض ہوتے تھے ملائکہ کے سلسلہ میں داخل ہونا اُن کے حق میں ان کے مقاصد کے منافی تھا۔ برخلاف حضرت خضر علیہ السلام کے کہ وہ ملکیت غالب آجانے کی وجہ سے رجال الغیب اور ملائکہ میں مل گئے تھے اس لئے نظر سے غائب ہوجانا اور ہزاروں کوس دم مارتے میں چلا جانا سمندروں پر سے پار اُتر جانا ان کے نزدیک کچھ مشکل نہ تھا۔ اب عام جاہل صوفیوں نے جو اس قصہ سے یہ سمجھ لیا ہے کہ باوا شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے۔ نماز و روزہ حرام و حلال کے ہم پابند نہیں۔ ہم عالم غیب کے مختار ہیں۔ جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر اس اعتقاد سے جہلا کا ان سے حاجات طلب کرنا اور ان لوگوں کا شراب وغیرہ منشی چیزیں استعمال کرنا اور معترض کو یہ کہنا کہ باوا موسےٰ نے بھی خضر پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے یہ علم لدنی کی باتیں ہیں جو مرشدوں سے حاصل ہوتی ہیں وغیرہ ذلک من الخرافات محض وسوسہ شیطانی اور دام تزویر ہے

آں گلِ سرخ است تو خونش مخواں وہ تو سرخ پھول ہے۔ تو اسے خون نہ کہہ	مست عقل ست او تو مجنونش مخواں وہ تو عقل کا مست ہے۔ اسے پاگل نہ قرار دے

معنے۔ وہ بادشاہ گلِ سرخ ہے تم اُسے خون نہ کہو۔ اور وہ اپنی عقل میں مست ہے اسے دیوانہ نہ کہو۔

مطلب۔ یہ شعر اس بات کی تمثیل ہے کہ بعض اچھے بُرے امور ہم شکل ہوا کرتے ہیں تو اس بات سے ان کا اتحاد لازم نہیں آتا۔ چنانچہ گلِ سرخ اور خون کا رنگ ملتا جلتا ہے تو اب گلِ سرخ کو جو لطیف و نظیف ہے خون جو نجس ہے نہیں کہہ دینا چاہیئے۔ اسی طرح جو شخص کمال عقل میں مست ہے اُسے دیوانہ نہیں کہنا چاہیئے۔

گر بُدے خونِ مسلماں کامِ او اگر مسلمانوں کا خون کرنا اس کا مقصد ہوتا۔	کافرم گر بُردمے من نامِ او تو میں کافر ہوتا اگر اس کا نام لیتا

معنے۔ اگر اس بادشاہ کا کام مسلمانوں کا خون کرنا ہوتا تو سچ! میں کافر ہی ہوتا اگر اس کا نام بھی لیتا۔

وہ شہوت اور لالچ سے پاک تھا	اس نے اچھا کام کیا۔ جو بظاہر برا معلوم ہوتا ہے

معنے۔ وہ بادشاہ حقیقت میں شہوت اور حرص و ہوا سے پاک تھا اور اس نے جو کام کیا اچھا کیا لیکن ظاہر میں برا معلوم ہوتا ہے (جو سمجھنے والوں کی سمجھ کا قصور ہے)

گر خضر در بحر کشتی را شکست اگر خضر نے سمندر میں کشتی کو توڑا	صد درستی در شکست خضر ہست سو درستی خضر کے توڑنے میں ہے

لغات۔ خضر۔ علمائے اسلام کے ان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ولی تھے بعض کہتے ہیں نبی تھے۔ مجاہد کہتے ہیں جس جگہ وہ نماز پڑھتے تھے وہ جگہ سرسبز ہو جاتی تھی۔ اس لئے انہیں خضر کہتے ہیں۔ کیونکہ اس لفظ کے لغوی معنے سبز کے ہیں۔

معنے۔ اگرچہ خضر علیہ السلام نے سمندر میں کشتی کو توڑ دیا تھا مگر ان کے توڑنے میں سو درستی تھی۔

مطلب یہ ہے کہ ان کا کشتی میں چھید کر دینا حکمت پر مبنی تھا جسے انہوں نے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیان کر دیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے

وہم موسےٰ باہمہ نور و ہنر باوجود نور اور ہنر کے موسےٰ کا خیال بھی	شد ازاں محجوب تو بے پر مپر اس سے محروم اور عاری رہا۔ تو بغیر پر کے نہ اڑ

لغات۔ وہم۔ خیال

معنے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کا خیال باوجود کمال نور معرفت اور ہنر کے اس بات کی حقیقت دریافت کرنے سے محجوب رہا۔ اس لئے تو بے پر کی نہ اڑا۔

مطلب یہ ہے کہ بعض وقت کسی بات کی حقیقت معلوم نہ ہونے پر جھٹ اس بات کا انکار نہیں کر دینا چاہیئے۔

شبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اولوالعزم رسول تھے۔ توریت انہیں عطا ہوئی تھی خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے پھر انہیں حضرت خضر علیہ السلام کے کاموں کی علم کیوں معلوم نہ ہوئی۔

ازالہ۔ بعض نفوس ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے قوائے خیالیہ وحسیہ روحانی انوار ولمعان کے باعث ضعیف ہو جاتے ہیں اور ان کی قوت ملکیہ ان پر یہاں تک غالب ہو جاتی ہے کہ اگر ان کو طبقہ ملائکہ میں شمار

قہر خاصے از برائے لطفِ عام عام لوگوں پر مہربانی کرنے کیلئے کسی خاص پر قہر نازل کرنا	**شرع مے دارد روا بگذار گام** شرع روا رکھتی ہے۔ اس جھگڑے کو چھوڑ

معنے۔ عوام کی منفعت کے لئے کسی خاص کو ضرر پہنچانا شرع جائز رکھتی ہے راہ اعتراض میں قدم نہ بڑھا

مطلب یہ ہے کہ اگر کسی خاص شخص کے ضرر میں عوام کا نفع ہو تو شرعاً اس خاص کو ضرر پہنچانا جائز ہے یہاں بادشاہ کا مرنا عامہ خلائق کی مضرت کا باعث تھا۔ کیونکہ وہ بادشاہ دیندار اور عادل تھا۔ اس لئے ایک خاص شخص یعنی زرگر کے ضرر کو اسکے لئے جائز رکھا گیا اسلئے اسمیں اعتراض کی گنجائش نہیں۔

گر ندیدے سُودِ او در قہرِ او اگر وہ اس پر قہر کرنے میں اسکا فائدہ نہ دیکھتا	**کے شدے آں لطفِ مطلق قہرِ او** تو وہ جو سراپا مہربانی ہے غضب آلود کیوں بن جاتا

لغات۔ لطف مطلق سے مراد۔ حکیم

معنے۔ اگر وہ حکیم اس زرگر پر غضب کرنے میں فائدہ نہ دیکھتا تو وہ مجسم مہربانی (یعنی حکیم) اس زرگر کے لئے غضب کیوں بنتا۔

مطلب یہ ہے کہ اس طبیب غیبی نے جو مجسم مہربانی تھا زرگر کا فائدہ اُس کے قتل میں سوچا ہوگا ورنہ اُسے کیا ضرورت تھی کہ ایک بے گناہ شخص کو مار ڈالتا۔

طفل مے لرزد زنیشِ احتجام بچہ پچھنے لگنے کی تکلیف سے کانپتا ہے	**مادرِ مشفق ازاں غم شاد کام** لیکن مہربان ماں اس تکلیف سے خوش ہوتی ہے

لغات۔ احتجام۔ پچھنے لگوانا۔

معنے۔ بچہ پچھنے لگوانے کی تکلیف سے ڈرتا ہے مگر مادر مہربان اُس کے غم سے خوش ہوتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بچے کو چونکہ سمجھ نہیں ہوتی اسلئے وہ پچھنے لگوانے سے بہت ڈرتا ہے چیختا ہے چلاتا ہے مگر ماں اُسکے رونے کی پروا نہیں کرتی کیونکہ جانتی ہے کہ اسکا فائدہ اسی میں ہے اسی طرح وہ زرگر اپنی موت کو بُرا سمجھتا تھا مگر طبیب جو اس کے لئے بمنزلہ مادر مہربان تھا جانتا تھا کہ اس کی بھلائی موت میں ہی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بادشاہ مسلمانوں کا خونریز ہوتا تو میں اس کا کبھی نام تک بھی نہ لیتا۔

مے بلرزد عرش از مدح شقی بدبخت کی تعریف کرنے سے عرش کانپتا ہے	**بدگماں گردد زمدحش متقی** پرہیزگار اس کی مدح وثنا سے بدگمان ہوجاتا ہے

لغات۔ شقی۔ بدبخت۔

معنے۔ بدبخت کافر کی تعریف سے عرش الٰہی کانپتا ہے اور متقی اس کی مدح سے بدگمان ہوجاتا ہے

مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بادشاہ خونریز ہوتا تو اس کی مدح کی مجھے کیا ضرورت تھی کیا میں اس حدیث کو نہیں جانتا کہ بدبخت کافر کی مدح سے عرش عظیم کانپ جاتا ہے اور متقی لوگ بھی اس کی مدح سے مادح پر بدگمان ہوجاتے ہیں کہ یہ بھی اس خیال کا ہوگا جو اس ظالم کی مدح کررہا ہے۔

شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود وہ بادشاہ تھا لیکن بہت آگاہ اسرار بادشاہ تھا	**خاص بود و خاصۂ اللہ بود** خاص تھا اور خدا کے نزدیک خاص رتبہ رکھتا تھا

لغات۔ آگاہ۔ واقف۔ عارف

معنے۔ وہ تھا تو بادشاہ مگر اعلیٰ درجے کا عارف بادشاہ تھا اور بندگانِ عالم کے لئے خاص تھا۔ اور خدا تعالیٰ کا بھی خاص بندہ تھا۔

آں کسے را کش چنیں شاہی کشد اس شخص کو جسے ایسا بادشاہ مار ڈالے	**سوئے تخت و بہتریں جا کشد** خدا اسے تخت اور اچھے مقام ہی کی طرف لے جائیگا

معنے۔ جس شخص کو ایسا بادشاہ مار ڈالے تو اسے خدا تخت اور بہترین جگہ کی طرف ہی کھینچے گا۔

مطلب یہ ہے کہ اس قتل میں مقتول کا بھی نفع تھا کہ وہ آئندہ گناہوں سے بچ گیا۔ جیسے کہ وہ لڑکا جسے حضرت خضر نے مار ڈالا تھا۔ آئندہ گناہوں سے بچ گیا اور جنتی ہوا

خاموش ماندن طوطی

ترجمہ۔ عطار و طوطی کی حکایت اور اس طوطی کا دکان میں روغن گرا دینا اور عطار کے اعتراض کے جواب میں خاموش رہنا۔

ربط۔ یہ حکایت مذکورہ بالا شعر ''تو قیاس از خویش میگیری ولیک'' سے مربوط ہے۔ اور اس حکایت کا خلاصہ و ماحصل یہ ہے کہ اہل اللہ کے افعال کو اپنے اوپر قیاس کرنا سخت غلطی ہے۔

بود بقالے مر اورا طوطیے	خوش نوائے سبز گویا طوطیے
ایک بنیئے کے پاس ایک طوطی تھا	وہ طوطی خوش آواز سبز رنگ اور بولنے والا تھا

لغات۔ بقال۔ عطار۔ بنیا۔ طوطیے کی یا وحدت کے لئے ہے۔ خوش نوا۔ خوش آواز۔
معنے۔ ایک عطار یا بنیئے کے پاس ایک خوش آواز سبز رنگ والا طوطی تھا۔

بر دکاں بودے نگہبان دکاں	نکتہ گفتے با ہمہ سوداگراں
دکان پر بیٹھا ہوا دکان کی نگہبانی کرتا تھا	اور سب گاہکوں سے باتیں کیا کرتا

لغات۔ نکتہ کے اصلی معنی ہیں باریک و لطیف بات کے مگر یہاں مطلق کلام مراد ہے۔ سوداگراں روزمرہ کے سودا لینے والے۔
معنے۔ دکان پر نگہبانی کے لئے رہا کرتا اور سودا خریدنے والوں سے باتیں کیا کرتا تھا۔

در خطاب آدمی ناطق بُدے	در نوائے طوطیاں حاذق بُدے
آدمیوں کے طرز کلام میں بھی بولنے پر قادر تھا	اور طوطیوں کی آواز میں ماہر تھا

لغات۔ خطاب۔ کلام۔ ناطق۔ باتیں کرنے والا۔ نوا۔ آواز۔ حاذق۔ ماہر
معنے۔ انسانوں کی کلام میں بھی گفتگو کرتی اور طوطیوں کی آواز میں بھی مہارت رکھتا تھا۔

نیم جاں بستاند وصد جاں دہد آدھی جان لیتا ہے اور سو جان دیتا ہے	آنچہ در وہمت نیاید آں دہد جو چیز خیال میں بھی نہ آئے وہ عطا کرتا ہے

لغات - نیم جان سے مراد ضعیف وحقیر جان ہے۔ صد جان سے مراد کامل واعلیٰ جان ہے۔
معنے - خدا تعالیٰ ضعیف وحقیر جان لیتا ہے تو اس کے عوض میں اعلیٰ جان دیتا ہے یا گویا سو جان دیتا ہے اور جو تمہارے وہم وخیال میں نہیں آتا وہ عطا کرتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کو ظاہری موت دیتا ہے تو اُسے حیات ابدی سے جو اعلیٰ زندگی ہے سرفراز کرتا ہے اس لئے اُس کے مارنے پر اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔

تو قیاس از خویش میگیری و لیک تو اپنے آپ سے قیاس کرتا ہے۔ لیکن	دُور دُور افتادۂ بنگر تو نیک اچھی طرح دیکھ کہ تو کس قدر دور جا پڑا ہے

معنے - تو خدا کے افعال کا اپنے اوپر قیاس کرتا ہے لیکن اگر تو غور سے دیکھے تو اس سے بہت دور جا پڑا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ اپنے افعال پر قیاس کر کے یہ نہ کہنا چاہیئے کہ جس طرح ہمارے قہر وغضب میں سوائے مبغوض کے رنج وضرر کے کوئی فائدہ وآرام ملحوظ نہیں ہوتا۔ خدا کے قہر وغضب کا بھی یہی حال ہے بلکہ خدا کے قہر میں ہزاروں فوائد مضمر ہوتے ہیں جنہیں ہماری ناقص عقلیں نہیں سمجھ سکتیں۔

پیشتر آتا بگویم قصۂ آگے آ۔ کہ تجھ کو ایک قصہ سناؤں	بو کہ یابی از بیانم حصۂ شاید کہ تو میرے بیان سے کچھ فائدہ حاصل کرے

لغات - بو - بود کا مخفف ہے جس کے معنی شاید کے ہیں۔
معنے - زیادہ نزدیک آؤ کہ میں تم سے ایک قصہ بیان کروں شاید کہ میرے بیان سے تمہیں بھی حصہ مل جائے۔ (کہ ایسے واقعات کی حقیقت سے تمہیں بھی واقفیت ہو جائے)

حکایت بقال و طوطی و روغن ریختن طوطی در دکان و اعتراض بقال و

روزکے چندے سخن کوتاہ کرد چند روز تک طوطی نے بولنا ترک کر دیا	مردِ بقّال از ندامت آہ کرد عطار نے شرمندگی کے سبب سے بہت افسوس کیا

لغات۔ روزکے ۔ چند روز۔ کاف تصغیر کے لئے ہے جو تحقیر و تعظیم دونوں کے لئے بن سکتا ہے
سخن کوتاہ کرد۔ یعنی کلام نہ کیا۔
معنے۔ چند روز تک طوطی نے کلام کرنا چھوڑ دیا جس کے باعث عطار حسرت سے آہ و زاری
کرتا تھا (کہ کیوں یہ کلام نہیں کرتا)

ریش بر میکند و میگفت اے دریغ ڈاڑھی نوچتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ افسوس	کافتاب نعمتم شد زیر تیغ میری نعمت کا آفتاب ڈوب گیا

معنے۔ ڈاڑھی نوچتا تھا اور کہتا تھا ہائے افسوس میری نعمت کا آفتاب تہِ تیغ ہو گیا (یعنی غروب ہو گیا)

دستِ من بشکستہ بودے آں زماں اس وقت میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہوتے	چوں زدم من بر سرِ آں خوش زباں جب میں نے اس خوشنوا جانور کے سر پر چوٹ لگائی تھی

معنے۔ افسوس جس وقت میں نے اس خوش زبان کے سر پہ مارا تھا میرا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہوتا (کہ مار نہ سکتا)

ہدیہ ہا میداد ہر درویش را ہر درویش کو خیرات دیا کرتا تھا	تا بیابد نطقِ مرغِ خویش را تاکہ وہ طوطی گویائی کو از سر نو حاصل کرے

معنے۔ ہر ایک فقیر کو خیرات دیتا تھا تاکہ اپنے جانور کی گویائی کو پھر حاصل کرے (یعنی وہ جانور پھر بولنے لگے)

بعد سہ روز و سہ شب حیران و زار تین دن اور تین رات حیران و پریشان رہنے کے بعد	بر دکاں بنشستہ بد نومید وار دکان پر مایوس بیٹھا تھا

خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود ایک دن مالک دکان گھر کی طرف گیا ہوا تھا	در دکاں طوطی نگہبانی نمود دکان میں طوطی نگہبانی کر رہا تھا

لغات۔ خواجہ۔ مالک۔
معنے۔ ایک دن صاحب دکان گھر کی طرف گیا ہوا تھا اور دکان میں طوطی نگہبانی کر رہا تھا۔

گربہ بر جست ناگہ از دکاں دکان سے اچانک ایک بلی	بہر موشے طوطیک از بیم جاں ایک چوہے پر جھپٹی۔ طوطی اپنی جان کے خوف سے
جست از صدر دکاں سوئے گریخت صدر دکان سے کود کر بھاگا۔ اور	شیشہائے روغن گل را بریخت روغن گل کی شیشیاں گرا کر توڑ دیں

معنے۔ ناگاہ ایک بلی چوہا پکڑنے کے لئے دکان میں کود دی۔ تو طوطی جان کے خوف سے صدر دکان سے جست کر کے ایک طرف بھاگا اور گل روغن کے شیشوں کو گرا کر توڑ دیا۔

از سوئے خانہ بیامد خواجہ اش اس کا مالک گھر سے واپس آیا۔	بر دکاں بنشست فارغ خواجہ وش تو دکان پر بے فکری سے مالکوں کی طرح بیٹھ گیا

لغات۔ وش کے معنی مانند وطرح کے آیا کرتے ہیں۔
معنے۔ اس کا مالک جب گھر سے دکان پر آیا اور مالکوں کی طرح بے فکر ہو کر بیٹھ گیا۔

دید پر روغن دکان و جامہ چرب دکان کو روغن سے پر اور کپڑوں کو چکنا دیکھا	بر سرش زد گشت طوطی کل ز ضرب طوطی کے سر پر اتنا مارا کہ طوطی مارے چوٹوں کے گنجا ہو گیا

لغات۔ کل۔ گنجا۔
معنے۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ دکان روغن کے گرنے سے لتھڑ رہی ہے اور فرش و فروش سب چکنے ہو رہے ہیں (یہ دیکھتے ہی) طوطی کے سر پر اتنا مارا کہ وہ گنجا ہو گیا۔

جولقیے سر برہنہ مے گذشت ایک خرقہ پوش ننگے سر گزر رہا تھا	باسرے مُوچو پشت طاس و طشت جسکا منڈا ہوا سر تھال کی پشت کی مانند تھا

لغات۔ جولقی۔ گدڑی پوش۔ قلندر
معنے۔ (کہ اس اثنا میں) ایک گودڑی پوش برہنہ سر جس کے سر پہ سطح طشت کی طرح ایک بال بھی نہ تھا سامنے سے گذرا۔

طوطی اندر گفت آمد در زماں اسی وقت وہ طوطی بول اٹھا	بانگ بر درویش زد کہ ایفلاں اور درویش کو للکارے بولا کہ اے فلاں شخص

معنے۔ اسکو دیکھتے ہی طوطی بول اٹھا اور اس فقیر پہ آوازہ کس کر کہا کہ او فلانے!

از چہ اے کل باکلاں آمیختی اے گنجے تو گنجوں میں کس طرح مل گیا	تو مگر از شیشہ روغن ریختی شاید تو نے بھی شیشہ سے روغن گرا دیا ہوگا

معنے۔ اے گنجے تو کس لئے گنجوں میں شامل ہو گیا شاید تو نے بھی روغن کا شیشہ توڑا ہے۔

از قیاسش خندہ آمد خلق را اس کے قیاس سے لوگوں کو ہنسی آگئی	کو چو خود پنداشت صاحب دلق را کہ وہ خرقہ پوش کو بھی اپنے ہی برابر سمجھا

معنے۔ لوگوں کو اس کے قیاس سے ہنسی آئی کہ اس نے گودڑی پوش کو بھی اپنے جیسا ہی خیال کیا (کہ اس نے بھی کہیں روغن گرایا ہوگا اور پٹنے سے گنجا ہو گیا ہوگا)

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر پاک لوگوں کے کاموں کو اپنے آپ پہ قیاس نہ کر	گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر اگرچہ شیر اور شیر دونوں ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں

معنے۔ تین رات دن کے بعد ایک دن عطار دکان پر نا امید کی طرح حیران و زار بیٹھا ہوا تھا۔

کاے عجب ایں مرغ کے آید بگفت اور تعجب کر رہا تھا کہ یہ جانور کب گفتگو کرے گا	**باہزاراں غصہ و غم گشت جفت** سخت غم و غصہ کے ساتھ ہمقرین ہو رہا تھا

لغات۔ جفت گشتن۔ ہم قرین ہونا۔ گفت۔ گفتن کے معنی میں ہے۔
معنے۔ نہایت غصہ اور غم میں بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا کہ ہائے افسوس یہ جانور کب گفتگو کرے گا۔

وز تعجب لب بدنداں میگرفت اور تعجب سے ہونٹوں کو دانتوں میں پکڑ لیتا	**مے نمود آں مرغ را ہر گوں شگفت** اس جانور کو ہر طرح کی عجیب چیزیں دکھاتا۔

لغات۔ شگفت سے عجیب۔ ہر گوں۔ ہر قسم۔
معنے۔ اس جانور کو ہر طرح کی عجیب چیزیں دکھاتا کہ بولے اور اس کے نہ بولنے پر) تعجب سے دانتوں میں لبوں کو دباتا تھا (قاعدہ ہے کہ انسان تعجب کے وقت لبوں کو دانتوں میں دبایا کرتا ہے)

تاکہ باشد اندر آید در سخن کہ شاید وہ بھی بولنے لگے	**دمبدم میگفت باو ہر سخن** دمبدم اس سے مختلف باتیں کہتا

معنے۔ ہر لحظہ اس سے نئی بات کرتا تھا کہ شاید بولنے لگے۔

چشم او را با صُوَر مے کرد جفت اسکی آنکھوں کے سامنے مختلف صورتیں لاتا	**بر امیدِ آنکہ مرغ آید بگفت** اس امید میں کہ وہ جانور بول اٹھے گا

لغات۔ صُوَر۔ صورت کی جمع ہے جسکے معنی تصویر کے ہیں جفت کردن۔ قریب کرنا۔ نزدیک کرنا۔
معنے۔ اس امید پر کہ جانور بولنے لگے اس کی آنکھوں کے قریب طرح طرح کی تصویریں کرتا تھا۔

معنے۔ (اور) کہنے لگے یہ پیغمبر بھی آدمی اور یہ بھی آدمی۔ ہم اور یہ سب خواب و خورش کے پابند و مقید (پھر) ہم میں اور اُن میں کیا فرق)

مطلب۔ قرآن مجید میں بھی خدا تعالیٰ کفار کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (یعنی کفار انبیاء علیہم السلام سے کہتے تھے کہ تم بھی تو ہم جیسے ہی آدمی ہو) ایک اور جگہ آیا ہے کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ۔ یعنی اس پیغمبر کو کیا ہو گیا ہے کہ ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے)

ہست فرقے درمیاں بے منتہا کہ درمیان میں بے انتہا فرق ہے	ایں ندانستند ایشاں از عَمیٰ وہ لوگ اندھے پن سے یہ نہ سمجھے

لغات۔ عَمیٰ۔ اندھا پن۔ عدم بصیرت۔

معنے۔ ان کفار کو کوری دل کے باعث یہ معلوم نہ ہوا کہ دونوں کے درمیان بے انتہا فرق ہے (کہ کجا وہ اور کجا یہ لوگ)

لیک زیں شد نیش و زاں دیگر عسل لیکن اس میں وہ ڈنک بن جاتا ہے اور اس میں شہد	ہر دو یک گل خورد زنبور و نحل بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی قسم کا پھول چوستی ہیں

لغات۔ نحل۔ شہد کی مکھی۔

معنے۔ بھڑ اور شہد کی مکھی دونوں ایک ہی قسم کے پھول چوستی ہیں۔ لیکن اس بھڑ کے چوسے ہوئے رس سے تو ڈنک بنتا ہے اور شہد کی مکھی کے چوسے رس سے شہد (جس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ)

مطلب۔ اب یہاں سے مولانا مضمون مذکورہ بالا کی چند مثالیں بیان فرماتے ہیں کہ مضمون اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ فرماتے ہیں دیکھو خدا کی قدرت وہی پھول بھڑ چوستی ہے اور اسی کو شہد کی مکھی مگر وہ بھڑ میں زہر پیدا کرتا ہے اور شہد کی مکھی میں شہد۔

زیں یکے سرگیں شد وزاں مشک ناب	ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب

لغات۔ مانند۔ مشابہ ہے۔ ملتا جلتا ہے۔ شیر۔ دودھ۔ سیر۔ لہسن
معنے۔ بزرگوں کے افعال کو اپنے افعال پر قیاس نہ کرو اگرچہ لکھنے میں شیر وسیر ملتے جلتے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ بزرگوں کے کام اپنے اوپر قیاس نہیں کرنے چاہئیں۔ دیکھو شیر وسیر میں تجنیس خطی ہے یعنی لکھنے میں ملتے جلتے ہیں۔ مگر حقیقت میں ان کے درمیان بہت فرق ہے۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد تمام دنیا اسی سبب سے گمراہ ہو گئی	**کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شد** وہ لوگ کم ہیں جو سچے ابدال کے حالات سے واقف ہیں

لغات۔ ابدال ایک قسم کے اولیاء اللہ ہیں جو ہر وقت چالیس موجود رہتے ہیں جب ان میں سے ایک مر جاتا ہے تو کوئی اور اس کی جگہ لے لیتا ہے غرضکہ یہ عدد کسی وقت کم نہیں ہوتا
معنے۔ اکثر لوگ اس وجہ سے گمراہ ہوتے ہیں کہ انہوں نے اولیاء اللہ کے افعال کو اپنے افعال پر قیاس کیا۔ وہ شخص تھوڑے ہیں جو اولیاء اللہ کے حالات سے آگاہ ہوتے ہیں۔

اشقیارا دیدۂ بینا نبود بدبختوں کی آنکھیں دیکھ نہیں سکتی تھیں	**نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود** ان کی نظروں میں نیک و بد ایک سے نظر آتے ہیں

لغات۔ اشقیا۔ شقی کی جمع ہے جس کے معنی بدبخت کے ہیں۔
معنے۔ بدبخت لوگوں کی آنکھیں بینا نہ تھیں۔ اس لئے اُن کی نظر میں نیک و بد یکساں دکھائی دیئے۔

ہمسری با انبیا برداشتند انہوں نے نبیوں کے ساتھ برابری کا دعوے کیا	**اولیا را ہمچو خود پنداشتند** اور اولیا کو اپنی مانند سمجھے

معنے۔ (اور) انبیا علیہم السلام کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کیا اور اولیاء اللہ کو اپنے جیسا خیال کر لیا۔

گفت اینک ما بشر ایشاں بشر وہ کہنے لگے۔ کہ ہم بھی بشر ہیں اور وہ بھی بشر ہیں	**ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور** سونے اور کھانے کے ہم اور وہ یکساں محتاج ہیں

واں خورد گردد ہمہ نور خدا	ایں خورد گردد پلیدی زو جدا
وہ کھاتا ہے تو سرتاپا خدا کا نور بن جاتا ہے	یہ کھاتا ہے تو اس سے ناپاکی دور ہو جاتی ہے

معنے۔ یہ کھاتا ہے تو اس سے (نفسانی خواہشات کی) پلیدی پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ دوسرا کھاتا ہے تو وہ سب کا سب نور خدا بنتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ عوام اور اولیا ایک قسم کا ہی کھانا کھاتے ہیں مگر ایک میں پلیدی بنتی ہے اور دوسرے میں نور۔

واں خورد زاید ہمہ عشق احد	ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد
وہ کھاتا ہے تو خدائے واحد کا عشق پیدا ہوتا ہے	یہ کھاتا ہے تو اس سے بخل اور حسد پیدا ہوتا ہے

معنے۔ شقی کے کھانے سے بخل و حسد اور تقی کے کھانے سے عشق خدا پیدا ہوتا ہے (اس شعر میں گویا پلیدی اور نور خدا کی تفسیر ہے)

ایں فرشتہ پاک و آں دیوست و دد	ایں زمین پاک و آں شورست بد
یہ پاک فرشتہ ہے اور وہ شیطان درندہ ہے	یہ پاک زمین ہے اور وہ بری اور شور زمین ہے

لغات۔ دَد۔ چارپایہ۔ درندہ
معنے۔ شقی اور تقی دونوں کا فرق بیان کرتے ہیں کہ ایک (یعنی تقی) تو پاک زمین کی طرح ہے اور وہ دوسرا (یعنی شقی) زمین شور و بد ہے (کہ جس میں کچھ اگتا ہی نہیں) یہ (یعنی تقی) فرشتہ پاک نہاد ہے اور وہ (یعنی شقی) دیو اور درندہ

آب تلخ و آب شیریں را صفاست	ہر دو صورت گر بہم ماند رواست
کھاری اور میٹھے پانی دونوں میں صفائی ہے	اگر یہ دونوں صورتیں مل کر بھی رہیں تو جائز ہے دیکھو

معنے۔ (ظاہر میں) اگر دونوں صورتیں مل جائیں تو جائز ہے۔ دیکھو میٹھا اور کڑوا پانی

دونوں قسم کے ہرن گھاس کھاتے اور پانی پیتے ہیں	ایک سے گوبر بن جاتا ہے اور دوسرے سے مشک نافہ پیدا ہوتا ہے

لغات ۔ گوں ۔ قسم ۔ سرگین ۔ مینگنی ۔ گوبر ۔ لید ۔ ناب ۔ خالص

معنے ۔ دونوں قسم کے ہرن ایک ہی قسم کا گھاس کھاتے اور پانی پیتے ہیں مگر ایک سے تو گوبر بنا ہی اور دوسرے سے خالص کستوری پیدا ہوتی ہے ۔

مطلب ۔ یہ دوسری مثال ہے ۔ فرماتے ہیں دیکھو کستورا ہرن اور معمولی ہرن دونوں ایک ہی قسم کی خوراک کھاتے ہیں ۔ مگر خدا کی قدرت ایک میں اس خوراک سے گوبر ہوتا ہے اور دوسرے میں کستوری ۔

ہر دو نے خوردند از یک آبخور دونوں قسم کے نے ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں	آں یکے خالی و آں پُر از شکر ان میں سے ایک خالی رہجاتا ہے اور دوسرا شکر سے پُر ہوتا ہے

لغات ۔ آبخور ۔ پانی پینے کی جگہ یعنی گھاٹ

معنے ۔ دونوں قسم کے نے ایک گھاٹ سے ہی پانی پیتے ہیں مگر ایک تو خالی رہتا ہے اور دوسرا شکر سے پُر ہوتا ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ گنا اور نرکل ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں مگر ایک میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے اور دوسرا خالی رہتا ہے ۔

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں لاکھوں اسی قسم کی مثالیں دیکھو	فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں ان میں ستر سال کی مسافت جتنا فرق پاؤ گے

لغات ۔ اشباہ ۔ شبہ کی جمع ہے جس کے معنی مثال کے ہیں ۔ ہفتاد کے عدد سے زیادتی مقصود ہے نہ یہ مدت مخصوص ۔

معنے ۔ ایسی اور لاکھوں مثالیں دیکھو ۔ اور ان میں بہت سا فرق ملاحظہ کرو ۔

مطلب ۔ یعنی اور لاکھوں مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی امر میں شریک ہونے سے ضروری نہیں کہ نتیجہ دونوں میں ایک ہی ہو ۔

معنے۔ (فرعون نے) جادو کو معجزہ کے ساتھ قیاس کر کے دونوں کی بنیاد مکر پر تصور کی۔
مطلب۔ ظاہر پرستوں کی غلطی کا بیان فرماتے ہیں کہ دیکھو فرعون نے معجزہ اور سحر کو چونکہ وہ ظاہری شکل میں ملتے تھے ایک ہی تصور کر کے کہہ دیا کہ اِنَّ ھٰذَا لَسَاحِرٌ عَظِیْمٌ اور سمجھ لیا کہ بس دونوں کی بنیاد مکر پر ہی ہے حالانکہ اُن میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔

ساحراں با موسیٰ از استیزہا جادوگر موسےٰ کے مقابلے میں	برگرفتہ چوں عصائے او عصا اس کے عصا کی مانند اپنے عصا اٹھائے ہوئے ہیں

لغات۔ استیزہا۔ ستیزہ کی جمع ہے جس کے معنی لڑائی کے ہیں۔ یہاں مراد مقابلہ ہے۔
معنے۔ (اسی طرح) ساحر مقابلہ کے لئے موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی طرح عصا لائے۔
مطلب یہ ہے کہ چونکہ ان ساحروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کو اپنے عصا جیسا ہی خیال کر لیا تھا اسی واسطے مقابلہ کے لئے آمادہ ہو گئے تھے۔ حالانکہ ان دونوں عصاؤں میں بہت فرق تھا۔

زیں عصا تا آں عصا فرقیست ژرف (حالانکہ) اس عصا اور اُس عصا میں بہت گہرا فرق ہے	زیں عمل تا آں عمل راہے شگرف اس عمل سے اُس عمل تک بہت لمبا رستہ ہے

لغات۔ ژرف۔ گہرا عمیق۔ شگرف۔ قوی۔ بڑا
معنے۔ اس عصا اور اس عصا میں بہت گہرا فرق ہے اور اِس عمل میں اُس عمل تک بعید مسافت ہے
مطلب یہ ہے کہ اُن ساحروں نے تو دونوں عصا کو ایک سمجھا تھا حالانکہ ان دونوں میں بہت فرق تھا اور عمل ساحرین و عمل موسوی کے مابین بُعد المشرقین کی مسافت تھی۔

لعنت اللہ ایں عمل را در قفا اس عمل کے پیچھے پیچھے خدا کی لعنت ہے	رحمۃ اللہ آں عمل را در وفا اس عمل کے پورے ہونے میں خدا کی رحمت ہے

لغات۔ قفا۔ پیچھے۔ وفا۔ پورا کرنا۔

دونوں صاف ہوتے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ ظاہری صورت ایک ہونے سے خواص وخصائل ایک نہیں ہوجایا کرتے۔ آخر کڑوے اور میٹھے پانی کی صورت تو ایک جیسی ہی ہوتی ہے۔

جز کہ صاحب ذوق نشناسد شراب ذوق رکھنے والے کے بغیر پینے کی چیز کو کوئی نہیں پہچانتا	او شناسد آب خوش از شورہ آب میٹھے اور کھاری پانی میں وہی تمیز کر سکتا ہے

لغات۔ صاحبِ ذوق۔ جس کی قوت ذائقہ درست ہو۔
معنے۔ صاحبِ ذوق کے سوا اشیائے نوشیدنی کو کوئی پہچان نہیں سکتا اور وہی کڑوے اور میٹھے پانی میں تمیز کر سکتا ہے
مطلب یہ ہے کہ میٹھی اور کڑوی چیز میں یا باقی ذائقوں میں وہی تمیز کر سکیگا جسکی قوت ذائقہ درست ہوگی

جز کہ صاحب ذوق نشناسد طعوم ذوق رکھنے والے کے بغیر کھانے کی چیز کو کوئی نہیں پہچانتا	شہد را ناخوردہ کے داند ز موم جس نے شہد نہ کھایا ہو وہ موم اور شہد میں کیونکر تمیز کر سکے

لغات۔ طعوم۔ ذائقے۔
معنے۔ صاحب ذوق کے سوا ذائقوں کو کون پہچان سکتا ہے جس نے شہد نہ کھایا ہو وہ اُسے موم سے کس طرح تمیز کر سکتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ جب انسان کا ذوق باطنی صحیح نہ ہو نیک و بد میں امتیاز مشکل ہے کیونکہ اکثر ظاہر میں ان کی صورت وشکل ایک جیسی ہوتی ہے۔

سحر را با معجزہ کردہ قیاس جادو کو معجزے پر قیاس کرتا ہے	ہر دو را بر مکر پندارد اساس اور دونوں کی بنیاد مکر اور دھوکے پر سمجھتا ہے

لغات۔ اساس۔ بنیاد۔ نیو۔

معنے۔ بندر بھی خیال کرتا ہے کہ میں نے انسان کی طرح کام کر لیا۔ لیکن وہ ستیزہ جو یعنی مقابلہ کرنے والا اس فرق کو کب سمجھ سکتا ہے (جو ان دونوں کاموں میں ہے)
مطلب یہ ہے کہ انسان اور بندر کے فعل میں بہت بڑا فرق ہوا کرتا ہے انسان تو اُسے کسی مصلحت کو سوچ کر کرتا ہے مگر بندر صرف نقال ہے اس کی غرض و غایت کو نہیں سمجھتا۔ جیسے انسان تو کسی چیز کی غرابت دیکھ کر تعجب سے ہنستا ہے مگر بندر صرف ہنسی کی نقل ہی اُتارتا ہے۔

ایں کند از امر و آں بہر ستیز یہ تو حکم کے مطابق عمل کرتا ہے اور وہ لڑائی اور ضد کی وجہ سے	**بر سرِ استیزہ رویاں خاک ریز** ضدی اور لڑاکا لوگوں کے سر پر خاک ڈال

معنے۔ یہ یعنی انسان تو کام کسی علت یا حکم خداوندی کے باعث کرتا ہے لیکن وہ یعنی بندر محض مقابلہ و نقل کے لئے (اب مولانا فرماتے ہیں کہ) تم ان ستیزہ رو ضدی لوگوں کے منہ پر خاک ڈالو جنہیں اوصاف حمیدہ اور افعال ذمیمہ یکساں نظر آتے ہیں۔

آں منافق با موافق در نماز وہ منافق مسلمانوں کے ساتھ نماز میں	**از پئے استیزہ آید نے نیاز** محض مقابلے کے لئے شامل ہوتے ہیں عبادت کیلئے نہیں

لغات۔ منافق وہ شخص جو اوپر سے مسلمان اور دل سے کافر ہو۔ موافق سے مراد وہ شخص ہے جو دل اور ظاہر سے مسلمان ہو یعنی پکا ایماندار۔ نیاز۔ حضوری دل۔
معنے۔ منافق جو مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں تو محض مقابلہ کے لئے نہ عاجزی اور حضوری دل کے لئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ نے کی جگہ بے پڑھا جائے تو پھر یہ مطلب ہوگا کہ وہ منافق مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھنے آتا ہے چونکہ صرف مقابلہ کے لئے آتا ہے اور نقال ہوتا ہے اس لئے حضوری دل اُسے حاصل نہیں ہوتی اور اگرچہ وہ عمل میں مسلمانوں سے بڑھ جائے مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔

در نماز و روزہ و حج و جہاد نماز اور روزہ حج اور جہاد میں	**با منافق مومناں در بُرد و مات** مومن منافقوں کے ساتھ جیت اور ہار میں ہیں

معنے۔ اس عمل ساحرین کے پیچھے خدا کی لعنت ہے اور اُس عمل کے پورا کرنے میں رحمت خداوندگار ہے
مطلب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ نے چونکہ وہ کام امر ربی سے کیا تھا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ
اَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ ۔ اس لئے ان کے عمل کے قرین تو رحمت خدا تھی اور جادو کا عمل
چونکہ کفر ہے اس لئے اس کے ساتھ لعنت خدا تھی۔

کافراں اندر مرے بوزینہ طبع کافر لوگ مقابلہ میں بندر کی سی طبیعت رکھتے ہیں	آفتے آمد درون سینہ طبع سینے کے اندر طبیعت بھی ایک آفت ہے

لغات ۔ مِرے (ایکسر میم و یائے مجہول) برابری کرنا۔ مقابلہ کرنا۔
معنے ۔ کافر نیکوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں بندر کی سی طبیعت رکھتے ہیں۔ اور یہ طبیعت
بھی انسان کے اندر ایک آفت ہے کہ طرح طرح کے کام کرنے پر ابھارتی ہے)
مطلب یہ ہے کہ کافروں کی طبیعت تو بندروں کی طرح ہے کہ ہر چیز کی نقلیں اُتارنے لگ
جاتے ہیں یعنی جس طرح بندروں کے کام اور انسانوں کے کام میں فرق ہوا کرتا ہے اسی طرح کافروں
اور مسلمانوں کے کام میں بھی فرق ہوتا ہے پھر فرماتے ہیں کہ یہ طبیعت آدمی کے لئے بڑی بلا ہے
کہ طرح طرح کی برائیوں پر ابھارتی ہے ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسرے مصراع میں لفظ طَبع کے معنی
مُہر کے لئے جائیں تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ اعمال بد کرتے کرتے سینہ پر مُہر کفر لگ جانا بھی ایک آفت ہے
کہ اس سے پھر کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کی قابلیت انسان میں نہیں رہتی ۔ اسی لئے فرعون معجزہ
کو سحر کہتا تھا کیونکہ وہ قابلیت جس سے وہ معجزہ اور سحر میں فرق کر سکتا گناہوں کے باعث زائل ہو چکی تھی۔

ہر چہ مردم میکند بوزینہ ہم جو کچھ انسان کرتا ہے وہی کچھ بندر کرتا ہے	آں کند کز مرد بیند دمبدم جو کام آدمی کو کرتے دیکھتا ہے وہی کرنے لگتا ہے

معنے۔ جو کچھ انسان کرتا ہے بندر بھی کر سکتا ہے اور جو کام آدمی کو دیکھتا ہے دمبدم وہی کرنے لگتا ہے (یعنی آدمی کی نقل اتارلیتا ہے)

او گماں کردہ کہ من کردم چو او	فرق را کے داند آں استیزہ جو

مومنش خوانیش بانش خوش شود اگر تو کسی کو مومن کہے۔ تو اسکا دل خوش ہوتا ہے	**ور منافق تند و پُر آتش شود** اور اگر منافق کہہ دے۔ تو وہ آگ بگولا ہو جاتا ہے

معنے۔ اگر کسی کو مومن کہو تو اس کا دل خوش ہو جاتا ہے اور اگر اُسے منافق کہو تو غضبناک و تند ہوتا ہے

مطلب: یہاں سے مولانا یہ بیان فرمانے لگے ہیں کہ حقائق و معانی کا ایسا اثر ہوا کرتا ہے کہ لفظ میں جو ایکسنا قابل اعتبار شے ہے اسکا اثر آجاتا ہے چنانچہ ذیل کے شعر میں اسکی مثال دیتے ہیں۔

نام آں محبوب از ذاتِ وے است اس کا نام اپنی ذات کے باعث پیارا ہے	**نام ایں مبغوض زآفاتِ وے است** اس کا نام اپنی آفات کی وجہ سے ناپسندیدہ ہے

لغات۔ محبوب سے مراد مومن ہے اور مبغوض سے مراد کافر ہے۔

معنے۔ اس محبوب یعنی مومن کا نام اس کی ذات کے باعث ہے اور اس مبغوض یعنی منافق کا نام اس کی آفات کے باعث ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مومن کا نام جو مومن رکھا گیا ہے تو اس کی صفات حمیدہ کے باعث ہے اور اسی طرح منافق کا نام اس کے افعال ذمیمہ کے باعث ہے

میم و واو میم و نون تشریف نیست صرف میم واو میم اور نون کے حروف میں کوئی بزرگی نہیں	**لفظ مومن جز پے تعریف نیست** مومن کا لفظ تو اس لئے ہے کہ لوگ پہچان سکیں

لغات۔ تشریف۔ بزرگی۔ تعریف۔ جان و پہچان کرانا۔ پہچنوانا۔

معنے۔ صرف میم واو میم و نون میں کوئی بزرگی نہیں۔ لفظ مومن تو صرف پہچنوانے کیلئے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ لفظ مومن و منافق اپنے معانی و حقائق کے باعث محبوب و مبغوض ہیں نہ باعتبار الفاظ کے کیونکہ مومن کے حروف (م و م ن) میں تو کوئی بزرگی و فضیلت نہیں یہ صرف شناخت کیلئے ہیں

گر منافق خوانیش ایں نام دوں	**ہمچو کژدم مے خلد در اندروں**

لغات - بُرد - جیت - سبقت - مات - ہار

معنے - نماز - روزے اور حج وجہاد میں منافقوں کے ساتھ مومن جیت وہار میں رہتے ہیں

مطلب یہ ہے کہ منافقین جو مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کی غرض سے نماز روزہ پڑھتے تھے تو اس میں کبھی منافق بڑھ جاتے تھے اور کبھی مسلمان آگے نکل جاتے تھے۔

گرچہ ہر دو بر سرِ یک بازی اند	**لیک باہم مروزی و رازی اند**
اگر دونوں ایک ہی کھیل میں مصروف ہیں	لیکن دونوں آپس میں مروزی اور رازی کی نسبت رکھتے ہیں

لغات - مروزی - باشندہ مرو جو خراسان میں ایک شہر ہے - رازی - باشندہ رے جو عراق میں ایک شہر ہے۔

معنے - اگرچہ وہ دونوں ایک ہی کام پر جھکے ہوتے ہیں لیکن ان میں باہم ایسی نسبت ہے جیسی باشندۂ مرو اور باشندۂ رے کے درمیان۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ مسلمان اور منافق ایک طرح کا ہی کام کر رہے ہوں مگر حقیقت میں ان کاموں میں اتنا ہی فرق ہے جتنی مرو اور رے کے درمیان مسافت ہے۔ یعنی بہت فرق ہے۔

مومناں را بُرد باشد عاقبت	**بر منافق مات اندر آخرت**
مومنوں کو آخر کار جیت حاصل ہو گی	منافق آخرت میں مات کھا جائے گا

معنے - انجام کار مومنوں ہی کی جیت ہوگی اور قیامت کے دن منافقوں پر ہار کی بھرمار پڑے گی۔

ہر یکے سوئے مقامِ خود رود	**ہر یکے بر وفقِ نامِ خود رود**
ہر شخص اپنے مقام کی طرف جاتا ہے	ہر شخص اپنے نام کے موافق (جزا و سزا) پاتا ہے

معنے - ہر ایک اپنے مقام مقررہ میں چلا جائے گا اور ہر ایک کے ساتھ اسکے نام کے موافق معاملہ ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ مومن بہشت میں چلے جائیں گے اور کافر دوزخ میں قرار پکڑیں گے۔

دو جہاں شان برزخ لا یبغیان	بحر تلخ و بحر شیریں ہمعناں
درمیان انکے ایک پردہ حائل ہے جسکے باعث آپس میں نہیں ملتے	سمندر کڑوا اور میٹھا دونوں برابر بہتے ہیں

لغات۔ ہمعناں وہ دو سوار جو باگ سے باگ ملا کر چلیں۔ مراد برابر ہے۔

معنے۔ کڑوا اور میٹھا سمندر دونوں ساتھ ساتھ جاری ہیں اور ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس کے باعث وہ مختلط نہیں ہوتے

مطلب یہ ہے کہ افعال ذمیمہ اور صفات حمیدہ دو سمندر ہیں اور یہ ساتھ ساتھ جاری ہیں اور بظاہر یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر ان کے مابین ایک ایسا پردہ حائل ہے جس کے باعث وہ آپس میں مختلط نہیں ہو سکتے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ افعال ذمیمہ و حمیدہ کے درمیان ایک فارق پردہ ہوتا ہے۔ اگرچہ بظاہر ان میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ مثلاً سخاوت و اسراف۔ خرچ میں دونوں مشترک ہیں مگر فرق یہ ہے کہ سخاوت تو اس خرچ کا نام ہے جس میں زیادہ اہتمام دوسروں کے فوائد کا ہو۔ اور اسراف وہ خرچ ہے جس میں اپنی نفسانی خواہشات کا زیادہ اہتمام ہو یہی حال باقی صفات ذمیمہ و حمیدہ کا ہے۔ چنانچہ کتب اخلاق میں یہ باتیں بالتفصیل مذکور ہیں

درگذر زیں ہر دو رو تا اصل آں	واں کہ ایں ہر دو زیک اصلے رواں
ان دونوں سے گزر کر اصل کی طرف جا	اور چونکہ یہ دونوں ایک اصل سے جاری ہیں

معنے۔ اور چونکہ یہ دونوں ایک اصل سے جاری ہیں اس لئے ان دونوں سے گذر کر اصل کیطرف توجہ کرو

مطلب۔ مضمون بالا سے انتقال کر کے مولانا توحید کی طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ یہ دونوں تلخ و شیریں دریا ایک اصل سے نکلے ہیں تم ان کو نہ دیکھو بلکہ اس اصل یعنی ذات خداوندی کو دیکھو جس نے انہیں پیدا کیا

بے محک ہرگز ندارد اعتبار	زر قلب و زر نیکو در عیار
بغیر کسوٹی کے معتبر نہیں ہوتا	سونا کھوٹا اور کھرا بغیر پرکھنے کے

لغات۔ زر کی راکو ضرورت شعری سے مشدد کیا ہے۔ قلب کھوٹا۔ عیار پرکھنا۔

اگر اس کو تو منافق کہے ۔ تو یہ بُرا نام	اس کے سینے میں بچھو کی طرح کھٹکتا ہے

معنے ۔ اسی طرح اگر کسی کو منافق کہو تو یہ بُرا نام اس کے اندر بچھو کی طرح خلش کرتا ہے ۔
مطلب یہ ہے کہ جس طرح لفظ مومن کا حال ہے ویسا ہی منافق کا حال ہے کہ اس کے حروف میں کوئی برائی نہیں بلکہ جس حقیقت و معنی پر یہ دال ہے وہ بُرے ہیں ۔

گر نہ ایں نام اشتقاق دوزخ است اگر یہ نام دوزخ سے مشتق نہیں	پس چرا در وے مذاقِ دوزخ است تو پھر اس میں دوزخ کی سی خاصیت کیوں ہے

معنے ۔ اگر یہ نام دوزخ سے مشتق نہیں ہے تو پھر اس میں دوزخ کا مذاق کیوں ہے
مطلب یہ ہے کہ یہ نام (یعنی منافق) ان افعال سے پیدا ہوا ہے جو دوزخ میں جانے کا باعث ہیں اسلئے اسمیں دوزخ کا مذاق پایا جاتا ہے کہ اسکے کہنے سے حرارتِ غضب پیدا ہو جاتی ہے ۔

زشتیِ ایں نام بد از حرف نیست اس بُرے نام کی بُرائی حروف کی وجہ سے نہیں	تلخیِ آں آبِ بحر از ظرف نیست اس سمندر کے پانی کی تلخی برتن کی وجہ سے نہیں

معنے ۔ اس نام بد کی بُرائی حروف کے باعث نہیں (جیسے کہ سمندر کے پانی میں تلخی برتن سے نہیں آتی (بلکہ وہ خود کڑوا ہوتا ہے ۔
مطلب یہ ہے کہ حروف کو کسی نام کی بُرائی یا بھلائی میں دخل نہیں جیسے کہ برتن کو سمندر کے پانی کی تلخی میں دخل نہیں کیونکہ وہ خود کڑوا ہوتا ہے ۔

حرف ظرف آمد درو معنی چو آب اس میں حرف بمنزلہ برتن کے ہے اور معنی پانی کی طرح	بحرِ معنی عندہٗ اُمُّ الکتاب معنی کا سمندر وہ ہے جس کے پاس اُمّ الکتاب ہے

معنے ۔ حرف بمنزلہ برتن کے ہے اور معنی بمنزلہ پانی کے ہیں اور بحر معانی تو وہ ذات پاک ہے جس کے پاس اُمّ الکتاب یعنی لوح محفوظ ہے ۔

در دہانِ زندہ خاشاکے جہد — **آنگہ آرامد کہ بیرونش نہد**

منہ میں زندہ آدمی کے تنکا چلا جائے — اس وقت آرام آتا ہے جب اسکو باہر نکال پھینکے

معنے۔ زندہ آدمی کے منہ میں اگر کوئی تنکا چلا جائے تو اُسے آرام اسی وقت آتا ہے جب اسے باہر نکال پھینکے۔

مطلب۔ یہ مضمون بالا کی تمثیل ہے۔ یعنی اگر کھانے وغیرہ کے ساتھ تنکا منہ میں چلا جائے تو جب تک اُسے نہ نکالا جائے۔ طبیعت کو آرام نہیں آتا۔ اسی طرح جنہیں احکام الٰہی کا پابند ہونے سے نورِ بصیرت عطا ہوتا ہے وہ فوراً مشتبہ امر کو معلوم کر لیتے ہیں اور اسکے کرنے سے اجتناب کرتے ہیں

در ہزاراں لقمہ یک خاشاک خورد — **چوں درآمد حسِ زندہ پے ببرد**

ہزاروں لقموں میں ایک تنکا کھایا گیا — جب اندر گیا حسِ زندہ اس کے دَرپے ہو گیا

معنے۔ ہزاروں لقموں میں ایک تنکا کھایا گیا تھا۔ مگر جب اندر گیا تو حسِ زندہ سے اسکا پتا لگ گیا

مطلب یہ ہے کہ ہزاروں لقموں میں ایک چھوٹا سا تنکا گیا حقیقت میں مگر قوت حس زندہ تھی اس نے فوراً مطلع کر دیا کہ تنکا اندر گیا ہے اسی طرح صاحبانِ بصیرت پر بھی قدرے مشتبہ امر پوشیدہ نہیں رہتا۔ نورِ بصیرت انہیں فوراً آگاہ کر دیتا ہے۔

حسِ دنیا نردبانِ ایں جہاں — **حسِ عقبےٰ نردبانِ آسماں**

دنیا کی حس سیڑھی اس جہان کی ہے — حسِ عقبےٰ سیڑھی آسمان کی ہے

معنے۔ دنیاوی حس اس جہان کی سیڑھی ہے اور اُخروی حس آسمان تک پہنچنے کی سیڑھی ہے

مطلب یہ ہے کہ حسِ دنیا سے تو اس جہان کے معلومات معلوم ہو سکتے ہیں مگر حسِ عقبےٰ یعنی نورِ معرفت عالم علوی کی سیڑھی ہے وہاں کے اسرار اس سے منکشف ہوتے ہیں۔

صحتِ ایں حس بجوئید از طبیب — **صحتِ آں حس بجوئید از حبیب**

محک۔ کسوٹی۔

معنے۔ کھوٹا اور کھرا سونا پرکھنے میں بغیر کسوٹی کے معتبر نہیں ہوا کرتا۔

مطلب۔ اب پھر مضمون سابق کی طرف رجوع فرماتے ہیں کہ جسطرح کھرا کھوٹا سونا کسوٹی پہ پرکھنے سے ہی معلوم ہوتا ہے اور دیکھنے میں کچھ فرق نظر نہیں آتا۔ اسی طرح اوصاف ذمیمہ و حمیدہ بظاہر یکساں نظر آتے ہیں مگر پرکھنے سے ان میں فرق بیّن نظر آنے لگتا ہے۔

ہر کرا در جاں خدا بنہد محک	**مر یقیں را باز داند او ز شک**
جس کی جان میں اللہ تعالیٰ نے بصیرت رکھ دیا ہو	تو وہ یقین اور شک میں تمیز کر سکتا ہے

لغات۔ محک سے مراد یہاں نور بصیرت ہے جس سے نیک و بد میں تمیز ہوتی ہے۔

معنے۔ جس شخص کی جان میں خدا تعالیٰ کسوٹی یعنی نور بصیرت رکھ دیتا ہے تو وہ شخص یقین اور شک میں تمیز کر سکتا ہے۔

مطلب۔ پہلے شعر میں فرمایا تھا کہ کھرا کھوٹا سونا کسوٹی سے معلوم ہوتا ہے اب اس شعر میں اوصاف ذمیمہ کو اوصاف حمیدہ سے تمیز دینے کی کسوٹی بتاتے ہیں اور وہ نور بصیرت ہے کہ جس سے یقینی و شکی اوصاف میں تمیز ہو جاتی ہے۔

آنکہ گفت اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ مُصْطَفیٰ	**آں کسے داند کہ پُر بُود از وفا**
یہ جو آنحضرت نے فرمایا کہ اپنے دل سے فتوے پوچھ لیا کرو	اس کو وہی جانتا ہے جو وفا سے پُر ہو

معنے۔ اور یہ جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے دل سے فتوے پوچھ لیا کرو تو اسے وہی شخص جانتا ہے جو وفا سے پُر ہو۔

مطلب یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ یعنی جب امور مشکوک پیش آئیں اور کوئی شرعی واضح دلیل اس حکم کی تحقیق کے لئے نہ ملے تو اپنے دل سے ہی فتوے پوچھ کر عمل میں لایا کرو۔ تو یہ ایسے اشخاص کے لئے فرمایا ہے جو پُر وفا ہو یعنی اس نے احکام الٰہی پورے کئے ہوں اور ان سے اسے نور بصیرت عنایت ہوا ہو ہر شخص کیلئے یہ حکم نہیں ہے

ملک و مال اور گھر بار سب خرچ کردیا۔

مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے حیاتِ اخروی حاصل کرنے کے لئے اپنا مال و ملک سب کچھ خرچ کر ڈالا وہ بہت ہی خوش نصیب آدمی ہے۔

کرد ویراں خانہ بہرِ گنجِ زر کیا ویران گھر واسطے خزانہ زر کے	**وز ہماں گنجش کند معمورتر** اور اسی خزانہ سے اسکو کیا آباد زیادہ

لغات۔ معمور۔ آباد۔

معنے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص نے خزانہ کی تلاش میں گھر کو ویران کردیا اور پھر اس خزانے سے اس کو پہلے سے بھی زیادہ آباد کیا۔

مطلب۔ اب مولانا بدن کو ریاضات و مجاہدات سے ویران کرکے پھر اسے آباد کرنے کی توضیح کے لئے چند مثالیں بیان فرماتے ہیں کہ اس کی ایسی مثال ہے جس طرح ایک شخص کو یہ معلوم ہوا کہ اس کے گھر میں خزانہ مدفون ہے۔ اس نے تمام گھر کو کھود کر خزانہ نکال لیا اور پھر اس خزانہ سے اس کو پہلی تعمیر سے بھی زیادہ عمدہ بنایا۔

آب را ببرید و جو را پاک کرد پانی کو بند کردیا اور نہر کو پاک کیا	**بعد ازاں در جو رواں کرد آبخورد** بعد ازاں نہر میں جاری کیا (چشمے کا پانی)

لغات۔ جُو۔ نہر۔ آبخورد۔ چشمہ۔ آب را ببریدن۔ پانی کو بند کردینا۔

معنے۔ یہ اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص نے نہر کے پانی کو بند کردیا۔ پھر اس نہر کو (غلاظتوں اور کیچڑ وغیرہ سے) پاک کیا۔ بعد ازاں اس نہر میں چشمہ کا پانی جاری کیا۔

مطلب یہ کہ جسم کو خراب کرکے روح کو آباد کرنے کی دوسری مثال ہے۔

پوست را بشگافت پیکاں را کشید کھال کو پھاڑ کر تیر کو کھینچا	**پوستِ تازہ بعد ازانش بردمید** تازہ پوست بعد ازاں جم آیا

اِس حس کی صحت طبیب سے طلب کرو — اُس حس کی صحت مرشد کامل سے طلب کرو

لغات - طبیب سے مراد مرشد کامل ہے۔
معنے - اس دنیاوی حس کی صحت تو طبیب سے طلب کرو اور اُس اُخروی حس کی صحت مرشد کامل سے طلب کرو۔

صحت آں حس ز تخریبِ بدن	صحتِ ایں حس ز معموریٔ تن
صحت اس حس کی تخریب بدن سے ہے	صحت اس حس کی تندرستی بدن پر ہے

معنے - اس حس جسمانی کی صحت تو بدن کی تندرستی پر موقوف ہے مگر اُس حس روحانی کی صحت بدن کے تخریب سے حاصل ہوتی ہے۔
مطلب - بدن کے تخریب سے یہ مطلب ہے کہ طرح طرح کی ریاضات شاقہ اُس سے لی جائیں۔ نفسانی لذات کو کم کیا جائے۔

بعد ویرانیش آباداں کند	شاہ جاں مر جسم را ویراں کند
بعد ویرانی کے اُسے آباد کرے گا	جان کا بادشاہ پہلے جسم کو ویران کریگا

معنے - جان کا بادشاہ یعنی خدا تعالیٰ پہلے جسم کو ویران کریگا اور بعد از ویرانی پھر اُسے آباد کرے گا
مطلب یہ ہے کہ خدا کے حکم سے مرشد جو ریاضات و مجاہدات تمہیں بتلائے گا ان سے پہلے تو تمہارے جسم کو ضرر پہنچے گا ... ویرانی کے معنی متحقق ہوں گے مگر بعد ازاں اُسے حقیقی آبادی نصیب ہوگی اور حیات روحانی حاصل کر لے گا۔

بذل کرد او خانمان و ملک و مال	اے خنک جانے کہ در عشقِ مآل
اپنا گھر بار ملک و مال خرچ کر دیا	وہ جان ٹھنڈی ہے کہ جس نے عشق کے مقصد میں

لغات - مآل - انجام - مقصود
معنے - وہ جان کیسی ٹھنڈی اور خوش ہے جس نے اپنے مقصد اصلی کے عشق میں اپنا

اور طریقہ معین نہیں کہہ سکتے کہ صرف اسی طریقہ سے عنایت فرماتا ہے اور کسی طریقہ سے نہیں دیتا اور یہ ریاضت و مجاہدہ کا طریقہ جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے محض ضرورت کے لئے بیان کیا ہے کہ سالک اس میں مشغول ہوں۔ کیونکہ محبت کا حق اسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔

گہ چنیں بنماید وگہ ضد ایں کبھی (کوئی بات) ایک طرح ہوتی ہے اور کبھی دوسری طرح	جز کہ حیرانی نباشد کار دیں سوائے حیرانی کے دین کے کاموں میں کچھ نہیں

معنے۔ کبھی کوئی امر ایک طرح معلوم ہوتا ہے اور کبھی دوسری طرح۔ دین کے کاموں میں بھی سوائے حیرانی کے کچھ نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ کبھی تو ریاضت و مجاہدہ سے وصول الی اللہ حاصل ہوتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وصول الی اللہ سے ریاضت و مجاہدہ کا شوق پیدا ہوتا ہے (صوفیوں کی اصطلاح میں پہلے طریقے کو سلوک کہتے ہیں اور دوسرے کو جذب۔ اور پہلے طریقہ والے کو سالک اور دوسرے طریقہ والے کو مجذوب کہتے ہیں) پھر فرماتے ہیں کہ کار دیں یعنی وصول الی اللہ حیرت کے سوا اور ہوتا ہی کیا ہے۔ اب اس حیرت سے مراد وہ حیرت نہیں جو ناواقفیت کے باعث ہوتی ہے بلکہ وہ حیرت مراد ہے جو واقفیت کے بعد کسی چیز کی حقیقت کا پورا احاطہ نہ کرنے سے ہوتی ہے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حیرت کی خوب توضیح کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ۔ بوئے گُلم چناں مست کرد کہ دامنم از دست برفت۔

کاملاں کز سرِ تحقیق آگہند کامل جو رازِ تحقیق سے آگاہ ہوگئے ہیں	بیخود و حیران و مست و والہ اند بے خود اور مست و دیوانے ہورہے ہیں

لغات۔ والہ۔ حیران و ششدر۔

معنے۔ کاملین جو تحقیق کے راز کے آگاہ ہوگئے ہیں وہ بیخود اور مست و دیوانے ہورہے ہیں

مطلب یہ ہے کہ چونکہ وصول الی اللہ میں حیرت ہوا کرتی ہے یہی باعث ہے کہ کامل لوگ جو زمانہ حقیقت سے آگاہ ہوتے ہیں سب بیخود و مست ہورہے ہیں کچھ بیان نہیں کر سکتے کہ

لغات۔ پیکان۔ تیر یا برچھے کا پھل۔
معنے۔ ریا اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کھال کو پھاڑ کر پیکان کو نکالا اور بعد ازاں نیا پوست وہاں جم آیا۔
مطلب۔ یہ مضمون سابق کی تیسری مثال ہے یعنی بدن کو ویران کر کے پھر اسے آباد کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کے جسم میں تیر کا پیکان چبھ گیا جو کسی طرح نہیں نکلتا تو آخر اس جگہ کو چیر پھاڑ کر اسے نکالا گیا۔ اگرچہ اس وقت تکلیف ہوئی۔ مگر بعد ازاں وہ زخم اچھا ہو گیا

قلعہ ویراں کرد و از کافر ستد۔ قلعہ ویران کر کے کافر سے لے لیا	**بعد ازاں بر ساختش صد برج و سد** اس کے بعد سو برج وفصیل اس میں بنائی

لغات۔ سد۔ دیوار۔ فصیل۔
معنے۔ کسی نے قلعہ کو ویران کر کے کافر سے لے لیا اور بعد ازاں اس میں کئی سو برج اور فصیل بنا دی۔
مطلب۔ یہ چوتھی مثال ہے کہ ریا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی مسلمان بادشاہ نے کافروں کے قلعہ کا محاصرہ کر کے بارود وغیرہ سے اسکی فصیل کو اڑا کر فتح کر لیا مگر بعد ازاں اسے پہلے سے مضبوط بنا دیا

کار بیچوں را کہ کیفیت نہد خدا کے کاموں کی کیفیت کو بیان کر سکتا جو بے مثل و بے مانند ہے	**اینکہ گفتم از ضرورت مے جہد** اور یہ جو میں کہہ رہا ہوں صرف ضرورت کے لئے کہتا ہوں

لغات بیچوں۔ بے مثل۔ مراد خداوند تعالیٰ ہے۔ کہ کہ استفہامیہ ہے۔
معنے۔ خدا تعالیٰ کے کاموں کی جو بے مثل و بے مانند ہے کون کیفیت بیان کر سکتا ہے اور یہ جو میں کہہ رہا ہوں صرف ضرورت کے واسطے بیان کر رہا ہوں۔
مطلب۔ پہلے بیان سے یہ معلوم ہوا تھا کہ وصول الی اللہ کا طریقہ ریاضت و مجاہدہ ہے اب فرماتے ہیں کہ بندہ کے لئے تو واقعی یہ ضروری امر ہے کہ ریاضت و مجاہدہ کرے۔ مگر خداوند جل و علا اس کا پابند نہیں کہ جو ریاضت و مجاہدہ کرے صرف اسی کو حیات روحانی عطا فرمائے بلکہ بعض اوقات وہ اپنے فضل و کرم سے ویسے ہی یہ دولت عطا فرما دیتا ہے اور ہم اس کے کاموں کی کیفیت

لغات۔ بو۔ بود کا مخفف ہے۔ پاس۔ لحاظ۔ ادب

معنے۔ ہرایک کی زیارت کرو اور ادب کا لحاظ رکھو۔ شاید کہ اُن کی خدمت کی برکت سے تو بھی (فقر ادکا) روشناس ہوجائے۔

مطلب یہ ہے کہ اہل اللہ کی اوپر جو دو قسمیں مذکور ہوئی ہیں۔ یعنی ایک تو وہ جنہیں کم استغراق کے باعث اپنے آپ کا ہوش ہے اور دوسرے وہ جو کمال استغراق کے باعث بالکل بے خود اور فنا فی اللہ ہیں۔ اُن کی زیارت کیا کرو اور اُنکا ادب ملحوظ رکھا کرو۔ شاید کہ اُن کی زیارت کی برکت سے تمہیں بھی اس بات کا سلیقہ آجائے کہ ولی وغیر ولی میں فرق کر سکو۔

دیدنِ دانا عبادت ایں بود دیکھنا بزرگ کا یہ بھی عبادت ہوتی ہے	فتحِ ابواب سعادت ایں بود اور یہی نیک بختی کے دروازوں کی فتح ہوتی ہے

معنے۔ ایسے داناؤں کا دیکھنا ہی عبادت ہے اور یہی بات ابواب سعادت کی مفتاح ہے

مطلب یہ ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ زیارت مرداں کفارہ گناہ۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ زَارَ عَالِمًا فَقَدْ زَارَنِي وَمَنْ زَارَنِي فَقَدْ زَارَ اللّٰهَ۔ تو اس سے مراد اہل اللہ اور ولی ہیں کیونکہ حقیقی مرد اور عالم وہی ہیں۔

در فرق بیان محقق و مدعی و محق و مبطل

ترجمہ۔ سچے اور جھوٹے اور صادق و کاذب میں فرق کا بیان۔

چوں بسے ابلیس آدم روے ہست چونکہ بہت سے شیطان آدمیوں کے بھیس میں ہیں	پس بہر دستے نباید داد دست اس لئے بیعت کا ہاتھ ہر ایک ہاتھ میں نہیں دینا چاہئے

معنے۔ چونکہ بہت سے شیطان آدمیوں کے لباس میں ہیں اس لئے بیعت کے لئے ہر ایک ہاتھ میں ہاتھ نہیں دے دینا چاہیئے۔

مَن عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَد کَلَّ لِسَانُہٗ (یعنی جو اپنے پروردگار کو پہچان لیتا ہے وہ حیرت سے ایسا بیخود ہو جاتا ہے کہ کچھ بتا نہیں سکتا) شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

ایں مدعیاں در طلبش بےخبر انند — آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

نے چناں حیراں کہ پشتش سوئے اوست نہ ایسا حیران کہ جس کی پشت اسکی طرف ہو	بل چنیں حیراں کہ غرق و مست دوست بلکہ ایسا حیران جو (خیال) دوست میں غرق و مست ہو رہا ہے

معنے۔ ان سے ہماری مراد ایسا حیران نہیں جس کی پشت اس کی طرف ہو بلکہ ایسا حیران مراد ہے جو دوست کے خیال میں حیران و مست ہو رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حیران سے وہ حیران نہ سمجھ لینا جو کسی چیز سے غافل ہوا کرتا ہے کیونکہ ایسا شخص عارف کسطرح کہلا سکتا ہے اور دوسرے کو کیا بتلا سکتا ہے۔ بلکہ ہماری مراد حیران سے وہ شخص ہے جو ذات الٰہی کے خیال میں مستغرق و بے خود ہو رہا ہو۔

آں یکے را روئے او شد سوئے دوست ایک وہ جسکی توجہ دوست کیطرف ہو رہی ہے	ویں یکے را روئے او خود روئے اوست اور ایک یہ جسکی توجہ دوست کی طرف ہے

معنے۔ ایک تو وہ حیرت زدہ ہے جس کی توجہ دوست کی طرف ہو رہی ہے اور دوسرا وہ ہے جس کی توجہ بعین دوست کی توجہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بعض سالکوں کو استغراق کم ہوتا ہے اور وہ لپنے آپ سے بیخود نہیں ہوتے اور بعض ایسے مستغرق ہوتے ہیں کہ انکی صفت توجہ بھی نہیں رہتی بلکہ توجہ حق میں فنا ہو جاتی ہے ایسے ہی حال میں اُن سے بعض ایسے کلمات سننے میں آتے ہیں جو بظاہر شریعت کے مخالف ہوتے ہیں حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے انا الحق اور بایزید بسطامی نے سُبحَانِی مَا اَعظَمُ شَانِی اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے لَیسَ فِی جُبَّتِی سِوَی اللّٰہِ ایسی حالت میں ہی کہا تھا۔

روئے ہر یک مے نگر مے دار پاس ہر ایک کی زیارت کر اور سچی نظر رکھ	بو کہ گردی تو زخدمت رو شناس شاید کہ تو انکی خدمت سے روشناس ہو جائے

مطلب یہ ہے کہ مکار فقیر درویشوں کے کلمات یاد کر کے لوگوں کو سناتے ہیں اور اس طریق سے سادہ لوح شخصوں کو اپنے دام فریب میں پھنسا لیتے ہیں۔ اور آج کل تو لوگوں نے پیشہ ہی اختیار کر رکھا ہے کہ اور کوئی سبیل روزگار نہیں تو چلئے پیر ہی بن جائیں کہ بن محنت و مشقت روٹی ملتی جائے گی۔

کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است کام کمینوں کا حیلہ و بے شرمی ہے	کارِ مرداں روشنی و گرمی است کام مردوں کا روشنی و گرمی ہے

معنے۔ کامل مرشدوں کی پہچان روشنی ایمان اور گرمی عشق ہے اور کمینوں یعنی مکاروں کی پہچان حیلہ اور بے حیائی سے کام لینا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل میں تو روشنی ایمان کی جھلک اور گرمی عشق پائی جاتی ہے مگر جو کمینے یعنی مکار ہوتے ہیں اُن سے سوائے حیلہ سازی اور بے حیائی کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا اس تقریب پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے مرشد کے جو شروط قول الجمیل میں بیان فرمائی ہیں مختصر طور سے بیان کر دیں۔

شرط اول۔ علم قرآن و حدیث سے واقف ہو یعنی کم سے کم اتنا ہو کہ تفسیر مدارک یا جلالین یا کسی اور متوسط تفسیر کو اچھی طرح ضبط کر چکا ہو اور قرآن مجید کی لغات مشکلہ۔ شان نزول۔ اعراب و قصص وغیرہ امور سے بخوبی واقف ہو اور حدیث کا علم اتنا کافی ہو کہ مصابیح یا مشارق جیسی کتاب نہایت اچھی طرح ضبط کر چکا ہو اور اس کے لغات غریب اور اعراب مشکل سے بخوبی واقف ہو اور مشتبہات کی تاویل فقہائے دین کے طریقہ کے موافق جانتا ہو

شرط دوم۔ متقی ہو۔ یعنی ایسا ہو کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغائر پر مُصر نہ ہو۔

شرط سوم۔ دنیا کا تارک اور آخرت کا راغب ہو اور طاعات مؤکدہ اور اذکار ماثورہ پر ہمیشگی کرنے والا ہو۔ اور ہر وقت دل کا تعلق خدا سے رکھتا ہو۔

شرط چہارم۔ مشروع کام کا لوگوں کو حکم کرتا ہو اور خلاف شرع کام سے روکتا ہو۔ مستقل رائے والا ہو۔ تاکہ مریدوں کا اُس پر اعتقاد کامل ہو جائے۔

شرط پنجم۔ مرشدان کامل کی صحبت میں رہا ہو اور زمانہ دراز تک اُن سے ادب سیکھا ہو۔ اور

مطلب۔ پہلے فرمایا تھا کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں جا کر اُن سے فیض اٹھایا کرو۔ اب فرماتے ہیں کہ اتنے سادہ لوح بھی نہ بن جانا کہ ہر شخص سے بلا تحقیق بیعت کرنے لگو۔ کیونکہ بہت سے لوگ انسانی صورت میں شیطانی کام کر رہے ہیں۔ اس لئے بلا تحقیق بیعت نہ کرنا چاہیئے۔

زانکہ صیاد آورد بانگِ صفیر	تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر
کیونکہ شکاری جانوروں کی سی آواز نکالتا ہے	تاکہ جانور کو فریب دیکر وہ مرغ گیر پکڑ لے

لغات۔ صیاد۔ شکاری۔ صفیر۔ منہ سے سیٹی بجانا۔ جانوروں کی سی آواز نکالنا۔
معنے۔ کیونکہ شکاری جانوروں کی سی آواز نکالتا ہے تاکہ وہ مرغ گیر اس سے اُس جانور کو فریب دے کر پکڑ لے۔
مطلب۔ مضمون بالا کی توضیح کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ شکاری کا قاعدہ ہے کہ وہ ایسی ہی آواز نکالا کرتا ہے جو ہو بہو اسی جانور سے ملتی ہو جسے وہ پکڑنے کا ارادہ کرتا ہے تاکہ اپنے ہم جنس کی آواز سُن کر وہ جانور جال میں آ پھنسے۔

بشنود آں مرغ بانگِ جنسِ خویش	از ہوا آید بیابد دام و نیش
وہ مرغ آواز اپنے ہم جنس کی سن کر	ہوا سے اتر کر جال و تکلیف میں پھنس جاتا ہے

لغات۔ نیش کے اصلی معنی ڈنک کے ہیں مگر مراد اس سے تکلیف و عذاب ہے۔
معنے۔ وہ جانور اپنے ہمجنس کی آواز سُن کر ہوا سے اُترتا ہے اور آ کر جال و تکلیف میں پھنس جاتا ہے

حرفِ درویشاں بدزدد مردِ دوں	تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں
درویشوں کے اقوال چرا لیتے ہیں کمینے	تاکہ سادہ لوح پر ان سے منتر پڑھیں

لغات۔ سلیم۔ سانپ کا ڈسا ہوا۔ سادہ لوح۔ یہاں یہی آخری معنی مراد ہیں۔
معنے۔ کمینے مرد یعنی مکار درویشوں کے اقوال چُرا لیتے ہیں تاکہ سادہ لوح پر اُنکا منتر پڑھیں

معنے۔ وہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) شرابِ حق ہیں جس کی مُہر خالص کستوری ہے اور مسیلمہ کے شراب کی مہر گندگی اور عذاب ہے۔
مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تکلم سے تو انوار و برکات پھیلتے ہیں اور کستوری جیسی خوشبو مہکتی ہے جس سے سارا جہان معطر ہو جاتا ہے اور مسیلمہ کذاب کے منہ سے صرف گمراہی کی باتیں نکلتی ہیں جن سے گندگی و عذاب پھیلتا ہے اب مولانا جھوٹے پیروں کے مطابق حال ایک حکایت بیان کرتے ہیں۔

داستان آں بادشاہ جہود کہ نصرانیاں را میکشت از تعصب

اُس یہودی بادشاہ کی حکایت جو تعصب سے نصرانیوں کو قتل کرتا تھا

بود شاہے در جہوداں ظلم ساز — دشمنِ عیسیٰؑ و نصرانی گداز
ایک بادشاہ یہودیوں میں ظالم تھا — عیسیٰ کا دشمن اور نصرانیوں کو مارتا تھا

معنے۔ یہودیوں میں ایک ظالم بادشاہ تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن اور نصاریٰ کو قتل کیا کرتا تھا

عہدِ عیسیٰؑ بود و نوبت آنِ او — جانِ موسیٰؑ او و موسیٰؑ جانِ او
عہد عیسیٰ کا تھا اور ان کے دین کا دورہ — جان موسےٰ اسکی اور موسےٰ جان ان کی

معنے۔ حضرت عیسیٰ کی شریعت کا وقت تھا اور اُس کے دین کا دورہ تھا اور حضرت عیسیٰؑ موسےٰؑ کی جان ہیں اور حضرت موسیٰؑ عیسیٰؑ کی جان ہیں
مطلب یہ ہے کہ یہ داستان اسوقت کی ہے جبکہ حضرتِ عیسیٰؑ کے دین کا دور دورہ تھا اور لوگ انکی شریعت کے مکلف تھے۔ پھر فرماتے ہیں حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ تو ایک جان دو جسم ہیں یعنی وہ دونوں رسالت میں متحد ہیں

شاہ احول کرد در راہِ خدا — آں دو دمسازِ خدائی را جُدا
بادشاہ احول نے راہ خدا میں کیا — ان دونوں خدائی متفقوں کو جدا کیا

ان کے فیض باطنی سے مستفیض ہوا ہو۔

شیر پشمیں از برائے گد کنند شیر پشمینہ کا واسطے گداگری کے بناتے ہیں	**بومسیلم را لقب احمد کنند** بومسیلم نے لقب احمد اختیار کیا

لغات۔ گد۔ گداگری۔ بومسیلم۔ مسیلمہ کذاب جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دعوے نبوت کیا تھا۔

معنے۔ پشمینہ کا شیر گداگری کے لئے بناتے ہیں اور عوام مسیلمہ کذاب کو احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح گداگر پشمینہ وغیرہ کا شیر بنا کر لوگوں کو دکھاتے اور بھیک مانگتے پھرتے ہیں جس طرح عوام یا جھوٹے کو سچے کا لقب دیدیتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کو احمد مختار کہنے لگتے ہیں۔ اسی طرح جھوٹے پیر نیک لوگوں کی شکل میں تحصیل دنیا کرتے پھرتے ہیں

بومسیلم را لقب کذاب ماند بومسیلم کا لقب کذاب (جھوٹا) رہ گیا	**مر محمدؐ را اولوالالباب ماند** اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صاحب عقل رہا

معنے۔ مسیلمہ کا لقب کذاب رہ گیا اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لقب صاحب عقل رہا۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ جھوٹے نیکوں کی شکل بنا لیا کرتے ہیں۔ مگر آخر کار جھوٹے رسوا ہوتے اور نیک باعزت و منصور بنتے ہیں۔ چنانچہ مسیلمہ نے نبوت کا جھوٹا دعوے کیا اور آخر اسکا لقب کذاب ہوا۔ اور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا سچا دعوے کیا تو آخر منصور و مؤید من اللہ ہوئے۔ ایسا ہی جھوٹے اور سچے پیروں کا حال ہے۔

آں شراب حق ختامش مشک ناب وہ شراب حق ہیں جس کی مہر خالص کستوری ہے	**بادہ را ختمش بود گند و عذاب** اس کے پیالہ کی مہر گند کی و عذاب ہے

لغات۔ ختام۔ مہر۔ مشک ناب۔ خالص کستوری۔

اور حقیقت سے زیادہ دیکھنے والا نہ ہو (کیونکہ حقیقت میں تو صرف ایک ہی تھا)

گفت اے اُستا مرا طعنہ مزن کہا اے استاد مجھ کو طعنہ مت دے	گفت اُستا زاں دو یک را در شکن کہا استاد نے ان دونوں میں سے ایک کو توڑ دو

لغات۔ اُستا۔ اُستاد کا مخفف ہے۔
معنے۔ شاگرد نے کہا اے اُستاد آپ مجھے طعنہ نہ دیں (دیتاں تو دو ہی ہیں) اُستاد نے کہا اچھا پھر ان دونوں میں سے ایک کو توڑ دو

چوں یکے بشکست ہر دو شد ز چشم جب ایک ٹوٹا تو دونوں غائب ہو گئے	مرد احول گردد از میلان و خشم مرد احول ہو گیا غصہ اور میلان سے

لغات۔ میلان۔ خواہش یعنی شہوت۔ خشم۔ غصہ۔
معنے۔ جب اُس نے ایک کو توڑ دیا تو دونوں نظر سے غائب ہو گئے (اب مولانا فرماتے ہیں کہ ایسا ہی حال آدمی کا شہوت و غصے سے ہو جاتا ہے (کہ روح کی استقامت جاتی رہتی ہے)

شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود شیشہ ایک تھا مگر اسے دو دکھائی دیئے	چوں شکست او شیشہ را دیگر نبود جب ٹوٹا وہ دوسرا شیشہ نہ رہا

معنے۔ شیشہ ایک تھا مگر اُسے دو دکھائی دیئے جب ایک توڑا تو اور کوئی شیشہ نہ رہا۔
مطلب یہ ہے جس طرح اس احول کو ایک کے دو شیشے دکھائی دیتے تھے اور ایک کے توڑنے سے کوئی بھی باقی نہیں رہا تھا یہی حال اُس بادشاہ کا تھا کہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ جو حقیقت میں یکجان تھے اُسے دو دکھائی دیتے اور ایک کی تکذیب سے دوسرے کی تکذیب لازم آئی جیطرح ایک شیشے کو توڑنے سے دوسرا بھی ٹوٹ گیا

خشم و شہوت مرد را احول کند	ز استقامت روح را مُبدل کند

لغات۔ احول۔ جس کو ایک کے دو دکھائی دیں۔ بھینگا۔

معنے۔ اس بادشاہ احول نے دین کے معاملہ میں ان دونوں کو جو دین حق میں متفق تھی جدا کر رکھا تھا

مطلب یہ ہے وہ بادشاہ چونکہ باطنی احول تھا اس لئے اُس نے ان دونوں حضرات کو جُدا سمجھ رکھا تھا حالانکہ وہ دونوں دینِ حق یعنی توحید میں متفق تھے۔

گفت اُستا احولے را کاندر آ	**رو برو آر از وثاق آں شیشہ را**
کہا استاد نے احول سے ادھر آ	گھر کے اندر سے اس شیشے کو اٹھا لا

لغات۔ وِثاق۔ گھر۔ محلسرائے۔

معنے۔ ایک اُستاد نے اپنے احول شاگرد سے کہا کہ ادھر آؤ اور گھر کے اندر سے فلاں شیشہ اُٹھا لاؤ۔

مطلب۔ مولانا اس حکایت میں بطور تمثیل کے ایک احول ظاہری کا قصہ بیان کرتے ہیں۔

چوں دروں رفت احول اندر خانہ زود	**شیشہ پیش چشم او دو می نمود**
جب گیا احول گھر میں جلدی سے	شیشہ اس کی نظر میں دو دکھا دیئے

معنے۔ جب وہ احول تعمیل کیلئے جلدی سے اندر گیا تو وہ ایک شیشہ اُسکی نظر میں دو دکھائی دیئے۔

گفت احول زاں دو شیشہ گو کدام	**پیش تو آرم بگو شرحش تمام**
احول نے کہا ان دو شیشوں میں سے کونسا	حاضر خدمت کروں واضح طور سے فرمائیں

معنے۔ احول نے کہا کہ آپ واضح طور سے فرمادیں کہ ان دو شیشوں میں سے کونسا خدمت میں لاؤں

گفت اُستاد آں دو شیشہ نیست رَو	**احولی بگذار و افزوں بیں مشو**
کہا استاد نے وہاں دو شیشے نہیں ہیں	احولی چھوڑ اور زیادہ دیکھنے والا نہ ہو

معنے۔ استاد نے کہا کہ وہاں دو شیشے نہیں ہیں (صرف ایک ہی ہے) بھینگا پن کو چھوڑ دے

معنے۔ بادشاہ جہود اسی کینہ و دشمنی کے باعث ایسا احول ہو گیا تھا کہ خدا کی پناہ۔

صد ہزاران مومن مظلوم کشت لاکھوں مومن مظلوم مارے	کہ پناہم دین موسیٰ را و پشت کہ میں دین موسےٰ کی پشت و پناہ ہوں

معنے۔ لاکھوں [illegible] مظلوم قتل کر ڈالے اور اس بات کے کرنے میں وہ سمجھتا تھا کہ میں موسوی دین کا پشت و پناہ ہوں۔

مطلب یہ ہے [illegible] کہ میں دین موسوی کی حمایت و مدد کر رہا ہوں بے شمار نصرانی کہ اس [illegible] بے گناہ قتل کر ڈالے۔

آموختن وزیر مکر شاہ گمراہ را

[illegible] بادشاہ کو مکر سکھانا

آن وزیری داشت گبر عشوہ دہ اس بادشاہ کا [illegible] فریبی تھا	کو بر آب از مکر بر بستی گرہ وہ پانی پر مکر سے گرہ لگاتا تھا

لغات۔ [illegible] چالاک [illegible] فریبی مکار کو۔ اصل میں [illegible] تھا۔

معنے۔ اس بادشاہ کا ایک نہایت چالاک اور فریبی وزیر تھا جو مکر سے پانی پر بھی گرہ لگاتا تھا یعنی نہایت مکار اور چالاک تھا۔

گفت ترسایان پناہ جان کنند کہا نصرانی جان [illegible]	دین خود را از ملک پنہان کنند دین اپنے کو بادشاہ سے پوشیدہ کر لیں گے

لغات۔ ترسایان ترسائی کی جمع ہے جس کے معنی ہیں نصرانی۔ آتش پرست یہاں پہلے معنی مراد ہیں

معنے۔ وہ وزیر بادشاہ سے کہنے لگا کہ نصرانی اپنی جان کو بچائیں گے (اس طرح کہ) اپنے دین کو

غصہ و شہوت مرد کو بھینگا کر دیتے ہیں استقامت روح سے اس کو تبدیل کر دیتے ہیں

معنے۔ غصہ اور شہوت آدمی کو احول کر دیتے ہیں اور روح کی استقامت کو بدل دیتے ہیں،
مطلب یہاں سے یہ بیان فرمانے لگے ہیں کہ شہوت و غضب کسطرح مرد کو احول کر دیتے ہیں۔

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد جب غرض آتی ہے ہنر پوشیدہ ہو جاتے ہیں	صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد سیکڑوں پردے دل کی آنکھوں پر پڑ جاتے ہیں

معنے۔ جب غرض درمیان میں آجاتی ہے تو سب ہنر پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور سینکڑوں پردے دل کی آنکھوں پر پڑ جاتے ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ غرض ایسی بُری بلا ہے کہ جب یہ درمیان آجاتی ہے تو ہنر اور امر پوشیدہ ہو جاتا ہے اور دل پر اُس کا اثر ہونے کے باعث آنکھ پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے اور وہ اپنے ادراک میں غلطی کرنے لگتی ہے۔ اب اگلے شعر میں اس کی مثال دیتے ہیں۔

چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار جب دے قاضی رشوت کو دل میں قرار	کے شناسد ظالم از مظلوم زار کب پہچان سکتا ہے ظالم مظلوم زار سے

معنے۔ جب قاضی دل میں رشوت کی ٹھان لے تو وہ ظالم اور مظلوم زار میں کسطرح تمیز کر سکتا ہے
مطلب یہ ہے کہ جب قاضی رشوت لے لے تو وہ ظالم و مظلوم میں فرق نہیں کر سکتا کیونکہ رشوت کا پردہ اسے حقیقت حال کی تحقیق سے روکے گا۔ اور بلا تحقیق رشوت دینے والے کے موافق فیصلہ کر دے گا۔

شاہ از حقدِ جہود انہ چناں بادشاہ جہودانہ کینہ سے ایسا	گشت احول کالاماں یارب اماں ہو گیا تھا احول کہ پناہ بخدا

لغات حِقد۔ کینہ۔ بُغض۔

معنے۔ تاکہ دنیا میں کوئی نصرانی ظاہر دین والا اور پوشیدہ دین والا باقی نہ رہے۔

گفت اے شاہ گوش و دستم را ببُر کہا اے بادشاہ کان اور ہاتھ میرے کاٹ دو	بینیم بشگاف ولب در حکم مُر ناک میرا پھاڑ دو اور لب سخت حکم سے

لغات۔ بُر۔ بریدن سے۔ صیغہ امر ہے۔ مُر۔ کڑوا تلخ۔ مراد سخت و شدید ہے۔
معنے۔ وزیر نے کہا اے بادشاہ ایک حکم سخت دیکر میرے کان و ہاتھ کاٹ دو اور ناک لب پھاڑ دو۔

بعد ازاں در زیر دار آور مرا اس کے بعد پھانسی کے نیچے لا مجھ کو	تا بخواہد یک شفاعت گر مرا پھر ایک شفاعت کرنے والا مقرر کر جو مجھے تجھ سے مانگ لے

معنے۔ بعد ازاں مجھے دار (پھانسی) کے نیچے لا کھڑا کر (تاکہ لوگ سمجھیں اسے اب سولی دیا جائے گا) پھر کوئی شفاعت کرنے والا مقرر کر جو مجھے تجھ سے مانگ لے۔

بر منادی گاہ کن ایں کار تو منادی گاہ میں کر اس کام کو تو	بر سر راہے کہ باشد چار سُو چوراہے میں جو کہ ہو چار طرف

معنے۔ یہ کام تجھے منادی گاہ اور چوراہے میں کرنا چاہیئے تاکہ سب لوگ اُسے دیکھیں۔

آنگہم از خود بران تا شہر دُور	تا در اندازم در ایشاں صد فتور

معنے۔ پھر مجھے اپنے پاس سے نکالکر کسی دور دراز شہر میں بھیجدے تاکہ میں انمیں ہزار در فتور ڈالوں کیونکہ یہی ہے مدعا

چوں شوند آں قوم از من دیں پذیر جب وہ قوم مجھ سے دین قبول کرنے لگے	کار ایشاں بر سر شور ید گیر کام ان کا بجھانکہ پریشان و ابتر ہو گیا

ملک سے پوشیدہ کریں گے۔
مطلب یہ ہے کہ وزیر نے کہا کہ نصرانیوں کے قتل کرنے میں کچھ فائدہ نہیں کیونکہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنا دین پوشیدہ رکھیں گے اور بظاہر موسائی بن جائیں گے۔

کم کُش ایشاں را کہ کشتن سود نیست تھوڑا مار انکو کہ مارنا بے فائدہ ہے	دیں ندارد بوئے مشک و عود نیست دین بو نہیں رکھتا۔ مشک و عود نہیں ہے

معنے۔ انکو نہ قتل کر کیونکہ قتل سے کچھ فائدہ نہیں۔ دین کوئی مشک و عود نہیں کہ خود بخود اس کی خوشبو پھیلے اور ظاہر ہو جائے۔

سِر پنہاں است اندر صد غلاف بھید پوشیدہ ہے سو غلاف کے	ظاہرش با تست و باطن برخلاف ظاہر اسکا ساتھ تیرے ہے اور باطن برخلاف

معنے۔ بلکہ دین تو ایک ایسا راز ہے جو سو غلاف میں پوشیدہ ہے ظاہر اسکا تیرے ساتھ ہے اور باطن برخلاف
مطلب یہ ہے کہ دین یعنی عقیدہ تو دل میں پوشیدہ ہوتا ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص اوپر سے تو تمہارے ساتھ ہو اور باطن میں تمہارے برخلاف۔ اس لئے نصرانیوں کے قتل کرنے سے ان کا مذہب نابود نہیں ہو سکتا۔ وہ تمہارے خوف سے ظاہر میں تو موسائی بنجائیں گے مگر دل میں اپنے اصلی مذہب پر قائم رہینگے۔

شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست بادشاہ نے اسکو کہا پھر کہو تدبیر کیا ہے	چارۂ ایں مکر و ایں تزویر چیست علاج اس مکر و اس فریب کا کیا ہے

معنے۔ بادشاہ نے کہا اچھا تم بتاؤ کہ پھر اسکی تدبیر کیا ہو اور اس مکر و فریب کا علاج کس طرح کیا جائے۔

تا نماند در جہاں نصرانئے تاکہ جہان میں کوئی نصرانی نہ رہے	نے ہویدا دین و نے پنہانئے نہ ظاہر دین والا اور نہ پوشیدہ والا

معنے۔ اور طرح طرح کے حیلوں سے ان سب کو دھوکے میں ڈالوں گا اور ان کے درمیان سینکڑوں فریب پھیلا دوں گا۔

تا بدستِ خویش خونِ خویشتن	بر زمیں ریزند کوتہ شد سخن
حتی کہ اپنے ہاتھ سے اپنا خون	زمیں پر گرائیں گے بات مختصر یہ ہے

معنے۔ حتیٰ کہ اپنا خون اپنے ہاتھوں سے ہی زمین پر گرائیں گے۔ قصہ مختصر یہ ہے۔

پس بگویم من بہ سر نصرانیم	اے خدائے رازداں می دانیم
پس میں ان سے کہونگا کہ میں باطن میں نصرانی ہوں	اے خدائے رازداں تو میرا حال جانتا ہے

لغات۔ سر۔ پوشیدہ۔ باطن میں۔

معنے۔ تو میں نصرانیوں سے کہوں گا کہ میں دل سے نصرانی تھا۔ اے خدائے رازداں تو میرا حال جانتا ہی ہے۔

شاہ واقف گشت از ایمانِ من	وز تعصب کرد قصدِ جانِ من
بادشاہ واقف ہوگیا میرے ایمان سے	اور تعصب سے کیا قصد جان میری کا

معنے۔ بادشاہ کس طرح میرے ایمان سے واقف ہوگیا اور تعصب سے میری جان لینے کا قصد کیا۔

خواستم تا دیں ز شہ پنہاں کنم	آنچہ دینِ اوست ظاہر آں کنم
میں نے بہت چاہا کہ دین بادشاہ سے پوشیدہ رکھوں	جو اس کا دین ہے وہ ظاہر کروں

معنے۔ میں نے بہتیرا چاہا کہ بادشاہ سے اپنا دین پوشیدہ رکھوں اور جو اس کا دین ہے وہی ظاہر کروں۔

لغات - شوریدہ - پریشان

معنے - یعنی جب وہ لوگ مجھ سے دین قبول کرنے لگیں گے تو سمجھ لینا کہ اُن کا کام پریشان اور ابتر ہوگیا۔

درمیانِ شاں فتنہا ے افگنم	کاہرمن حیراں بماند از فنم
درمیان ان کے میں ایسے فتنے ڈالوں گا	کہ شیطان حیران رہے میرے فن سے

لغات - آہرمن - شیطان

معنے - میں انکے درمیان ایسے فتنے ڈالونگا کہ شیطان بھی میرے اس فن سے حیران و مشدر رہ جائیگا

آنچہ خواہم کرد با نصرانیاں	آں نمے آید کنوں اندر بیاں
جو کچھ میں چاہونگا نصرانیوں سے کرونگا	[illegible] بیان میں

معنے - جو کچھ میں نصرانیوں کے ساتھ کرونگا وہ اس وقت بیان نہیں ہو سکتا۔

مطلب - یعنی جو فساد و مفسدے میں ان میں اسوقت ڈالونگا وہ بیان سے باہر ہیں

چوں شمارندم امین و مقتدا	دام رنگا رنگ نہم شاں پیش پا
جب مجھے شمار کرنے لگینگے امین اور پیشوا	[illegible] انکے پاؤں کے آگے

لغات - مقتدا - پیشوا

معنے - وہ مجھے امین و پیشوا شمار کرنے لگیں گے تو اسوقت میں انکے پاؤں کے سامنے ہر طرح کا جال پھیلاؤنگا

وز حیل بفریبم ایشاں را ہمہ	و اندر ایشاں افگنم صد دمدمہ
حیلوں اور فریبوں سے ان سب کو	اور ان کے درمیان سینکڑوں فریب پھیلاؤنگا

لغات حیل - حیلہ کی جمع ہے جس کے معنی مکر و فریب کے ہیں۔ دمدمہ - فریب

بہرِ عیسیٰ جاں سپارم سر دہم واسطے عیسیٰ کے جان اور سر دینے کو تیار ہوں	صد ہزاراں منتش بر سر نہم لاکھوں احسان ان کے میں اپنے سر پر رکھتا ہوں

معنے۔ میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جان اور سر دینے کو تیار ہوں (اور اگر وہ میری جان قبول کرلیں) تو اُن کے لاکھوں احسان اپنے ذمے سمجھوں۔

جاں دریغم نیست از عیسیٰ ولیک جان کا دریغ نہیں ہے عیسیٰ سے بلکہ	واقفم بر علم و دینش نیک نیک واقف ہوں میں ان کے دین سے نہایت اچھی طرح

لغات۔ نیک نیک۔ نہایت اچھی طرح۔
معنے۔ مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جان نذر کرنے میں دریغ نہیں ہے (بلکہ بات یہ ہے کہ) میں اُن کے دین سے نہایت اچھی طرح واقف ہوں۔

حیف مے آید مرا کایں دینِ پاک افسوس آتا ہے مجھ کو کہ یہ دینِ پاک	درمیانِ جاہلاں گردد ہلاک جاہلوں میں ہلاک ہوا

لغات۔ حیف۔ افسوس
معنے۔ مجھے صرف یہ افسوس آتا ہے کہ یہ دینِ پاک جاہلوں کے ہاتھ سے برباد و ہلاک ہو۔

شکر ایزد را و عیسیٰ را کہ ما شکر خدا و عیسیٰ کا کہ ہم	گشتہ ایم ایں دینِ حق را رہنما ہوئے ہیں اس دینِ حق کے رہنما

معنے۔ خدا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شکر یہ ہے کہ ہم اس دینِ حق کے راہ نما ہوئے ہیں۔

از جہوداں و زجہودی رستہ ایم یہودیوں اور یہودیت سے خلاصی پائی	تا بہ زنارے میاں را بستہ ایم جب سے زنار کمر میں باندھ لیا ہے

شاہ بوئے برد از اسرارِ من بادشاہ نے بو میرے بامن سے پائی	متہم شد پیش شہ گفتارِ من بادشاہ نے میری گفتگو کو غیر معتبر سمجھا

معنے۔ (لیکن) بادشاہ کو میرے اندرونی خیالات کی بو آگئی اور میری گفتگو بادشاہ کے پاس متہم ہوگئی (یعنی اس نے میرے کلام کو غیر معتبر سمجھا)

گفت گفت تو چو در نان سوزن است کہا گفتگو تیری ایسی ہے جیسے روئی میں سوئی	از دلِ من تا دلِ تو روزن است میرے دل سے تیرے دل تک دریچہ ہے

معنے۔ بادشاہ کہنے لگا تیری گفتگو ایسی ہے جیسے روئی میں سوئی اور میرے دل سے تیرے دل تک ایک دریچہ و سوراخ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے اس سے کہا تیری باتیں دل میں ایسی چبھتی ہیں جس طرح روٹی میں سوئی ہو تو وہ منہ میں چبھتی ہے اور بموجب دل را بہ دل رہے است میں تیری نیت تاڑ گیا ہوں۔

من ازاں روزن بدیدم حالِ تو میں نے اس سوراخ سے تیرا حال دیکھ لیا ہے	حالِ تو دیدم نہ نوشم قالِ تو حال تیرا دیکھ لیا تیری گفتگو نہیں سنتا

معنے۔ میں نے اس روزن سے تیرا حال دیکھ لیا ہے اور جبکہ میں نے تیرا اصلی حال دیکھ لیا ہے تیری گفتگو نہیں سنتا۔

گر نبودے جانِ عیسےٰ چارہ ام اگر نہ ہوتی جان عیسیٰ کی میری چارہ ساز	او جہودانہ بکردے پارہ ام وہ یہودیوں کی طرح میرے ٹکڑے کر دیتا

معنے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح میری چارہ ساز نہ ہوتی تو وہ یہودیوں کی طرح میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا (یعنی جیسے یہودی عیسائیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ویسا ہی معاملہ وہ بھی میرے ساتھ کرتا)

نوج آنگھار دوں

معنے - پھر بادشاہ سے کہنے لگا کہ اے بادشاہ آپ صبر کیجیے جتنے کہ میں نے کہا ہے کیجیے۔

قبول کردن نصارے مکر وزیر را

ترجمہ - نصرانیوں کا وزیر کے مکر کو قبول کر لینا

چوں وزیر ایں مکر را بر شہ شمرد	از دلش اندیشہ را کلی ببرد
جب وزیر نے یہ مکر بادشاہ کو سنایا	اس کے دل سے فکر کو کلیتہ دور کر دیا

معنے جب وزیر نے یہ مکر بادشاہ کو سنایا تو گویا اس کے دل سے فکر کو کلیتہ دور کر دیا۔ یعنی بادشاہ مطمئن ہو گیا

کرد باشہ آں کارے کو گفت	خلق حیراں ماندزاں راز نہفت
بادشاہ نے اس سے وہی کیا جو اس نے کہا تھا	دنیا حیران رہی اس پوشیدہ راز سے

معنے۔ بادشاہ نے اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو اُس نے کہا تھا تمام لوگ اس پوشیدہ راز سے حیران رہ گئے

کرد رسوایش میان انجمن	تا کہ واقف شد بحالش مرد و زن
کیا رسوا اس کو عام لوگوں میں	تا کہ واقف ہو جائیں اس کے حال مرد و عورت

معنے۔ بادشاہ نے اُسے مجمع عام میں رسوا کیا تا کہ مرد و عورت سب اس کے حال سے واقف ہو جائیں

راند او را جانب نصرانیاں	کرد در دعوت شروع او بعد ازاں
نکال دیا اس کو نصرانیوں کی طرف	اس کے بعد اس نے تبلیغ دین شروع کر دی

معنے۔ بادشاہ نے اُسے نصرانیوں کی طرف نکال دیا اور اس نے وہاں پہنچ کر دین کی تبلیغ شروع کر دی

لغات۔ زنّار۔ سے مراد وہ اونی یا ریشمی ڈورا ہے جسے پادری لوگ کمر میں باندھتے ہیں۔
معنے۔ جب سے ہم نے زنار کمر پہ باندھ لیا ہے۔ یہودیوں اور یہودیت سے خلاصی پائی ہے۔

دَور دَورِ عیسیٰ است اے مرداں دور دورہ عیسیٰ کا ہے اے لوگو	بشنوید اسرار کیش او بجاں سنو ان کے دین کے اسرار دل و جان سے

لغات۔ کیش۔ مذہب۔
معنے۔ اے لوگو! یہ دین عیسوی کا دور دورہ ہے (اسلئے) اُنکے دین کے اسرار دل و جان سے سنو۔

کایں شہ بےدین ظالم بس عدوست کہ یہ بادشاہ بے دین ظالم ان کا دشمن انکے دین کا ہے	مے نداند ہیچ دشمن از دوست کسی دشمن کو دوست سے تمیز نہیں کر سکتا

معنے۔ کیونکہ یہ بےدین ظالم بادشاہ اُنکے دین کا پکا دشمن ہے اور کسی دشمن کو دوست سے تمیز نہیں کر سکتا

ایں نسق میگفت با نصرانیاں یہ کلام کہہ رہا تھا نصرانیوں سے	لیک بودش دل بسوئے شہ کشاں لیکن دل اس کا بادشاہ کی طرف مائل تھا

لغات۔ نسق۔ طریقہ۔ روش۔
معنے۔ اور یہ کلام وزیر نصرانیوں کے اعتبار سے کہہ رہا تھا اور اصل میں تو اسکا دل بادشاہ کی طرف ہی مائل تھا۔
مطلب۔ مولانا فرماتے ہیں کہ وہ یہ اس کلام کی نقل کر رہا تھا جو نصاریٰ کو جا کر کہنی تھی اسی واسطے بادشاہ کو ظالم اور بد دین کہہ رہا تھا ورنہ حقیقت میں تو وہ بادشاہ کا ہی طرفدار تھا۔

گفت شہ را کاے شہنشہ صبر کن کہا بادشاہ کو کہ اے شہنشاہ صبر کن	تا من ایشاں را کنم از بیخ و بن تاکہ میں ان کو بیخ و بن سے اکھاڑ دوں

گفت زاں فصلے حذیفہ با حسن	تا بداں شد وعظ و تذکیرش حسن
کہے تھے اپنی مضامین سے حذیفہ نے حسن سے	کو جس سے انکا وعظ و پند بہت عمدہ ہو گیا تھا

لغات - فصلے - تھوڑا۔ اندک۔ حذیفہ۔ بڑے جلیل القدر صحابی ہوئے ہیں کہ واقف اسرار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حسن سے مراد حسن بصریؒ ہیں جو مشہور واعظ تھے۔ تذکیر یاد دلانا۔ وعظ کہنا۔

معنے - اپنی مضامین سے کچھ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حسن بصریؒ سے کہہ دیئے تھے جن سے اُن کا وعظ و پند نہایت عمدہ ہو گیا تھا

مطلب - حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جو وعظ گوئی میں مشہور ہوئے ہیں وہ بھی اسی واسطے مشہور ہوئے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ نے ان سے نفس کے کئی ایک مکر بیان کر دیئے تھے۔

خدشہ - علمائے محدثین کے نزدیک حضرت حذیفہؓ اور حضرت حسن بصری کی ملاقات نہیں ہوئی تو مولانا کا یہ مضمون کس طرح درست ہو۔

جواب - بتانا سے مراد بالواسطہ ہے نہ کہ بلا واسطہ۔ یعنی حسن بصری رحمہ اللہ نے وہ مکائد نفس ان صحابہؓ سے سُنے ہوں جنہوں نے حضرت حذیفہؓ سے سُنے تھے۔

موشگافان صحابہ جملہ شاں	خیرہ گشتندے دراں وعظ و بیاں
بڑے محقق صحابہ تمام	متعجب ہوتے ان کے وعظ و بیان میں

لغات - موشگافاں یعنی بال کی کھال اتارنے والے محقق۔

معنے - کہ بڑے بڑے موشگاف و محقق صحابہ ان کے وعظ و بیان کو سنکر متعجب ہوتے تھے۔

مطلب یہ ہے کہ صحابہ کو اس بات سے تعجب آتا تھا کہ اپنے ہم مرتبہ اشخاص میں یہ کس پایہ کا شخص ہے۔

متابعت نصارٰے آں وزیر جہود را
نصارٰے کا اس یہودی وزیر کی تابعداری کرنا

مطلب یہ ہے کہ جس طرح دشمن کے مکر و فریب کی اطلاع مشکل سے ہوا کرتی ہے چنانچہ نصاریٰ کو وزیر کے مکر کی اطلاع نہ ہوئی۔ اسی طرح ہمارے دشمن نفس امارہ کی شرارتوں کا پتا بھی مشکل سے لگتا ہے۔ اسی لئے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نفس کے مکروں کی تحقیق کیا کرتے تھے کہ اس کے پھندے میں نہ آجائیں۔

کو چہ آمیزد ز اغراض نہاں	**در عبادت ہا و در اخلاص جاں**
کہ وہ کیا شامل کرتا ہے اغراض پوشیدہ	عبادت و اخلاص دل میں

لغات۔ اغراض۔ خواہشات۔
معنے۔ کہ دیکھیں وہ کیا کیا نفسانی خواہشات عبادت اور اخلاص دل میں شامل کر دیتا ہے۔

فضل طاعت را نجستندے ازو	**عیب باطن را بجستندے کہ کو**
فضائل طاعت کے نہ دریافت کرتے اس سے	باطنی عیوب کی بابت کہتے کہ کہو

لغات۔ فضل۔ بزرگی۔ فضیلت
معنے۔ وہ آپ سے عبادت کے فضائل نہ دریافت کرتے بلکہ عیوب باطنی کی بابت کہتے کہ فرمائیے۔
مطلب یہ ہے کہ عبادات کے فضائل پوچھنے میں اتنی سرگرمی کا اظہار نہ کرتے تھے جتنا کہ عیوب کو دریافت کرنے کے لئے اہتمام کرتے تھے۔

مو بمو و ذرہ ذرہ مکر نفس	**مے شناسیدند چوں گل از کرفس**
بال جیسے باریک اور ذرہ ذرہ نفس کے مکر	پہچانتے تھے جس طرح پھول سے اجوائن

لغات۔ کرفس۔ اجوائن خراسانی جس کی بو نہایت تیز اور ناخوش ہوتی ہے۔
معنے۔ اسی لئے نفس کے ذرہ ذرہ اور بال جیسے باریک مکروں کو بھی پہچانتے تھے جس طرح کہ انسان پھول کی خوشبو اور اجوائن خراسانی کی بدبو میں فرق کر لیتا ہے۔

پسر

او بسر دجال یک چشم لعین	اے خدا فریاد رس نعم المعین
وہ باطن میں دجال کانا ملعون	اے خدا فریاد کو پہنچ سب سے اچھے مددگار

لغات - سر۔ باطن۔ دجال۔ ایک کانا موعود شخص قرب قیامت میں آنے والا ہے۔ اس کی صفات مشہور ہیں۔ جو شخص مکر و فریب میں اس کے مشابہ ہو اس کو بھی دجال کہہ دیتے ہیں۔ یک چشم۔ کانا لعین۔ ملعون۔ لعنت کیا گیا۔ نعم۔ افعال مدح میں سے ہے۔ نعم المعین۔ اچھا مددگار۔

معنے۔ وہ باطن میں کانا دجال ملعون تھا، اے خدا سب سے اچھے مددگار فریاد کو پہنچ۔

مطلب یہ ہے کہ وزیر مکار پُرفن ظاہر میں خدا رسیدہ عالم معلوم ہوتا تھا۔ اور باطن میں کانا دجال شیطان کا بھائی تھا۔ ہمارے خدا سب سے بہترین مددگار ہماری فریاد کو پہنچ اور ایسوں کے مکر و فریب سے اپنی پناہ میں رکھ۔

دوسرے مصرع سے آخر داستان تک حضرت مولانا کا مقولہ ہے ان اشعار میں شیطان اور اس کے چیلے چانٹوں سے بارگاہِ خداوندی میں پناہ مانگی ہے تاکہ ان کے مکر و فریب سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

صد ہزاراں دام و دانہ ست اے خدا	ما چو مرغان حریص و بے نوا
لاکھوں پھندے اور دانے ہیں اے خدا	ہم مانند حریص و عاجز پرندوں کی طرح ہیں

لغات - صد ہزاراں۔ لکھوکھا۔ دام۔ پھندا جال۔ بے نوا۔ بے سامان۔ عاجز

معنے۔ اے خدا لاکھوں پھندے اور دانے (بکھرے ہوئے) ہیں اور ہم عاجز لالچی پرندوں کی طرح ہیں

مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالے ہم حریص اور بھوکے پرند کی مانند ہیں اور مکرِ نفس یا مکرِ شیطان یا تعلقاتِ دنیا دام اور دانہ کی مانند ہیں۔ ہمارے دنیاوی تعلقات ہم کو آسمانِ معرفت تک پرواز سے روکتے ہیں جیسے دانہ کی حرص بلند پرواز پرندے کو اندھا کر کے نیچے اتار لاتی ہے اور حرص کے باعث نیک و بد اور دشمن اور دوست میں تمیز نہیں کر سکتا۔

دمبدم پا بستۂ دامِ تو ایم	ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم
ہر وقت جکڑے ہوئے ہیں تیرے دام میں	ہر ایک اگرچہ باز و سیمرغ ہو جائے ہم سے

خود چہ باشد قوتِ تقلیدِ عام	دل بدو دادند ترسایاں تمام
عام کی تقلید کی قوت ہی کیا ہے ؟	سب عیسائیوں نے اس کو دل دیا

لغات۔ ترسایاں۔ ترسا کی جمع عیسائی۔ تقلید۔ گلے میں پٹا ڈالنا۔ پابند ہونا۔ بدو میں اُو کا مرجع وزیر ہے۔

معنے۔ تمام عیسائی اس پر ایمان لائے اس میں شک نہیں ہے کہ عام لوگوں کی تقلید کمزور ہوتی ہے۔

مطلب۔ دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنی عام آدمی کو بلا سوچے سمجھے مرشد بنا لینا اور اس کی تقلید کرنا بے حقیقت و کمزور ہے۔ ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ اس لحاظ سے نصاریٰ نے گمراہ آدمی کو اپنا پیشوا بنایا۔ یا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ عام لوگ جو بلا شمولِ خاص مقلد بن جاتے ہیں وہ تقلید محض ہیچ و قابلِ ترک ہے۔ کیونکہ عوام حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے لہذا ان کا اجتماع گمراہی پر ممکن ہے۔

نکتہ۔ یہاں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ عام لوگوں کو خاص لوگوں کی تقلید کرنی جائز ہے (جیسے امامانِ شریعت و طریقت) کیونکہ اول تو وہ خود خاصانِ خدا ہیں۔ دوسرے عام لوگوں کے علاوہ خاص لوگ بھی لاکھوں کی تعداد میں اُن کے مقلد ہیں۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس طرح دعا مانگو۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، ہم کو سیدھے رستے کی ہدایت عنایت فرما۔ ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ اس پانچ وقتی دعا سے وجوبِ تقلید ثابت ہے۔

نائبِ عیسیٰش مے پنداشتند	اندرونِ سینہ مہرش کاشتند
عیسیٰ کا نائب اسکو کہنے لگے۔	اندر سینے کے محبت اس کی بوئی

معنے۔ انہوں نے اسکی محبت (کے تخم) کو سینے میں بویا۔ اس کو عیسیٰ اعلیٰ کا نائب کہنے لگے۔

مطلب یہ ہے کہ مصنوعی پیشوا کی سب نے تابعداری کی اور محبت روز بروز بڑھنے لگی۔ اور سب اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نائب تسلیم کر لیا۔

معنے ۔ ہم اس میں گیہوں کو ذخیرہ کرتے ہیں پھر جمع کئے ہوئے گیہوں کو کھو دیتے ہیں ۔
مطلب یہ ہے کہ ہم اس دنیا کی زندگی میں یا اپنے اعمال میں یا حق تعالےٰ کی میزان میں گندم یعنی اعمال صالح کا ذخیرہ جمع کرتے ہیں اس امید پر کہ ضرور ثواب ملے گا ۔ مگر یہ ذخیرہ ضائع ہو جاتا ہے ۔
نکتہ ۔ جن اعمال کو ہم حسنات خیال کرتے ہیں ان کو عجب اور ریا در مکر ضائع کر دیتے ہیں اور شیطان چوہے کی طرح نقب لگا کر ثواب اعمالِ حسنہ یعنی گیہوں کو چرالے جاتا ہے ۔ اَلدُّنیَا مَزرَعَۃُ الاٰخِرَۃ (دنیا آخرت کی کھیتی ہے) ۔

مے بیندیشیم آخر ما بہوش آخر ہم عقل کے ساتھ سوچتے ہیں	کایں خلل در گندم است از مکرِ موش کہ یہ خرابی گیہوں میں چوہے کے مکر کے باعث ہے

لغات ۔ ہوش سے مراد عقل ہے اور موش سے مراد شیطان یا نفس بد ہے ۔
معنے ۔ جب ہم عقل سے سوچتے ہیں کہ یہ نقصان گیہوں میں چوہے کے مکر کی وجہ سے ہے ۔
مطلب یہ ہے کہ انسان جب نقصان پر نقصان اٹھاتا ہے تو اس کے اسباب پر غور کرتا ہے اس ذخیرۂ گندم کے نقصان پر سب غور کیا تو معلوم ہوا کہ چوہا اس کو ضائع کرتا رہتا ہے ۔ جتنا جمع کیا اٹھا لے گیا ۔ اسی طرح انسان اعمال حسنہ کے ذخیرے کو جمع کرتا ہے اور شیطان اپنے کرتب سے اس کو ضائع کرتا رہتا ہے ۔

موش تا انبارِ ما حفرہ زدست چوہے نے ہمارے ذخیرے میں رخنہ ڈالا ہے	از فنش انبارِ ما ویراں شدست اسکے کرتب سے ہمارا ذخیرہ ویران ہو گیا ہے

لغات ۔ حفرہ ۔ رخنہ ۔ گڑھا ۔ سوراخ ۔ فن ۔ مکر ۔ فریب ۔ کرتب ۔
معنے ۔ چوہے نے ہمارے ذخیرے میں سوراخ کیا ہے اسی کے کرتب سے ہمارا ذخیرہ برباد ہو گیا ہے
مطلب یہ ہے کہ چوہے نے ذخیرے میں نقب لگائی اور گیہوں چرا کر لے گیا ۔
نکتہ ۔ چوہا یعنی شیطان ہمارے غلہ کو نقصان پہنچاتا ہے ۔ جب سے اس نے ہمارے اعمال

لغات۔ پابستہ۔ قیدی۔ باز۔ شکاری جانور۔
معنے۔ ہم ہر وقت تیرے دام میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہم میں سے ہر ایک باز اور سیمرغ ہو جائے۔
مطلب یہ ہے کہ ہم ہر وقت حرص دنیوی کے دام میں جکڑے رہتے ہیں جو تیرے حکم سے ہمارے امتحان کے واسطے بچھایا گیا ہے۔ خواہ ہم بلند پروازی میں باز اور نادر الوجود ہونے میں عنقا ہی کیوں نہ ہو جائیں لیکن دام الہی سے کسی وقت بھی آزاد نہیں ہو سکتے۔
نکتہ۔ فاعل حقیقی چونکہ حق تعالے ہے۔ علت العلل اور مسبب الاسباب وہی ہے۔ لہذا خیر اور شر اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ خواہ شر بالعرض ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ حکما کہتے ہیں چنانچہ حق تعالے نے اس طرح دعا مانگنے کے واسطے ارشاد فرماتا ہے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (کہدو کہ میں رب کے ذریعے جو ظلمت عدم کو پھاڑنے والا ہے۔ شر مخلوق سے پناہ مانگتا ہوں)

تو رہائی میدہی ما را و باز تو رہائی دیتا ہے ہر دم ہم کو اور پھر	سوئے دامے میرویم اے بے نیاز دام کی طرف جاتے ہیں ہم اے بے نیاز

لغات۔ بے نیاز۔ اسمائے حسنی الہی میں سے ہے۔ اَلصَّمَد کا فارسی ترجمہ ہے۔
معنے۔ تو ہم کو ہر وقت رہائی دیتا ہے۔ اور ہم پھر۔ اے بے نیاز! دام کی طرف جاتے ہیں
مطلب یہ ہے کہ خدا تعالے اے بے نیاز ہر وقت نجات کی طرف بلاتا ہے اور انسان بتقاضائے بشریت نفسانی خواہشات میں جو بمنزلہ دام ہیں گرا پڑتا ہے۔
نکتہ۔ اہل سنت والجماعت کا مسلک جبر اور قدر کے بین بین ہے خیر اللہ کی طرف منسوب ہے اور شر نفس کی طرف۔ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (جو نیکی پہنچتی ہے اور اللہ کی طرف سے ہے اور جو بدی پہنچتی ہے وہ نفس کی طرف سے ہے کیونکہ خیر اور شر ارادہ الہی سے ہے۔ مگر شر سے حق تعالے خوش نہیں ہے۔ ارادہ اور رضا میں فرق ظاہر ہے چنانچہ گنہگار ارادے سے گناہ کرتا ہے مگر گناہ کرنے سے خوش نہیں ہوتا۔

ما دریں انبار گندم میکنیم ہم اس میں ذخیرہ گندم کرتے ہیں	گندم جمع آمدہ گم میکنیم گندم جمع کیا ہوا گم کرتے ہیں

لغات۔ عنایات۔ جمع عنایت۔ توجہ۔ ارادہ۔ مہربانی۔ یتیم فعیل بمعنی فاعل یا مفعول۔ خائن۔ یا ملامت کیا گیا۔
معنے۔ اگر حق تعالےٰ کی مدد شامل حال ہے تو پور خائن کا کیا ڈر ہے؛

گر ہزاراں دام باشد در قدم اگر ہزاروں دام قدم کے نیچے پڑے ہوں	چوں توئی با مانہ باشد ہیچ غم جب تو ہمارے ساتھ ہے تو کچھ فکر نہیں

معنے۔ اگر ہزاروں دام (پھندے) ہمارے قدموں کے نیچے پڑے ہوں تب بھی ہمیں کوئی فکر نہیں جبکہ تو ہمارے ساتھ ہے (اگر خدا مہربان ہے تو ہزاروں دشمنوں کا کیا غم ہے)
مطلب۔ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ مِّنْ سُلْطَانٍ (میرے بندوں پر تیرا کچھ زور نہیں ہے) یعنی خدا کے بندوں سے شیطان عاجز ہے وہ اُس کے مکر و فریب سے محفوظ ہیں۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔

در تمثیل عارف و حال او

عارف الٰہی کی مثال اور اُس کا حال

ہر شبے از دام تن ارواح را تو ہر رات جسم کے دام سے روحوں کو	مے رہانی میکنی الواح را رہائی دیتا ہے (اور جسم کی) تختیوں کو کھودتا ہے

لغات۔ مے رہانی رہانیدن۔ ارواح کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ میکنی۔ کاف کی زبر ہے۔ اسکا مصدر کندیدن کھودنا ہے۔ الواح۔ لوح کی جمع تختی۔ اس سے مراد جسم ہیں جن میں روحیں کندہ ہوئی ہیں۔
معنے۔ حق تعالےٰ ہر ایک رات کو سوتے میں ارواح کو جسموں سے جدا کر دیتا ہے اور بدنوں کی تختیوں کو کھود کر اُن میں سے روحوں کو نکال لیتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ ارواح ذہن و عقل کا علاقہ سوتے میں روح سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ خواب میں ذہنی معلومات خلط ملط ہو جاتے ہیں اور بیداری میں پھر عود کر آتے ہیں مر ایک نیک اور بد کو نیکی اور بدی سوجھتی ہے۔

مصالح میں خلل اندازی کی مولانا نے توضیح بیان فرمائی ہے۔

لیک در ظلمت یکے دُزدِ نہاں — **مے نہد انگشت بر استارگاں**

لیکن تاریکی میں ایک چھپا ہوا چور — ان شراروں پر اُنگلی پھیرتا ہے

لغات۔ ظلمت۔ تاریکی۔ مراد نفس امارہ جو سراسر تاریک ہے۔ دزد۔ چور۔ مراد شیطان۔

معنے۔ وسوسہ شیطانی یا خود شیطان نفس امارہ میں چور کی طرح گھس جاتا ہے اور ان چمکتے ہوئے شراروں کو بجھا دیتا ہے۔

میکشد استارگاں را یک بیک — **تاکہ نفروزد چراغے از فلک**

وہ شعلوں کو لگاتار بجھاتا رہتا ہے — تاکہ آسمان سے چراغ روشن ہونے نہ پائے

معنے۔ شیطانی وسوسوں کے باعث کسی شخص پر انوار اور برکات طاعات ظاہر نہیں ہونے پاتے
مطلب یہ ہے کہ شیطان جو انسان کا قدیمی دشمن ہے انسان کی طاعات کو بیکار کرتا رہتا ہے ورنہ طاعات کے باعث انسان عالم ملکوت تک پہنچ سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لَوْلَا اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ یَحُوْمُوْنَ عَلٰی اِبْنِ آدَمَ لَنَظَرَ اِلَی الْمَلَکُوْتِ (اگر شیطان فرزند آدم پر غلبہ نہ پاتے تو اس کی نظر عالم ملکوت تک جاتی)

ہر سہ شعر مذکورہ بالا کا یہ مطلب بھی ممکن ہے کہ شرارہ آتش سے مراد انوار جذبات الٰہی لے جائیں اور آہن سے مراد حکیم مرشد لیا جائے جسکا ماننا ابتدا میں کارے دارد ہے۔ ظلمت سے مراد احکام بشریت۔ اور دزد سے مراد خطرات ماسوی اللہ لئے جائیں۔ یعنی انوار الٰہی مرشد کامل سے حاصل ہوتے ہیں جن کو طالب صادق کا دل قبول کرتا ہے اور طالب غیر صادق کی ظلمت بشریہ میں ماسوی اللہ کے خطرات کا چور داخل ہو جاتا ہے جو انوار کو روکتا ہے۔

گر عنایاتت شود با ما مقیم — **کے بود بیمے ازاں دُزدِ لئیم**

اگر تیری عنایتیں ہمارے ساتھ قائم ہو جائیں — تو اس چور خائن سے خوف کب ہوگا

گفت یزداں ہُم رُقُودٌ زیں مرم	حالِ عارف ایں بود بےخواب ہم
کہا ہے خدا نے انکو سوتے ہوئے اسی مطلب کے باعث	حال عارف کا یہ ہے بغیر خواب کے بھی

لغات - مَرم - مرام کا مخفف ہے جس کے معنی مطلب اور مراد کے ہیں۔

معنے - یہی حال عارف کا بغیر خواب کے بھی ہے اسی مطلب کے باعث خدا نے انکو سوتے ہوئے کہا ہے

مطلب یہ ہے کہ جو حال عام لوگوں کا خواب میں ہے وہی حال عارف کا خواب کے بغیر بیداری میں بھی ہے عام لوگوں کے تعلقات عالم اجسام کے ساتھ بیداری میں قائم ہوتے ہیں اور خواب میں منقطع ہو جاتے ہیں۔ مگر عارف کے تعلقات عالم اجسام کے ساتھ بیداری میں بھی منقطع رہتے ہیں اور وہ ہر وقت عالم ارواح کی سیر کیا کرتا ہے۔

فائدہ۔ موت دو قسم کی ہے ایک طبعی دوسری اختیاری۔ طبعی میں عارف اور غیر عارف دونوں مساوی ہیں اور موت ارادی باوجود حیات طبعی کے عارف ہی کے ساتھ خاص ہے اُن کا عمل مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) پر ہے۔ دوسرے مصرع میں مولانا اثبات دعوے کے واسطے اصحاب کہف کے قصے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَتَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ (مخاطب تم اصحاب کہف کو بیدار خیال کرو گے کیونکہ ان کی آنکھیں کھلی ہیں) (ترجمہ۔ اور تو جانے وہ جاگتے ہیں۔ اور وہ سوتے ہیں) یعنی ماسوی اللہ سے غافل ہیں دوسرا مطلب یہ ہے کہ اُن کی ارواح بدن کو چھوڑ کر جمال حقیقی کے مشاہدے میں غرق ہیں۔ یہی حال عارفان کامل کا ہے کہ دیکھنے کو بیدار اور در حقیقت سو رہے ہیں یعنی تعلقات دنیوی سے پاک ہیں۔

چوں قلم در پنجۂ تقلیب رب	خفتہ از احوالِ دنیا روز و شب
جیسے قلم پنجۂ رب میں پلٹے کھاتا ہے	سوتے ہوئے ہیں دنیا کے احوال سے دن اور رات

لغات۔ قلم سے مراد قلم قدرت ہے۔ تقلیب۔ باگردانیدن۔ باژگونہ کردن۔ بدل کردن رنے کے معنے

معنے۔ رات دن دنیا کے احوال سے سوتے ہوئے ہیں جیسے قلم رب کے پنجہ میں پلٹے کھاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عارف کامل ہر وقت دنیا کی حالت سے غافل ہے اس کی مثال قلم قدرت

میرہند ارواح ہر شب زیں قفس ہر رات روحیں اس قفس سے رہائی پا کر	**فارغاں نے حاکم و محکوم کس** نجات پاتی ہیں۔ نہ کوئی حاکم اور نہ کوئی محکوم ہوتا ہے

لغات۔ قفس۔ پنجرہ۔ اس سے مراد جسم ہے جس طرح پرندہ پنجرے میں ہوتا ہے اسی طرح روح جسم میں ہے

معنے۔ ہر ایک رات میں روحیں اس پنجرے سے فارغ ہو کر نجات پاتی ہیں۔ نہ کوئی حاکم اور نہ کوئی محکوم ہوتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ارواح کو ہر ایک رات میں جسم سے رہائی ملتی ہے اور وہ باہمی تعلقات سے بالکل فارغ ہو جاتی ہیں یعنی دنیوی زندگی سے ان کو باہمی کسی طرح کی کشمکش نہیں رہتی۔ خواب میں نوکر اور صاحب خانہ۔ بادشاہ اور رعایا۔ نرم بستر پر سویا ہوا امیر فرش خاک پر لیٹا ہوا فقیر اور جس کو جس نے بادشاہ بنایا ہے اور جس نے سولی پر چڑھنا ہے سب برابر ہیں۔ مخلوقات کے دنیاوی مراتب کی کوئی تمیز باقی نہیں رہتی۔ ہر ایک شخص ہر حالت والا ہر ایک بات سے فارغ ہوتا ہے اور وحدت کا رنگ جم جاتا ہے

شب زنداں بیخبر زندانیاں رات کو قید خانے سے قیدی بے خبر ہیں	**شب ز دولت بیخبر سلطانیاں** اور رات کو بادشاہ اپنی سلطنت سے بے خبر ہیں

معنے۔ خواب میں قیدی سے بادشاہ تک اپنی حالت سے بے خبر ہیں۔

نے غم و اندیشۂ سود و زیاں نہ فکر و اندیشہ نفع و نقصان کا ہے	**نے خیال ایں فلان و آں فلاں** نہ خیال ہے کہ یہ فلاں اور وہ فلاں ہے

معنے۔ نہ نفع اور نقصان کا غم اور اندیشہ ہے اور نہ ہی یہ خیال ہے کہ یہ فلاں اور وہ فلاں ہے

مطلب یہ ہے کہ سوتے میں تمام روحیں قفس بدن سے جدا ہو کر نفع اور نقصان کے اندیشوں اور زید عمر کے بکھیڑوں سے پاک ہو جاتی ہیں۔ کامل غفلت طاری ہو جاتی ہے۔ اَلنَّوْمُ اُخْتُ الْمَوْتِ نیند موت کی بہن ہے۔ یہی حالت عارف کی ہے مگر عارف اور غیر عارف میں واضح فرق ہے جس کو آئندہ اشعار میں مولانا مفصل بیان فرماتے ہیں۔

لفظ ارشاد محذوف ہے اور در ربود کی ضمیر فاعل خلق کی طرف راجع ہے اور ربود بمعنی معلوم کرد ہے۔ خوابِ حِسّی۔ خواب ظاہری۔

معنے۔ حق تعالے نے اصحاب کہف کے قصہ میں مخلوق کے ارشاد کے لئے کچھ تھوڑا سا عارف کا حال بیان کر دیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مخلوق نے اس کو بھی خوابِ حسّی ہی سمجھا ہے اور حقیقت واقعی سے چشم بند کر رکھی ہے

مطلب یہ ہے کہ حق تعالے نے مخلوق پر جب عارف کا کچھ حال ظاہر کرنا چاہا تو مخلوق پر خواب کو مسلط کر کے اُن کو خودی سے بیخودی کی طرف نکالا تاکہ معلوم کریں کہ عارف کی حالت خواب اور بیداری میں یکساں ہے۔ یعنی مخلوق سے غافل اور خالق کے ساتھ ہوشیار۔

رفتہ در صحرائے بیچوں جانِ شاں اُن کی جان صحرائے بیچون میں گئی ہے	روحِ شاں آسودہ و ابدانِ شاں اُن کی روح اور اُن کے بدن آسودہ ہیں

لغات۔ صحرا جنگل۔ صحرائے بیچون۔ عالم لاہوت۔ جو ہستی محض سب طرح کے تعینات اور تشخصات سے پاک ہے۔ جس کو عالم بے کیف بھی کہتے ہیں۔

معنے۔ سونے والے اصحاب کہف ہوں یا عام مخلوق سب طرح کے بکھیڑوں سے پاک ہیں اور حرص دنیوی سے آزاد اور فارغ ہیں۔

فارغاں از حرص و اکباب و حصص حرص اور منہ کے بل گرنے اور دوڑ کر چلنے سے فارغ ہیں	مرغ وار از دام جستہ در قفس مرغ کی طرح پنجرے میں دام سے کودے ہیں

لغات۔ اکباب۔ منہ کے بل گرنا۔ حصص دوڑ کر چلنا۔

معنے۔ دنیوی حرص اور سب طرح کی دوڑ دھوپ سے آزاد ہو کر۔ دام سے نکل کر عالم بے کیف کے قفس میں جا پڑے ہیں۔

تُرکِ روز آخر چو بازرّیں سپر	ہندوئے شب را بہ تیغ افگند سر

کے مشابہ ہے کہ جس کو حق تعالےٰ جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے وہ ہر وقت علم الٰہی میں پلٹے کھا رہا ہے اصحاب کہف کی شان میں حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ (اور ہم ان کو داہنے اور بائیں پھیرتے رہتے ہیں)

فعل پندارد بہ جنبش از قلم	آنکہ او نچہ نہ بیند در رقم
وہ قلم کی جنبش سے فعل (تحریر) کو معلوم کرتا ہے	جس شخص کو تحریر میں ہاتھ نظر نہیں آتا ہے

معنے۔ فعل تحریر ہاتھ کا عمل ہے اور جسکو ہاتھ نظر نہیں آتا وہ قلم کا فعل سمجھتا ہے حالانکہ قلم تحریر کے لئے محض واسطہ ہے اور فاعل ہاتھ ہی ہے۔

مطلب۔ یہی حال عارف کا ہے کہ اُس کا فعل درحقیقت فعل حق ہے عوام الناس کی نظر چونکہ وسائط پر ہے نہ اُن کے فعل ایسے ہیں اور نہ اُن کو اپنے اور عارف کے درمیان فرق نظر آتا ہے۔

تمثیل مردِ عارف و تفسیر آیۃ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا

مرد عارف کی مثال اور آیت کی تفسیر کہ اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے

مطلب یہ ہے کہ روح کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مقامی دوسرا غیر مقامی۔ انسان غور کرے تو اس کی نیند بھی ایک تماشائے قدرت ہے۔ سوگیا تو مردوں سے جا ملا اور جاگا تو نئی زندگی پائی۔

پوری آیۃ اس طرح ہے۔ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی (اللہ جانوں کو اُن کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے اور ان جانوں کو بھی جو خواب میں نہیں مری ہیں پھر ان کو روک لیتا ہے کہ جن پر موت کا حکم لگایا ہے اور دوسری جانوں کو وقت مقرر تک چھوڑ دیتا ہے)

خلق را ہم خواب حسّی در ربود	شمۂ از حالِ عارف وانمود
مخلوق کو حسّی خواب کا گمان ہوا	کچھ تھوڑا سا عارف کا حال ظاہر کیا

لغات۔ خلق را۔ پہلے مصرع کے متعلق ہے۔ اور لفظ را بمعنی برائے۔ بحذف مضاف یعنی

فالقِ الاِصبَاح اسرافیل وار صبح کا پھاڑنے والا اسرافیل کی طرح	**جملہ را در صورت آرد آں دِیار** سب کو اس مکان سے صورت میں لاتا ہے

لغات۔ فالق الاصباح۔ صبح کا پھاڑنے والا۔ مراد اللہ تعالےٰ سے ہے۔ دِیَار۔ دار کی جمع ہے بمعنی مکان۔ مراد عالم بے کیف۔

معنے۔ حق تعالےٰ اسرافیل فرشتے کی طرح سب ارواح کو عالم بے کیف سے عالم صورت میں لاتا ہے۔

رُوحہائے مُنبسط را تن کند خدا روحوں کو جسم سے ملاتا ہے۔	**ہر تنے را باز آبستن کند** ہر ایک جسم کو پھر بار دار کرتا ہے

لغات۔ منبسط۔ مجرد۔ تن سے جدا۔ آبستن۔ حاملہ۔

معنے۔ جو ارواح سوتے وقت ابدان سے جدا ہیں۔ ان کا پھر تعلق ابدان کے ساتھ کرتا ہے اور ہر ایک جسم کو حامل روح بناتا ہے اور اُن پر اصلاح معاش اور معاد کا بوجھ ڈال دیتا ہے۔

مطلب۔ جس طرح لوگ رات کو بے خبر سوتے ہوتے ہیں اور صبح کو اپنے کاروبار میں لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح عارف کامل ماسوی اللہ سے غافل ہو کر مشاہدہ جمال حقیقی میں مستغرق رہتا ہے اور قید بشریت میں صرف ارشاد خلائق کے واسطے آتا ہے۔

اسپ جاں ہا را کند عاری ز زیں جانوں کے گھوڑے کو زین سے خالی کرتا ہے	**سِرِّ اَلنَّومُ اَخُ المَوْت است ایں** یہ نیند کے موت کے بھائی ہونے کا راز ہے

لغات۔ عاری۔ خالی۔ برہنہ۔ سِر۔ راز۔ بھید۔ نوم۔ نیند۔ اَخ۔ بھائی۔

معنے۔ حق تعالےٰ اسپ جاں (روح) اور زین بدن کے باہمی تعلقات کو خواب کی حالت میں جدا کر دیتا ہے اور حدیث شریف (اَلنَّومُ اَخُ المَوتِ نیند موت کا بھائی ہے) کا یہی مطلب ہے جس طرح موت سے تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں۔ اسی طرح نیند سے تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے سَئَلَ سَائِلٌ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہَلْ یَنَامُ

دن کا تُرک آخر جب سنہری ڈھال کے ساتھ	ہندوے شب کا تلوار کے ساتھ سر اُڑاتا ہے

لغات۔ تُرک روز۔ آفتاب۔ سفید رنگ کے باعث تشبیہ ہے۔ ہندوے شب۔ رات۔ تاریکی کے باعث تشبیہ ہے

معنے۔ کہ جب رات ختم ہوتی ہے اور دن آتا ہے تو کیا ہوتا ہے؛

میل ہر جانے بسوے تن بود	ہر تنِ از روح آبستن بود
ہر ایک جان کا میلان جسم کی طرف ہوتا ہے	ہر ایک جسم روح کا حامل ہوتا ہے۔

معنے۔ سب سوے والوں کی جانیں بدنوں میں آتی ہیں اور ہر ایک بدن روح کا حامل ہوجاتا ہے

از صفیرے باز دام اندر کشی	جملہ را در دام و در داور کشی
تو پھر صفیر سے جال میں پھنساتا ہے	اور سب کو جال اور حکم میں کھینچتا ہے

لغات۔ صفیر۔ منہ سے سیٹی بجانا۔ جانوروں کی سی آواز نکالنا۔ یہاں صفیر سے لفظ کُن حکم خداوندی مراد ہے۔ صفیر اور دام میں مناسبت ظاہر ہے۔ داور۔ حکم۔ فیصلہ کنندہ مقدمات یہاں پہلے معنے مراد ہیں۔

معنے۔ حق تعالے صبح ہوتے ہی اپنے حکم کا جال بچھا دیتا ہے اور سونے والوں کو تکالیف دینی اور دنیوی میں کھینچتا ہے۔

چونکہ نورِ صبحدم سر بر زند	کرگسِ زرّین گردوں پر زند
جب کہ سحر کا نور سر نکالتا ہے	آسمان کا سنہری کرگس پر مارتا ہے،

لغات۔ نورِ صبحدم۔ سحر۔ کرگسِ زرّیں۔ آفتاب سے مراد ہے۔

معنے۔ صبح کے وقت جب آفتاب آسمان پر ظاہر ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟

لغات - دوسرے مصرع میں را قائم مقام اضافت ہے ۔
معنے - کاش کہ اللہ تعالےٰ سونے والوں کے ارواح کی حفاظت اسی طرح کرتا جس طرح کہ اس نے اصحاب کہف یا کشتی نوح علیہ السلام کی حفاظت کی ہے پھر کیا ہوتا ؟

تا ازیں طوفان بیداری و ہوش تاکہ (بعد استغراق) طوفان بیداری اور طوفان عقل جزئی سے	وارہید ایں ضمیر و چشم و گوش دل اور آنکھ اور کان کو نجات ملتی

لغات - ہوش یعنی عقل ادراک جزئیات کرتی ہے اور نفس ادراک کلیات - ضمیر - دل
معنے - کاش کہ اللہ تعالےٰ عارف کے روح کی حفاظت کرتا - تاکہ عقل اور بیداری کے طوفان سے اس کے دل اور حواس کو نجات ملتی ۔
مطلب - میرے خدا - جس عارف کامل نے تیری محبت میں اپنی بشریت کو خیرباد کہہ دیا ہے اس کو پھر عالم بشریت میں نہ لا - بلکہ اس کو مشاہدۂ تجلیات میں ابدی زندگی عنایت فرما - اور کشتی وجودِ عارضی کو ماسوی اللہ کے طوفان سے اپنے حفظ دامان میں رکھ - اور عشق حقیقی میں بیدار کرکے اپنے غیر سے غافل بنا دے ۔

اے بسا اصحاب کہف اندر جہاں مخاطب - بہت سے اصحاب کہف جہان میں	پہلوے تو پیش تو ہست ایں زماں تیرے پہلو میں تیرے سامنے اسوقت (موجود) ہیں

لغات - اصحاب - صاحب کی جمع - ساتھی - دوست - رفیق - کہف - غار
معنے - کہ مخاطب - اگر اصحاب کا قصہ سُن کر تم کو اُن کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا ہے - تو اس زمانے میں بھی بہت سے اصحاب کہف تمہارے پہلو میں اور تمہارے سامنے موجود ہیں ۔
مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ اور عارفانِ الٰہی کی شناخت کے واسطے بصیرت چاہیئے جو ان ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتے - انکو دیکھنے کیواسطے اُنکے ساتھ مناسبت شرط ہے - ولی را ولی می شناسد - بالکل درست ہے

غار با تو یار با تو در سرود	مُہر بر چشمست و بر گوشت چہ سود

اَہْلُ الْجَنَّۃِ۔ تَعَالَ النَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ۔ لَا یَنَامُ اَہْلُ الْجَنَّۃِ (کسی سائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کیا جنت والے سوئیں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نیند موت کا بھائی ہے۔ جنت والے نہیں سوئیں گے)

لیک پھر آنکہ روز آیند باز	**بر نہد بر پائے شاں بندِ دراز**
لیکن اس واسطے کہ دن کو پھر واپس آئیں گے	ان کے پاؤں پر لمبی رسی باندھ دیتا ہے

معنے۔ اللہ تعالے روح کو بدن سے جدا کرتا ہے۔ لیکن ان کی ضرورت کے لئے ان کو دامِ دراز سے پابند کر رکھا ہے

مطلب یہ ہے کہ حق تعالے سوتے وقت اسپ روح کو زین بدن سے جدا کر دیتا ہے۔ لیکن چونکہ دن کو پھر ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس کو دامِ دراز سے پابند کر رکھا ہے۔ یعنی تعلقات کی رسی اس کے پاؤں میں باندھی ہوئی ہے۔

تا کہ روزش واکشد زاں مرغزار	**وز چراگاہ آردش در زیر بار**
اس لئے کہ دن میں اس کو مرغزار سے کھینچ کر	اور چراگاہ سے واپس لاکر پھر زیر کرے۔

لغات۔ مرغزار۔ چراگاہ۔ چراگاہ جس میں گھوڑے کو لمبی رسی باندھ کر چرنے کے واسطے چھوڑ دیتے ہیں۔

معنے۔ خدا تعالے روح کو بدن سے جدا کرتا ہے لیکن ان کے تعلق کو قائم رہنے دیتا ہے تاکہ ان سے دینی و دنیوی کام لے۔ یہ تعلق موت طبعی سے قبل نہیں ٹوٹتا۔

مطلب۔ یہی حالت اولیاء اللہ اور خاصانِ خدا کی ہے ان کا جمال حقیقی کے مشاہدے میں مستغرق ہونا بمنزلہ خواب ہے لیکن انکو مخلوق کی ہدایت اور ارشاد کیواسطے عالم بشریت کیطرف جو بمنزلہ بیداری ہے تکلیف دیجاتی ہے

کاشکے چوں اصحابِ کہف آں روح را	**حفظ کردے یا چو کشتی نوح را**
کاشکے اللہ تعالے اس روح کی روح اصحاب کہف کی طرح	حفاظت کرتا۔ یا کشتی نوح کی طرح کرتا

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی	**کز تو مجنوں شد پریشان و غوی**
خلیفہ نے لیلیٰ کو کہا کہ تو وہی ہے	کہ تیرے باعث مجنوں پریشان اور دیوانہ ہوا

لغات۔ لیلیٰ۔ عرب کی ایک عورت کا نام ہے جس پر مجنوں عاشق تھا۔ خلیفہ۔ زمانہ سابق میں سلاطین اسلام خلیفہ کہلاتے تھے۔ خلیفہ کے معنی جانشین۔ قائم مقام کے ہیں۔ مجنوں۔ اسکا اصل نام قیس عامری ہے۔ غوی۔ دیوانہ۔ گم کردہ عقل۔

معنے۔ خلیفہ وقت نے لیلیٰ سے دریافت کیا کہ مجنوں تمہارے ہی باعث از خود رفتہ اور دیوانہ ہے

از دگر خوباں تو افزوں نیستی	**گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی**
تو دوسرے حسینوں سے بڑھ کر نہیں ہے	بولی۔ جبکہ تم مجنوں نہیں ہو تو چپ رہو

معنے۔ تم دوسرے حسینوں سے تو بڑھ کر نہیں ہو پھر تم پر مجنوں کیوں عاشق ہے۔ لیلیٰ نے جواب دیا کہ آپ مجنوں نہیں ہیں۔ آپ خاموش رہیں۔ اگر آپ مجنوں ہوتے تو تمام حسینوں سے مجھ کو بہتر جانتے۔

مطلب۔ مولانا اس ضمن میں اُن لوگوں کو جواب دیتے ہیں کہ جو اولیاء اللہ کے وجود اور اُن کے ہم مرتبہ اصحاب کہف کے منکر ہیں حاصل یہ ہے کہ اولیاء اللہ ہر وقت موجود ہیں۔ مگر جن لوگوں کو نور بصیرت نہیں ہے ان کو نظر نہیں آتے۔ جیسا کہ خلیفہ کی نگاہ میں لیلیٰ اچھی نہ تھی۔ اسی طرح اولیاء اللہ کے دیکھنے کے واسطے مجنوں کی سی آنکھ چاہیئے۔ خلیفہ کی آنکھ اس عقدہ کشائی میں بیکار محض ہے۔

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا	**ہر دو عالم بے خطر بودے مرا**
اگر تیرے واسطے مجنوں کی آنکھ ہوتی	تو ضرور میرے واسطے دونوں جہان ہوتے

معنے۔ اگر خلیفہ مجھ کو مجنوں کی آنکھ سے دیکھتا تو حسینانِ جہاں کس شمار میں۔ مجھے دونوں جہان سے بہتر جانتا

باخودی تو لیک مجنوں بیخود ست	**در طریقِ عشق بیداری بدست**

غار والے تیرے ساتھ ہیں اور تیرے ساتھ نغمہ سرائی میں ہیں	فائدہ کیا؟ تیری آنکھ اور کان پر مہر لگی ہے۔

لغات - غار باتو۔ یار باتو۔ کے بعد حرف عطف (واو) محذوف ہے۔ غار سے بطور استعارہ۔ عارف مراد ہے۔ کیونکہ وہ بھی غار کی طرح مقام وحدت اور امن میں ہے۔ غار سے پہلے حذف مضاف ہو۔ یہ بھی ممکن ہے۔ یعنے اصحاب غار۔

معنے - اصحاب کہف کی جستجو میں کیوں پھرتا ہے ان کے مرتبے کے عارف اب بھی تیرے یار ہیں اور تجھ کو سرود وحدت کے نغمے سنا رہے ہیں اور تو اُن سے غافل ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بہت سے اصحاب کہف یعنی عارفانِ کامل اور واصلانِ حق تیرے یارِ غار ہیں اور تجھ کو اپنا راگ وحدت سنا رہے ہیں مگر تیری آنکھوں پر مہر ہے تو ان کو نہیں دیکھتا اور تیرے کانوں پر بھی مہر لگی ہوئی ہے اس لئے ان کا نغمۂ حق بھی تجھ کو سنائی نہیں دیتا۔

باز داں کز چیست ایں رُوپوشہا سوچ تو سہی کہ یہ پردے کیا ہیں؟	**ختمِ حق بر چشمہا و گوشہا** حق کی مُہر آنکھوں اور کانوں پر کس باعث سے ہے؟

لغات - رُوپوشہا۔ روپوش کی جمع۔ وہ چیز جو چہرے کو چھپائے۔ ختم۔ مُہر۔ ختمِ حق۔ خدا کی مُہر۔

معنے - کہ سوچو اور غور کرو کہ یہ حجاب اور مُہریں آنکھوں اور کانوں پر کیوں لگی ہیں۔

مطلب - اگر تم میں بصیرت کامل ہو تو اس نور کی برکت سے تم بھی خلق میں رہ کر مشاہدہ حق کر سکتے ہو۔

سوال کردن خلیفہ از لیلیٰ و جواب او

خلیفہ وقت کا لیلیٰ سے سوال کرنا اور اس کا جواب

گذشتہ واقعات کی مناسبت سے حضرت مولانا قدس سرہ العزیز نے لیلیٰ کا قصہ نقل فرمایا ہے۔ جس نے کہ خلیفۂ وقت کو اُس کے سوال پر عارفانہ جواب دے کر حیران و ششدر کر دیا تھا۔

معنے۔ جب ہماری جان کا جاگنا خدا کے لئے نہیں تو یہ بیداری چوکیداروں کی سی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب ہماری جان کی بیداری حق کے لئے نہ ہو بلکہ دنیا کے واسطے ہو تو یہ بیداری چوکیداروں جیسی ہے جو صرف دنیا طلبی کے واسطے رات بھر جاگا کرتے ہیں۔ بہت سے مالدار لوگ بھی تھے۔ پڑھنے کے بہانے سے رات کو جاگتے ہیں غرض یہ ہوتی ہے کہ اُن کا مال چوروں سے محفوظ رہے ایسے لوگ مال کے چوکیدار ہیں۔ حق کے ساتھ اُن کو کچھ مطلب نہیں ہے۔

جاں ہمہ روز از لگد کوبِ خیال جان کو دن بھر خیال کی کوفت سے	**وز زیان و سود واز خوفِ زوال** اور نقصان اور نفع سے اور خوفِ زوال سے

لغات۔ لگد کوب۔ دولتیاں مارنا۔

نے صفا مے ماندش نے لطف و فر اس میں صفائی اور لطافت و قوت	**نے بسوئے آسماں راہِ سفر** آسمانی راہ کے سفر کی طرف نہیں رہتی

لغات۔ لطف۔ مہربانی۔ لطافت۔ پاکیزگی۔ فر۔ قوت۔ طاقت۔

مطلب ہر دو شعر کا یہ ہے کہ روح میں خیال کی لگد کوب سے اور امید فائدہ۔ غمِ نقصان۔ اور خوفِ زوال دنیا کے باعث صفائی اور لطافت و قوت باقی نہیں رہتی اور نہ اس کو آسمان اور عالمِ ملکوت کی طرف رستہ ملتا ہے۔ بلکہ وہ اسی عالمِ ناسوت میں نفس اور شیطان کے پھانسے میں آکر دنیا میں عشقِ حقیقی اور آخرت میں درجاتِ اعلیٰ سے بالکل محروم رہ جاتی ہے۔

خفتہ آں باشد کہ او از ہر خیال سویا ہوا وہی ہے کہ جو ہر ایک خیال سے	**دارد امید و کند با او مقال** امید رکھے اور اس کے ساتھ ہم کلام ہو

لغات۔ مقال۔ بات چیت کرنا۔

معنے۔ جس سوئے ہوئے شخص کی ہم برائی کر رہے ہیں وہ ہے کہ جو اپنے خیال ہی سے امید رکھے

تیرے ساتھ خودی ہے اور مجنوں بیخود	عشق کے رستے میں بیداری ہی بڑی چیز ہے

لغات۔ لیک قائم مقام حرف عطف (واو) ہے۔ بیداری۔ دنیاوی معاملات سے باخبر ہونا۔
معنے۔ تم میں خودی ہے اور مجنوں اپنے آپ سے گزرا ہوا ہے۔ تمہارے جیسی بیداری ہی عشق کے طریق میں سب سے بڑی چیز ہے۔

ہر کہ بیدارست او در خواب تر جو کوئی جاگتا ہے وہ نیند میں زیادہ ہے	**ہست بیداریش از خوابش بتر** جاگنا اس کا سونے سے بھی بُرا ہے

معنے۔ جو کوئی بیدار ہے وہی زیادہ نیند میں ہے بلکہ اس کی بیداری خواب سے بھی بُری ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص تعلقات ماسوی اللہ میں ہوشیار ہے وہ گہری نیند میں سو رہا ہے یعنی حقیقت میں غافل ہے۔ ایسے شخص کی بیداری خواب سے بھی بدرجہا بدتر ہے۔ کیونکہ سونے والا حسنات سے محروم ہے اور یہ جاگنے والا حسنات سے محروم ہو کر بدیوں کا ذخیرہ جمع کر رہا ہے۔

ہر کہ در خوابست بیداریش بہ جو شخص خواب میں ہے اس کی بیداری بہتر ہے	**مست غفلت عین ہوشیاریش بہ** مست غفلت کی عین ہوشیاری بہتر ہے

معنے۔ جو شخص تعلقاتِ دنیوی سے غافل ہے وہ حقیقت میں بیدار ہے اور اس کی بیداری نہایت اچھی ہے کیونکہ ظاہر میں مست غفلت اور باطن میں ہوشیار ہے اور اُس کی یہ غفلت جو عین ہوشیاری ہے نہایت اعلیٰ مرتبہ ہے۔

چون بحق بیدار نبود جانِ ما جب ہماری جان حق کے لئے بیدار نہیں ہے	**ہست بیداری چو دربندانِ ما** تو ہماری بیداری چوکیداروں جیسی ہے

لغات۔ دربنداں۔ جمع دربند۔ قلعہ دروازہ۔ یہاں مجازاً چوکیدار مراد ہے۔

میں غفلت کی نیند سو رہا ہے یعنے خواب میں شیطان حور بن کر آتا ہے اور اُسے احتلام ہو جاتا ہے اور جب معلوم کرتا ہے کہ تخم نسل زمین شور میں گر رہا ہے تو خواب سے ہوش میں آتا اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم ناپاک اور سر میں ضعف ہے اسی قسم کا حال اس کے دوسرے خیالات کا ہے۔

نکتہ۔ دنیا فانی ہے اس کی لذات کو موت مٹانے والی ہے۔ حشر کے دن دنیا کے عاشق پر دنیا نہایت بُری صورت میں پیش ہوگی۔ اور اپنے بدن سے اس کو ناپاک کر دے گی۔ پھر اگر یہ شخص ایماندار ہے تو تھوڑے دن دوزخ میں رہ کر نجات پائے گا۔ اگر کافر ہے تو ہمیشہ کے لئے عذاب دوزخ میں گرفتار رہے گا۔ کیونکہ یہ ناپاکی ایسی سخت اور خطرناک ہے کہ جس کو دوزخ بھی جلا کر صاف نہیں کر سکتا یہی حالت اُن لوگوں کی ہے کہ جو مکار اور جھوٹے صوفیوں کے پیچھے لگے پھرتے ہیں جب ان کے مکر و فریب سے اطلاع پاتے ہیں تو احتلام والے شخص جیسی ان کی حالت ہوتی ہے۔ لیکن اُن کے فساد کی ناپاکی کو اپنے آپ سے دور نہیں کر سکتے۔

مرغ بر بالا پران و سایہ اش پرندہ اوپر اُڑتا ہے اور اُس کا سایہ	**میدود بر خاک پرّاں مرغ وش** زمین پر مرغ کی طرح دوڑتا ہے
ابلہے صیاد آں سایہ شود اس سایہ کا شکار احمق کرتا ہے	**مے دود چند انکہ بے مایہ شود** جتنا دوڑتا ہے بے سود ہوتا ہے
بے خبر کاں عکس آں مرغ ہواست وہ اس ہوائی پرندے کے عکس سے بے خبر ہے	**بے خبر کہ اصل آں سایہ کجاست** اُسے خبر نہیں کہ اصل اُس سائے کا کہاں سے ہے

معنے۔ اس کو خبر نہیں کہ وہ تو ہوائی پرندے کا عکس ہے۔ اس کو خبر نہیں کہ اس سائے کی اصل کہاں سے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس احمق شکاری کو پتا نہیں کہ اس سائے کی اصل کہاں سے ہے پرندہ تو ہوا میں ہے اور یہ زمین پر جھک مار رہا ہے۔

اور خیال ہی سے باتیں کرتا ہے۔ یعنی خیالات کو ایک حقیقت تصور کر کے اُن ہی میں اپنی عمر ضائع کر دیے اور کارِ آخرت سے غافل رہے۔
مطلب۔ حق تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰہَہٗ ھَوَاہُ (ایسے شخص کو آپ نے دیکھا ہے) کہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔

نے چنانکہ از خیال آید بحال نہ ایسا کہ خیال سے آئے حال پہ	آں خیالش گردد او را صد وبال وہ خیال اس کے لئے سو طرح کا وبال ہو

معنے۔ یہ نہیں کہ خیال سے واپس حال پر آئے۔ بلکہ وہ خیال اس کے واسطے سو طرح کا وبال ہو
مطلب یہ ہے کہ وہ سویا ہوا ایسا نہ ہو کہ اپنے خیالِ باطل کو ترک کرے۔ کیونکہ خیالِ باطل کو چھوڑنے والا اہلِ معرفت کے نزدیک مدح کے لائق ہے بلکہ ایسا سویا ہوا ہو کہ اُس کا خیال اس کے واسطے سیکڑوں طرح کے وبال کا باعث ہو جائے یہی خیال ہے کہ جس کی ہم مذمت کر رہے ہیں۔

دیو را چوں حور بیند او بخواب جب وہ چڑیل (شیطان) کو خواب میں حور سمجھے	پس ز شہوت ریزد او با دیو آب پھر وہ شہوت سے اس چڑیل کے ساتھ آب (منی) گرائے
چونکہ تخم نسل او در شورہ ریخت چونکہ اس نے اپنی نسل کا تخم زمین شور میں گرایا	او بخویش آمد خیال از وے گریخت وہ اپنے آپ میں آیا تو خیال اس سے بھاگا
ضعف سر بیند ازاں و تن پلید اس سے جسم ناپاک اور سر میں ضعف معلوم کرے	آہ ازاں نقشِ پدید ناپدید ہائے! وہ نقش جو ظاہر تھا گم ہوا

معنے۔ اس بے خیال کی بنا پر احتلام ہو جاتا ہے اور جب جاگتا ہے تو افسوس کرتا ہے کہ ہائے وہ نقش جو ظاہر تھا گم ہو گیا۔ اور سوائے جسم ناپاک اور سر میں ضعف ہونے کے کچھ نہیں پاتا۔
مطلب۔ ان تینوں اشعار میں اُس شخص کی حالت کا بیان ہے کہ جو اپنے بیہودہ خیالات

سایۂ یزداں بود بندۂ خدا خدا کا بندہ خدا کا سایہ ہے	**مردۂ ایں عالم و زندہ خدا** اس جہان میں مردہ اور خدا کے نزدیک زندہ ہے

معنے۔ بندۂ حق۔ حق کا سایہ ہے۔ حق کا ہو کر یا سوائے حق سے جدا ہے۔
مطلب۔ ولی اللہ کو سایۂ یزداں اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے اپنی بشریت اور وجود عارضی کو تجلیاتِ حقانی کے سامنے بالکل فنا کر دیا ہے۔ اس لئے ولی اللہ کے اعتبار سے مردہ اور آخرت کے لحاظ سے زندہ ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (اللہ نے ایمانداروں سے اُن کی جانوں کو بہشت کے عوض خرید لیا) ان کو دنیا سے کیا تعلق وہ تو آخرت کے مالک ہیں۔

دامنِ او گیر زُودتر بے گماں بے شک اسکا دامن بہت جلد پکڑ لے	**تا رہی از آفتِ آخر زماں** تاکہ آخر زمانے کی آفت سے نجات پالے

لغات۔ زُودتر۔ زود تر کا مخفف ہے۔ بہت جلدی۔ آخر زماں۔ آخری زمانہ۔ یعنی موت کا وقت یا عالم آخرت۔
معنے۔ بے شک مرشد جلد پکڑ لو۔ تاکہ آخری زمانہ کی آفت سے نجات پاؤ۔
مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل کی جستجو کر کے فوراً دامن پکڑ لو تاکہ آخر زمانے کی آفت سے نجات پاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْتِبَارُ بِالْخَوَاتِیْمِ (اعتبار خاتمہ پر ہے)

کَیْفَ مَدَّ الظِّلّ نقشِ اولیاست اولیا کا نقش کَیْفَ مَدَّ الظِّلّ ہے	**کو دلیلِ نورِ خورشیدِ خداست** کیونکہ وہ نور خورشید کی دلیل ہے

لغات۔ کَیْفَ۔ کس طرح۔ مَدَّ الظِّلّ۔ سائے کو دراز کیا۔
معنے۔ نقشِ اولیا کو کس طرح دراز کیا ہے۔ کیونکہ وہ نور آفتاب حق کی دلیل ہے۔

تیر اندازد بسوئے سایہ او	ترکشش خالی شود در جستجو
اس کے سائے کی طرف تیر چلاتا ہے	تلاش میں اپنے ترکش کو خالی کرتا ہے

لغات - ترکش - خانہ تیر - جس میں شکاری تیر رکھتے ہیں۔

ترکشِ عمرش تہی شد عمر رفت	از دویدن در شکارِ سایہ تفت
اس کی عمر کا ترکش خالی ہوا - عمر گئی	سائے کے شکار میں دوڑنے کے باعث برباد ہوئی

لغات - تفتن گھلنا - تفت - تفتن کی ماضی ہے۔

معنے - جسطرح سایہ کے شکاری نے اپنی عمر کا ترکش خالی کیا اور عمر عزیز کو برباد کر دیا۔ یا سائے کے پیچھے دوڑنے سے عمر کو گھلا دیا۔ اسی طرح جو شخص بیہودہ خیالات میں لگا رہتا ہے اپنی قیمتی عمر کو ضائع کرتا ہے۔

سایۂ یزداں چو باشد دایہ اش	وارہاند از خیال و سایہ اش
جب اس کا دایہ خدا کا سایہ ہووے	تو اس کو خیال اور سائے سے نجات دے گا

لغات - سایۂ یزداں - خدا کا سایہ - مراد ولی - مرشدِ کامل - دایہ سے مراد مربی یعنی اولیاء اللہ خیال و سایہ سے مراد ممکنات ہیں۔

معنے جس شخص کو مرشد کامل دایہ کی طرح معرفت حق کا شیر پلائے وہی ان خیالات باطلہ سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو مرشد کامل کی تربیت ہو اور دایہ بن کر معرفت حق کا شیر پلائے ایسا شخص خیالاتِ باطل اور سایہ لاحاصل سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جس طرح دایہ کے باعث حیاتِ جسمانی کو مدد پہنچتی ہے اسی طرح پیر کامل کے ارشاد سے حیاتِ روحانی کو ترقی ملتی ہے۔

در تخریص متابعت ولی مرشد

ولی مرشد کی تابعداری کے بیان میں

منظر کی قید میں نہ پھنسو۔ بلکہ سب مظاہر سے گزر کر ذاتِ حق میں فنا ہو جاؤ۔ حضرت خلیل علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں مفصل موجود ہے جسکا باطنی مطلب یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کا مشاہدہ ستارے کے منظر میں کیا تھا۔ ھٰذَا رَبِّیْ (یہ میرا رب ہے) اشارہ ظاہر کی طرف ہے۔ منظر کی طرف نہیں ہے۔

فائدہ۔ یہاں سے ثابت ہوا کہ عشقِ مجازی کو ترک کرنا چاہیئے اور کسی خاص منظر کا پابند رہنے والا شخص سعادت سے محروم ہے۔

دامنِ شہ شمس تبریزی بتاب	رَو زِ سایہ آفتابے را بیاب
شہ شمس تبریزی کا دامن تھام لو	جاؤ سائے سے آفتاب کو ڈھونڈ و

لغات۔ سایہ سے مراد مرشد کامل۔ آفتاب سے مراد آفتاب حقیقت۔ بتاب۔ پکڑ

معنے۔ جاؤ مرشد کامل ڈھونڈو کہ شہ شمس تبریزی کی طرح اس کا دامن پکڑ لو۔

مطلب۔ چونکہ شمس حقیقت کا ذکر چل رہا تھا اور مولانا کے مرشد بھی شمس ہیں۔ اس لئے اس مطابقت کی بنا پر مولانا کا ذہن پیر و مرشد کی مدح کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ فنا فی الشیخ ایسا ہی ہونا چاہیئے صرف لفظی مناسبت پر تڑپ اٹھے۔

از ضیاء الحق حسام الدین بپرس	رہ ندانی جانبِ سُور و عُرس
تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھ لو	اس فرحت اور دلہن کی طرف راہ نہیں جانتے ہو

لغات۔ سُور۔ فرحت یعنی نشاط عشق حقیقی۔ عُرس۔ دلہن۔ اس سے مراد مولانا شمس تبریز ہیں۔

معنے۔ اس نشاط عشق حقیقی یا شمس تبریزی تک پہنچنے کی راہ نہیں جانتے تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھ۔

مطلب یہ ہے کہ اَلْاَوْلِیَاءُ عَرَائِسُ اللہِ۔ (اولیاء اللہ کی دلہنیں ہیں) مشہور ہے۔ لہٰذا مخاطب اگر تم عشق حقیقی یا شمس تبریز تک پہنچنا چاہتے ہو تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھو کیونکہ لَا یَرَی الْعَرَائِسَ اِلَّا الْمَحَارِمُ (دلہنوں کو محرم لوگ ہی دیکھ سکتے ہیں)۔ مولانا نے کسر نفسی کے لحاظ سے اپنا نام نہیں لیا بلکہ اپنے خلیفہ اعظم کا اسم شریف مع لقب بیان کر دیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اس شعر میں مولانا ایک آیت قرآن مجید کی تفسیر بطرز اہلِ باطن فرماتے ہیں جس کا شروع اس طرح ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ الآیہ (مخاطب! کیا تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا! کہ اس نے سائے کو کس طرح دراز کیا ہے اور اگر چاہتا تو اس کو ساکن کر دیتا پھر اس پر آفتاب کو دلیل ٹھیرایا پھر پوشیدہ طور پر اپنی طرف کھینچ لیا) اس آیت کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ سپیدی صبح سے طلوع آفتاب تک بحکم الٰہی تمام عالم میں سایہ پھیلا رہتا ہے اور آفتاب اس کی شناخت کی ایک دلیل اور ایک تمثیل ہے اگر آفتاب نہ ہوتا تو اس کی شناخت نہ ہوتی طلوع آفتاب کے بعد وہ سایہ اپنے مرکزِ اصلی یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف مقبوض ہو جاتا ہے اور آفتاب کا سایہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہ سایہ صبح صادق کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَہْرًا وَّ بَطْنًا (قرآن مجید کا ظاہر ہے اور باطن ہے) یعنی دو معنی ہیں۔ مولانا ارشاد فرماتے ہیں کہ سایہ کی درازی سے نقشِ اولیا مراد ہے اور نقش کے معنی اولیا کی ہستی یا اُن کا ارشاد ہے۔ اس صورت میں آیت کے یہ معنی ہوئے کہ مخاطب! تو نے اپنے رب کی طرف نہیں دیکھا ہے کہ اس نے اولیا کی ہستی یا اُن کے ارشاد کو جہان میں کس طرح پھیلایا ہے جو نورِ ذات حق کے اس طرح رہبر ہیں جیسا کہ سایہ آفتاب صبح صادق کی دلیل ہے ظہور صبح سے آفتاب کے طلوع تک کا سایہ اور وقت تمام وقتوں سے بہتر ہے کیونکہ نہ زیادہ روشنی اور نہ زیادہ تاریکی ہوتی ہے۔ بہشت میں ایسا سایہ ہمیشہ رہے گا۔

اندریں وادی مرو بے ایں دلیل	لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن گو چوں خلیل
اس میدان میں بغیر اس دلیل کے مت چلو	خلیل کی طرح کہو چھپنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

لغات۔ وادی میدان۔ لَا۔ نہیں۔ اُحِبُّ۔ پسند کرتا ہوں۔ الْاٰفِلِیْن۔ چھپنے والے۔ غائب ہونے والے۔ فنا ہونے والے۔

معنے سلوک کے میدان میں بغیر رہبر کامل کے قدم نہ بڑھاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح فانی کو کہو کہ میں پسند نہیں کرتا۔

مطلب یہ ہے کہ وادی سلوک میں بغیر مرشد کامل کے قدم مت اٹھاؤ اور اس وادی کے مظاہر میں اگر جلوۂ حق دیکھو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح بول اٹھو کہ میں فانی کو پسند نہیں کرتا۔ اور کسی خاص

گرچہ جسم خانہ حسد باشد ولیک	**آں حسد را پاک کرد اللہ نیک**
اگرچہ جسم حسد کا گھر ہے ولیکن	اس حسد کو اللہ نے (بعض جسموں سے) خوب پاک کر دیا ہے

لغات۔ نیک۔ خوب۔ عمدہ۔ لفظ نیک کا تعلق پاک کردن سے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جسم انسانی اگرچہ عام طور پر حسد کا گھر ہے مگر بعض جسموں کو اللہ تعالیٰ نے خوب اچھی طرح پاک اور صاف کر دیا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے اجسام ہیں۔

طَهِّرَا بَيْتِيَ بیان پاکیست	**گنج نور ست از طلسم خاکیست**
طَهِّرَا بَيْتِيَ۔ پاکی کا بیان ہے	اگرچہ طلسم خاکی ہے (مگر) نور کا خزانہ ہے

لغات۔ طَهِّرَا۔ تم دونوں پاک کرو۔ بَيْتِيَ۔ میرے گھر کو۔ طلسم۔ حیرت کدہ مراد جسم ہے۔ از۔ اگرچہ

معنے۔ تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو۔ پاکی کا بیان ہے اگرچہ جسم خاکی ہے لیکن نور کا خزانہ ہے

مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کے متعلق جو ارشاد فرمایا کہ میرے گھر کو صاف اور ستھرا کرو۔ اس سے مراد طہارت قلب ہے جو ایک قسم کا جسم اور خانہ خدا ہے۔ اس کو حسد، تکبر، بخل وغیرہ برے اخلاق سے پاک کرو۔ کیونکہ قلب اگرچہ خاکی ہے مگر نور الٰہی کا خزانہ ہے۔

نکتہ۔ سورہ بقر میں شروع آیت اس طرح ہے۔ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ (اور ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کے ذمے یہ کام لگا دیا کہ میرے گھر کو ... صاف ستھرا کرو) مولانا قدس سرہ العزیز نے اپنے باطنی رنگ میں مذکورہ بالا معنے ارشاد فرمائے ہیں۔

چوں کنی بابے حسد مکر و حسد	**زاں حسد دل را سیاہی ہا رسد**
اگر تم بے حسد لوگوں (خاصان خدا) کیساتھ مکر و حسد کرو گے	تو اس حسد کے باعث دل کو کئی طرح کی سیاہی پہنچے گی
خاک شو مردان حق را زیر پا	**خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما**
مردان حق کے پاؤں کے تلے خاک ہو	ہماری طرح حسد کے سر پر خاک ڈال

یافت پاکی از جناب کبریا۔ جسم پر از کبر و پر حقد و ریا۔ **لفظی ترجمہ**۔ جناب کبریا سے پاکیزگی پاتا ہے۔ جسم بھرا ہوا کبر و پر کینہ و ریا کا
معنے۔ یہی جسم جو کبر و ریا اور کینہ و حسد کا بھرا ہوا ہے جناب کبریا سے پاکی و طہارت پاتا ہے۔

در حسد گیرد ترا در رہ گلو اور اگر راہ میں حسد تیرے گلے کو پکڑے	در حسد ابلیس را باشد غلو حسد میں ابلیس کو حد سے زیادہ بڑھنا ہے

لغات ۔ حسد ۔ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہنا ۔ غلو ۔ حد سے بڑھنا ۔

معنے ۔ اگرچہ خدا کی راہ میں حسد تیرا گلا دبائے ۔ پھر بھی اس راہ کو ضیاء الحق حسام الدین ہی سے دریافت کریا ۔ کیونکہ حسد شیطان کا طریقہ ہے جس کا نتیجہ سوائے بربادی اور محرومی کچھ نہ نکلا ۔ اس شعر کا پہلے کے ساتھ تعلق ہے

کو ز آدم ننگ دارد از حسد اس کا حسد کے باعث آدم سے عار ہے	با سعادت جنگ دارد از حسد سعادت کے ساتھ حسد کے باعث جنگ کرتا ہے
عقبۂ زیں صعب تر در راہ نیست کوئی گھاٹی اس سے زیادہ سخت راہ میں نہیں ہے	اے خنک آں کش حسد ہمراہ نیست کیا ہی اچھا وہ شخص ہے کہ جس کے ہمراہ حسد نہیں ہے

لغات ۔ عقبہ ۔ گھاٹی ۔ پہاڑ کی چوٹی ۔ صعب ۔ سخت ۔ خنک ۔ ٹھنڈا ۔ خوش نصیب ۔

ایں جسد خانۂ حسد آمد بداں یہ جسم حسد کا گھر بنا ہوا جانو	از حسد آلودہ باشد خانداں حسد کے باعث خاندان آلودہ ہوا ہے

معنے ۔ جسم انسانی حسد کا گھر ہے ۔ اسی باعث سے جسم کا تمام خاندان یعنی عقل فکر حواس خمسہ سب کے سب حسد سے بھرپور ہیں ۔

خانماں ہا از حسد گردد خراب بہت سے خاندان حسد کے باعث خراب ہو گئے ہیں	باز شاہی از حسد گردد غراب حسد کے باعث بادشاہی باز بھی کوا ہو جاتا ہے

لغات ۔ غراب ۔ کوا ۔ مراد ذلت اور خواری ہے ۔ یعنی ذلیل ہو جاتا ہے

بینی آں باشد کہ او بوئے برد ناک وہ ہے کہ جو (حق کی) بو حاصل کرے	بوئے اوراجانب کوئے برد بو اس کو کوچۂ (محبوب) کی طرف لے جائے

لغات ۔ بینی ناک ۔ اہل تصوف کے نزدیک معنوی بینی ۔ قوت شامہ قلبی مراد ہے ۔ یعنی دل کی ساقت جو بوئے اسرار معرفت معلوم کرتی ہے ۔ ظاہری ناک مراد نہیں ہے ۔

معنے ۔ ناک وہ ہے جو بوئے اسرار معرفتِ حق حاصل کرے اور وہ بو اس کو محبوب تک پہنچا دے

مطلب یہ ہے کہ ناک سے ہماری مراد ظاہری ناک نہیں بلکہ وہ ناک ہے جو اہل حق کے کلمات طیبات کی خوشبو سے فائدہ اٹھائے اور یہ خوشبو بینی والے کو کوچۂ محبوب تک پہنچا دے ۔

ہر کہ بویش نیست بے بینی بود جس شخص کو بو نہیں آتی بغیر ناک کے ہے	بوئے آں بو یست کو دینی بود بو وہی بو ہے جو دین کی ہے

معنے ۔ جس کو بوا سرارِ معرفت حق نہیں آتی وہ ناک کے بغیر ہے کیونکہ بو وہی ہے جو دین کی ہو

مطلب یہ ہے کہ جس شخص کی باطنی بینی میں محبوب کی خوشبو نہیں ہے گویا اس کی بینی ہی نہیں ہے ۔ مقصود حاصل نہ ہوا تو ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اور لفظ بو سے ہماری مراد ظاہری عطر وغیرہ نہیں ہے بلکہ دینداری کی خوشبو ہے ۔

نکتہ ۔ جس کی باطنی بینی میں دینداری کی خوشبو پہنچی وہ واصل محبوب ہو گیا ۔ یہی کافی نہیں ہے بلکہ ایک اور شرط بھی ہے اس کے لئے اگلا شعر ملاحظہ ہو ۔

چونکہ بوئے بُرد و شکر آں نہ کرد جس شخص نے بو حاصل کی اور اس کا شکر نہ کیا	کفر نعمت آمد و بینیش خورد کفران نعمت ہوا اور اس کی ناک کٹ گئی

لغات ۔ بینی خوردن ۔ بینی بریدہ شدن ۔ دوسرے مصرع میں خُورد پہلے مصرع کی مناسبت سے خوَرد پڑھا جائے گا ۔

معنے ۔ باطنی بینی تک بوئے محبوب پہنچنے کے بعد اس نعمت کا شکر یہ ادا نہ کرنا کفران نعمت

سعنے۔ مردانِ خدا کی اطاعت میں آپ کو فنا کر اور ہماری طرح حسد کے سر پہ خاک ڈال۔
مطلب یہ ہے کہ حسد کا انجام بُرا ہے اور حاسد ہمیشہ ذلیل اور خوار رہتا ہے۔ جیسا کہ اس مکار اور فریبی وزیر کا بُرا حشر ہوا تھا۔ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے ومن شر حاسد اذا حسد (حاسد کے حسد کی شر کیلئے خدا سے پناہ مانگو)

دربیان حسد کردن وزیر جہود

(یہودی وزیر کے حسد کرنے کا بیان)

آں وزیرک کز حسد بودش نژاد	تا بباطل گوش و بینی باد داد
وہ وزیر کہ جس کی نسل حسد سے تھی	یہاں تک کہ بیہودگی میں کان اور ناک کو برباد کیا

لغات۔ وزیرک میں کاف تصغیہ کے واسطے ہے یعنی کمینہ وزیر۔ نژاد۔ نسل۔ باد۔ برباد کا مخفف ہے۔

سعنے۔ حاسد وزیر نے خیال باطل کی بنا پر اپنا ناک اور کان کٹائے۔

مطلب یہ ہے کہ اس وزیر حاسد نے خیال یا مذہبی تعصب کے باعث اپنا ناک اور کان کٹائے اور آخر کار خودکشی کی نوبت آئی اور بہتوں کو گمراہ کر گیا

ہر کسے کو از حسد بینی کند	خویش را بے گوش و بے بینی کند
جو شخص کہ حسد کے باعث انکار کرتا ہے	اپنے کان اور ناک کٹواتا ہے

لغات۔ گُنَد۔ پہلے مصرع میں کاف کی زبر ہے۔ بینی کندن اور بینی زدن کے معنی انکار کرنا ہے

سعنے۔ حسد کی وجہ سے جو شخص احکام انبیاء و ارشاد اولیا سے انکار کرتا ہے وہ اپنے کان اور ناک کٹواتا ہے

مطلب یہ ہے کہ جو شخص انبیا علیہم السلام کے احکام اور اولیائے کرام کے ارشاد سے انکار کرتا ہے گویا کہ وہ اپنے کان اور ناک کاٹتا ہے۔ کانوں سے احکام اور ارشاد کو نہیں سنتا اور ناک سے کلمات طیبات کی خوشبو نہیں لیتا۔

واسطے ان کی ہدایت کارگر نہیں ہوتی۔

فہم کردن حاذقان نصاریٰ مکر وزیر را

(نصرانیوں کے دانا لوگوں کا وزیر کے مکر کو سمجھ لینا)

ناصح دیں گشتہ آں کافر وزیر	کردہ او از مکر در لوزینہ سیر
اس کافر وزیر نے دین کا ناصح ہو کر	مکر سے حلوے میں لہسن ڈالا

لغات۔ لوزینہ۔ حلوائے بادام۔ سیر۔ لہسن۔ سیر در لوزینہ کردن۔ بسیار مکر کردن۔ بڑا بھاری مکر کرنا۔
معنے۔ اس کافر وزیر نے ناصح دیں بن کر بڑا بھاری مکر کیا۔

ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت او	لذتے میدید و تلخی جفت او
جو شخص کہ صاحب ذوق تھا اس نے اس کی بات میں	لذت کو تلخی کے ساتھ ملا ہوا دیکھا

معنے۔ نصاریٰ میں سے جو شخص صاحب ذوق اور دانا تھا اُس نے معلوم کر لیا کہ وزیر کا ظاہر کلام تو اچھا ہے مگر اس کا باطنی اثر نہایت ہی برا ہے۔
مطلب۔ یہی حالت موجودہ زمانے کے اکثر صوفیوں کی ہے۔ ظاہر میں تو عوام کو طریق فنا اور بقا کی تعلیم دیتے ہیں لیکن باطن میں ان کا مقصد دنیا طلبی ہے خود گمراہ اور پابند شریعت نہیں ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ باطنی تعلیم میں ہر وقت چست اور اتباع شریعت میں نہایت سست ہیں زبان پر تو اللہ رسول کا نام ہے اور عملی حالت کچھ بھی نہیں۔ ؎

محال است سعدی کہ راہ صفا — تواں یافت بز در پئے مصطفےٰ

نکتہ ہا میگفت او آمیختہ	در جلاب و قند زہرے ریختہ
وہ دنیاوی اغراض کے ساتھ ملے جلے نکتے بیان کرتا	شربت میں زہر ڈالتا تھا

لغات۔ جلاب۔ گل آب کا معرب ہے یعنی پھول کا پانی۔ عرقِ گل۔ قند مصری۔ جلاب و قند۔ شربت

ایسا کام کرتا ہے تو اس کی نعمت سلب ہو جائے گی۔

مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمت اور زیادہ دوں گا۔ اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے) یہاں سے ثابت ہوا کہ عرفان حاصل ہونے کے بعد اس کا شکریہ ادا کرے یعنی صدق اور اخلاص سے دوسروں کو ہدایت کرے۔ شکریہ ہے کہ مکر و فریب سے بچے۔ ورنہ مکار وزیر کی طرح ناک کٹ جائے گی۔ یعنی سلب معرفت ہو جائے گا۔

شکر کن مر شاکراں را بندہ باش	**پیش ایشاں مردہ شو پائندہ باش**
شکر کر شکر گزاروں ہی کا بندہ ہو	ان کے آگے مردہ ہو (اور) زندہ ہو

لغات۔ شاکراں۔ شاکر کی جمع بمعنی شکر گزار۔ پائندہ۔ قائم۔ زندہ۔ باقی۔

معنے۔ خاصانِ خدا کا بندہ ہو اور ان کے آگے اپنی ہستی کو مردہ بنا تاکہ زندہ ہو جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ والوں کا غلام بن اور ان کے سامنے کمال تواضع سے پیش آ۔ اور مردہ بنا رہ۔ اپنی ہستی کچھ نہ سمجھ یعنی فانی الشیخ ہو جا۔ تاکہ فنا کے بعد تجھے بقا حاصل ہو۔

چوں وزیر از رہزنی مایہ مساز	**خلق را تو بر میاور از نماز**
وزیر کی طرح ڈاکے سے پونجی نہ بنا	خلقت کو دکھانے کے واسطے نماز ادا نہ کر

لغات۔ بر میاور۔ ادا نہ کر۔ از حرف زائد ہے یا بر میاور بمعنی منع نہ کر

معنے۔ وزیر مکار کی طرح ڈاکہ ڈال کر مال جمع نہ کر اور مخلوق کو دکھانے کے لئے نماز نہ پڑھو۔

مطلب یہ ہے کہ رہزنی کو اپنی پونجی نہ بناؤ۔ کیونکہ یہ مکاری اور دھوکا ہے اور مخلوق کو نماز سے منع نہ کر۔ کیونکہ دیگراں را نصیحت خود را فضیحت یہ بھی معیوب ہے ایسی نصیحت با اثر نہیں ہوتی۔

نکتہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اَلْعِلْمُ بِدُوْنِ الْعَمَلِ وَبَالٌ۔ وَالْعَمَلُ بِدُوْنِ الْعِلْمِ ضَلَالٌ (علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے گمراہی ہے) بنا بریں ناصح کے فرائض سے ہے کہ اول خود عمل کرے پھر دوسروں کو نصیحت کرے۔ آج کل کے ناصح اور واعظ خود بے عمل ہیں۔ اسی

مطلب یہ ہے کہ انسان کی بات انسان کا ایک حصہ ہے کیونکہ اس کی زبان سے نکلی ہے جو حال انسان کا ہے وہی اس کی بات کا بھی۔ دوسرے مصرع میں پہلے مصرع کی وضاحت بطور مثال ہے روٹی کا حال اُس کے ایک ٹکڑے سے معلوم ہو جاتا ہے جیسا ٹکڑا ہوگا ویسی ہی روٹی ہر ایک شخص کے اقوال سے اُس کے نیک اور بد ہونے کی شناخت ہو سکتی ہے۔

زاں علیؓ فرمود نقل جاہلاں اسی واسطے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ جاہلوں کی بات	**بر مزابل ہمچو سبزہ است اے فلاں** کوڑے کرکٹ پر سبزے کی طرح ہے۔ اے فلانے!

لغات۔ نقل۔ قول۔ مزابل جمع مزبلہ۔ جائے نجاست وسرگین وغیرہ۔

معنے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔ کہ جاہل کی بات ایسی ہے جیسے کوڑے کرکٹ پر سبزی۔

مطلب۔ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا ہے۔ نِعَمُ الْجَاہِلِ کَرَوضَۃٍ فِیْ مَزْبَلَۃٍ (جاہل کی نعمتیں ایسی ہیں جیسے ناپاک جگہ میں سبزہ زار)۔ قول بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے لہذا حضرت مولانا قدس سرہ العزیز نے نعمت سے مراد قول لیا ہے۔

بر چناں سبزہ ہر آں کو بر نشست جو شخص کہ ایسے سبزے پر بیٹھا	**بر نجاست بیشکے بنشستہ است** یقیناً نجاست پر بیٹھا ہوا ہے

معنے۔ جو شخص ایسے سبزے پر بیٹھا کہ جس کے نیچے نجاست پوشیدہ ہے تو گویا وہ نجاست پر بیٹھا ہے

مطلب۔ جاہل شخص کی بات ایسی ہے جیسے سبزہ نجاست میں۔ اس کا ظاہر باطن کے خلاف ہے۔ جو شخص دھوکا کھا کر ایسے سبزے پر بیٹھ گیا یعنی جاہل کی بات پر اعتبار کر بیٹھا وہ گویا نجاست پر بیٹھ گیا۔ یعنی بجائے نور ہدایت کے گمراہی کی تاریکی اور نجاست میں ملوث ہو گیا۔

بایدش خود را بشستن از حدث اسکو چاہیئے کہ اپنے آپ کو ناپاکی سے دھوڈالے	**تا نماز فرض او نبود عبث** تاکہ اسکی نماز فرض بیکار نہ ہونے پائے

لغات۔ حدث۔ ناپاکی حقیقی ہو یا حکمی۔ ظاہری ہو یا باطنی۔ عبث۔ بیکار۔ فضول۔ باطل

معنے۔ وزیر کے کلماتِ حکمت دنیاوی اغراض کے ساتھ مخلوط ہوتے تھے۔ گویا کہ شربت میں زہر کو ملاتا تھا۔ یعنی ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور ہوتا تھا۔

ہاں مشو مغرور زاں گفتِ نکو ہاں! نیک بات کہی ہوئی سے دھوکے میں نہ آؤ	زانکہ دارد صد بدی در زیرِ او کیونکہ بظاہر نیک بات کہی ہوئی اس طرح کی بدی اپنے نیچے رکھتی ہے

لغات۔ مغرور۔ دھوکا دیا گیا۔ کیونکہ غرور کرنے والا شخص بھی حقیقت میں دھوکے میں ہوتا ہے۔ اور ناجائز حرکت کرتا ہے۔

معنے۔ مکاروں کی نرم نرم چکنی چپڑی باتوں سے دھوکے میں نہ آنا۔ کیونکہ اس ظاہر کی نیک گفتگو کے باطن میں سو طرح کی بدیاں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ مکاروں کا ظاہر باطن کے خلاف ہوتا ہے

او چو باشد زشت گفتش زشت داں جو شخص برا ہے اس کی بات بھی بری جانو	ہرچہ گوید مردہ آں را نیست جاں جو کچھ (دل) مردہ کہتا ہے اس میں جان نہیں ہے

معنے۔ برے آدمی کی بات بھی بری جاننی چاہیئے کیونکہ دل مردہ (بباعث معصیت) کہتا ہے اس میں بھی خود نورانیت نہیں ہوتی۔

مطلب یہ ہے کہ بات کا اعتبار قائل کے اعتبار پر موقوف ہے برے کی بات بری۔ اچھے کی اچھی ہوتی ہے۔ دوسرے مصرع میں مردہ سے وہ شخص مراد ہے کہ جس کا دل برے اوصاف مثلاً کفر۔ نفاق۔ کبر۔ مکر وغیرہ سے تاریک اور مردہ ہوگیا ہو ایسے شخص کی بات بھی ناکارہ اور مردہ ہوتی ہے

گفت انساں پارۂ انساں بود انسان کی بات انسان کا ٹکڑا ہے	پارۂ از ناں یقیں داں ناں بود یقیناً روٹی کا ٹکڑا بھی روٹی ہی ہوتا ہے

معنے۔ انسان کی بات کو بھی اس کا ایک حصہ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ روٹی کا ٹکڑا بھی یقیناً روٹی ہی ہوتا ہے۔

تسلی و تسکین خاطر تھی۔

مطلب۔ شاہ یہود کا پیغام وزیر مکار کی طرف ایسا ہے جیسا کہ شیطان ملعون کا پیغام نفس امارہ کی طرف ہوتا ہے یعنی شیطان اپنی فطری شرارت کے باعث نفس انسانی اور اس کے متعلقین کی دھجیاں اڑا دیتا ہے۔

آخر الامر از برائے آں مراد | **تا دہد چوں خاک ایشاں را بباد**
آخر کار اس مراد برآری کے لئے | تاکہ خاک کی طرح ان کو برباد کر دے

معنے۔ آخر کار شاہ یہود نے اس خیال سے کہ دشمنوں کی ہستی نابود ہو گیا ہو ؟

پیش او بنوشت شہ کاے مقبلم | **وقت آمد زود فارغ کن دلم**
اس کی طرف بادشاہ نے لکھا کہ اے اقبال مند | وقت آگیا ہے جلدی میرے دل کو فارغ کر

زانتظارت دیدہ و دل بر رہ است | **زیں غمم آزاد کن گر وقت ہست**
تیرے انتظار سے آنکھ اور دل رستے پر لگے ہوئے ہیں | اگر وقت ہے تو اس غم سے مجھ کو آزاد کر

معنے۔ میں تیری کارروائی کا ہر وقت منتظر ہوں اور نصرانی لوگ تیرے تابع فرمان ہو گئے ہیں۔ اب دیر کس بات کی ہے۔ ان میں فتنہ ڈال کر مجھ کو ان کے غم سے آزاد کر تاکہ میں بھی آشتی کی گھڑی دیکھوں۔

گفت اینک اندریں فکرم شہا | **کافگنم در دین عیسیٰ فتنہا**
اس نے کہا کہ بادشاہ میں اسی فکر میں ہوں | کہ دین عیسائی میں کئی طرح کے فتنے ڈالوں

معنے۔ وزیر نے جواب میں لکھا کہ بادشاہ سلامت فکر نہ کریں میں ہر وقت اسی فکر میں ہوں کہ دین عیسوی میں کئی طرح کے فتنے ڈالوں اور میں اپنے ارادے میں بہت جلد کامیاب

معنے۔ وزیر مکار عرصہ چھ سال تک اپنے بادشاہ سے جدا رہ کر۔ عیسائیوں کا پیرو مرشد بنا رہا۔

دین و دل را کل بدو بسپرد خلق خلقت نے سب دین اور دل اسکے سپرد کر دیا	پیش نہی و امر او پے برد خلق اس کے امر اور نہی کے آگے خلقت جھک گئی

لغات۔ نہی منع کرنا۔ امر۔ حکم کرنا۔ پے بردن۔ پیچھے لگنا۔ جھک جانا۔
معنے۔ تمام نصرانیوں نے اس کے کہنے پر گردن جھکا دی۔ اور تمام اپنا دین و ایمان اُسے دے دیا
مطلب یہ ہے کہ تمام نصرانی مخلوق نے اپنا دین اور ایمان اس کے سپرد کر دیا۔ اور سب اس کے شیدائی ہوکر اُس کا ہر ایک حکم ماننے لگے۔ وزیر کی یہاں تک عملی کارروائی کے بعد بادشاہ یہود نے وزیر کو حسب ذیل پیغام بھیجا

پیغام شاہ پنہانی بسوئے وزیر پُرتزویر

(بادشاہ یہود کا خفیہ پیغام وزیر مکار کے نام)

لغات۔ تزویر۔ اسکا مادہ زُور ہے۔ جس کے معنے جھوٹ ہیں۔ پُرتزویر بہت جھوٹا مکار۔ منفقی۔

درمیانِ شاہ و او پیغام ہا بادشاہ اور وزیر کے درمیان پوشیدہ پیغام تھے	شاہ را پنہاں بدو آرام ہا اور انکے ذریعے بادشاہ کو کئی طرح کے آرام تھے

معنے۔ شاہ یہود اور وزیر مکار کے درمیان خفیہ طور پر خط و کتابت رہتی تھی اور وزیر قرار داد نصرانیوں میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ لہذا بادشاہ کو سب طرح کی طرف

اعتمادِ جملہ بر گفتارِ او | **اقتدائے جملہ بر رفتارِ او**
سب کو اُس کی بات پر بھروسہ | سب اُس کی رفتار کے پیچھے لگے ہوئے

لغات۔ اعتماد۔ بھروسہ۔ اقتدا۔ تابعداری۔

پیشِ او در وقت و ساعت ہر امیر | **جاں بدادے گر بدو گفتے کہ میر**
اس کے سامنے ہر ایک امیر فوراً | جان دیتا اگر وہ اُس کو کہتا کہ مرجا

معنے۔ مکار وزیر ان پر پوری طرح سے حاوی ہو چکا تھا اور وہ ہر وقت اس کے اشارے پر جان دینے اور مرنے مارنے کو تیار تھے۔

مطلب اسی طرح سالک کے وجود میں بارہ امیر ہیں۔ حسد۔ غضب۔ حرص۔ شہوت اترانا۔ جلد بازی۔ کینہ۔ تعصب۔ طولِ امید۔ بخل۔ تکبر۔ اور بارہ فرقے ہیں۔ پانچ حواس ظاہری۔ سننا۔ دیکھنا۔ سونگھنا۔ چکھنا۔ چھونا۔ اور پانچ حواس باطنی حسِ مشترک۔ خیال متصرفہ۔ وہم۔ حافظہ۔ قوۃ نظری۔ قوۃ عملی۔ نفس امارہ جو بمنزلہ مکار وزیر ہے۔ ان بارہ امیروں پر مع اُن کے فرقوں کے غالب آجاتا ہے۔ اور سالک کو راہ سلوک سے جدا کرکے جدید مرضی ہونے پڑتا ہے۔ جیسا کہ وزیر نے نصرانیوں کو گمراہ کر دیا تھا۔

چوں زبوں کرد آں جہودک جملہ را | **فتنہ انگیخت از مکر و دہا**
جب اس یہودی نے سب کو عاجز کر لیا | تو فریب اور دانائی سے فتنہ اٹھایا

لغات۔ زبون۔ عاجز۔ تابع۔ جہودک میں کاف تحقیر ہے یعنی ذلیل یہودی۔ دہا۔ زیرکی۔ جودتِ فکر یعنی فن اور غریب۔ چالبازی۔

تخلیط وزیر در احکام انجیل و مکرِ آں

وزیر کا احکام انجیل کو غلط ملط کر دینا اور اُس کا مکر

ہونے والا ہوں۔

بیان دوازدہ سبط نصارے

نصرانیوں کے بارہ فرقوں کا بیان

لغات۔ سبط۔ فرزند زادہ۔ پوتا۔ یعقوب نبی کے فرزندوں کا گروہ۔ یہاں مطلق گروہ مراد ہے۔

قومِ عیسیٰ را بُد اندر دار و گیر قوم عیسیٰ کی حکومت کے اندر	حاکماں شاں دہ امیر و دو وزیر ان کے بارہ امیر تھے

لغات۔ بُد۔ بود کا مخفف ہے۔ دار و گیر۔ حکومت۔
معنے۔ عیسائیوں میں بحیثیت حکومت بارہ سردار الگ الگ بارہ فرقوں کے امیر اور حاکم تھے۔

ہر فریقے مر امیرے را تبع ہر ایک فریق خاص امیر کا تابعدار	بندہ گشتہ میر خود را از طمع لالچ کے باعث اپنے امیر کا بندہ ہوگیا تھا

لغات۔ تبع۔ پیروی۔ پیرو۔ یہاں مراد پیرو ہے۔ میر۔ امیر کا مخفف ہے۔ طمع سے اسباب دنیا کی امید مراد ہے۔

آں دہ و آں دو امیر و قوم شاں وہ بارہ امیر اور ان کی قوم	گشتہ بندہ آں وزیرِ بے نشاں اس وزیر ناشدنی کے بندے ہوگئے

لغات۔ بے نشان۔ ناشدنی۔ غارت اور برباد ہونے کے قابل۔ یہ کلمہ بددعا کا ہے

ایسی حالت میں سچی توبہ اور مقبول ہوگی۔ غرض سالک ریاضت کو نہ چھوڑے ورنہ سوائے حرمان اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ قبولیت توبہ کے لئے ریاضت اور بھوک رکن ہے اور انسان بھوک اور ریاضت کی طاقت لہذا ایسی توبہ کرے نہ سے رجوع کرے یعنے باز رہے غرض توبہ کرنا ناممکن ہے۔

در یکے گفتہ ریاضت سود نیست ایک میں بیان کیا کہ ریاضت بے کار ہے	**اندریں رہ مخلصی جز جود نیست** اس راستے میں سوائے بخشش کے خلاصی نہیں ہے

معنے۔ ایک میں بیان کیا کہ ریاضت بے فائدہ ہے کیونکہ اس میں سوائے سخاوت کے نجات نہیں۔

مطلب مولانا کا یہ ہے کہ ریاضت بغیر سخاوت کے فضول ہے کیونکہ جب تک مال اور مرتبے کی محبت ہے ریاضت بیکار ہے حق تعالے ارشاد فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ (تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک کہ پیاری چیزوں میں سے (راہِ خدا میں) خرچ نہ کرو گے) لہذا سالک کے واسطے سخاوت لازم ہے تاکہ رفتہ رفتہ ماسوی اللہ کی محبت دل سے نکل جائے یہاں تک کہ عزتِ آخرت کے واسطے جان کو بھی راہِ خدا میں قربان کر ڈالے کیونکہ مشہور ہے کہ مال قربان جاں اور جان قربانِ عزت ہے۔

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ ریاضت بے سود محض ہے۔ تکلیف اٹھانا فضول ہے۔ انسان کو چاہیے کہ ریاضت کو ترک کرے اور بخشش کو اختیار کرے۔ جیسا کہ اکثر فضول خرچ کرنے والوں کا طریقہ ہے۔

در یکے گفتہ کہ جوعِ و جودِ تو ایک میں بیان کیا کہ تیری بھوک اور بخشش	**شرک باشد از تو با معبودِ تو** تیری طرف سے تیرے معبود کے ساتھ شرک ہے
جز توکل جز کہ تسلیم تمام سوائے توکل اور پورے تسلیم کے	**در غم و راحت ہمہ مکر است و دام** غم اور خوشی میں سب مکر اور جال ہے

ساخت طومارے برائے ہر یکے اس نے ہر ایک کے نام کا ایک صحیفہ بنایا	**نقش ہر طومار دیگر مسلکے** ہر ایک صحیفے کی تحریر کا دوسرا طریقہ

لغات۔ طومار تاریہ صحیفہ۔ مسلک۔ طریقہ۔ چلنے کی جگہ۔

معنے۔ وزیر نے بارہ گروہ کے نام بارہ صحیفے لکھے اور ہر ایک کا مضمون جدا جدا تھا احکام حلت اور حرمت مختلف تھے ایک ہی چیز کو ایک میں حلال اور دوسرے میں حرام لکھا

حکم ہائے ہر یکے نوعِ دگر ہر ایک کے حکم دوسری قسم کے	**ایں خلافِ آں ز پایاں تا بسر** یہ اس کے خلاف سر سے پاؤں تک

معنے۔ ہر ایک کا حکم سرتاپا ایک دوسرے کے خلاف تھا

مطلب۔ آئندہ اشعار میں مولانا قدس سرہ العزیز ان صحیفوں کے بعض مضامین کے اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو وزیر مکار نے بارہ فرقوں کے واسطے تصنیف کئے تھے۔ ان میں مولانا نے یہ کمال دکھایا ہے کہ ہر ایک شعر کے دو معنی ہیں ایک میں مولانا کا مقصود ہے اور دوسرے میں وزیر کے مطالب ہیں

در یکے راہِ ریاضت را و جُوع ایک (صحیفے) میں ریاضت اور بھوک کے راستہ کو	**رکنِ توبہ کردہ و شرطِ رجُوع** توبہ کا رکن اور رجوع کی شرط بیان کیا

لغات۔ ریاضت۔ عبادت۔ روحانی ورزش۔ جُوع۔ گرسنگی۔ بھوک۔ رکن جزو۔ رکن توبہ توبہ کا جزو۔

معنے۔ ان میں سے ایک صحیفہ میں ریاضت اور بھوک کے ذریعہ توبہ کا رکن یعنی جزو اور رجوع کی شرط بتائی۔

مطلب۔ مولانا کا یہ ہے کہ عبادت اور بھوک قبولیت توبہ کے لئے رکن اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے شرط ہے۔ کیونکہ ریاضت اور بھوک سے دل کو نور اور نفس کو فتور ہے۔

خدمت کا صلہ ضرور دے گا۔ ورنہ حالت عبادت میں توکل اپنا سمجھنا بے معنی لفظ بیانی ہے۔ جب قطعاً اجرت ملنے کی امید ہے تو توکل کے کیا معنی،

در یکے گفتہ کہ امر و نہی ہاست ۔۔ بہر کردن نیست شرح عجز ماست

ایک میں بیان کیا کہ امر و نہی ہیں ۔۔ کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ہماری عاجزی کا بیان ہے

لغات۔ شرح۔ خلاصہ۔ تفسیر۔ بیان۔

قدرت حق را بدانیم آں زماں ۔۔ تاکہ عجز خود بہ بینیم اندر آں

ہم خدا کی شان کو اس وقت جانتے ہیں ۔۔ جب ہم اس میں اپنی عاجزی کو دیکھتے ہیں

معنے۔ خدا کی شان کو ہم اس وقت جانتے ہیں جبکہ ہم اپنی عاجزی کو معین دیکھتے ہیں

مطلب مولانا کا دونوں اشعار میں یہ ہے کہ شریعت میں جن امر اور نہی کا ذکر ہے یہ صرف عمل ہی کے لئے نہیں بلکہ ایک اور فائدہ بھی ہے کہ جس وقت سالک امر اور نہی بجالائے گا اس کا دل روشن ہوگا اور صفائی باطن سے اس امر کو ضرور بابر کرے گا کہ میں امر اور نہی کو اُن کے حق کے مطابق ادا نہیں کر سکتا لہذا احکام شرعی ہماری عاجزی کے شارح اور بیان کرنے والے ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ (اے خدا! ہم تیرے حق عبادت سے عاجز ہیں)

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ شریعت کے امر اور نہی عمل کرنے کے واسطے نہیں ہیں بلکہ یہ احکام واضح طور پر بیان کر رہے ہیں کہ ہر گز تم شرعی تکلیف اٹھانے اور اس کے بجالانے سے عاجز ہو اور قاعدے کی بات ہے۔ تُعْرَفُ الْاَشْيَاءُ بِاَضْدَادِهَا (چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں)، لہذا انسان اپنے آپ کو عاجز جانے گا اور خدائے واحد قیوم کو قادر سمجھے گا۔

در یکے گفتہ کہ عجز خود مبیں ۔۔ کفر نعمت کردن است آں عجز ہیں

ایک میں بیان کیا کہ اپنی عاجزی مت دیکھو ۔۔ ہاں یہ عاجزی کفران نعمت کرنا ہے

لغات - توکل - وکالت میں دینا۔ کسی کے ذمے کرنا۔ تسلیم - سونپ دینا یعنے خدا کے ذمے کرنا اور اس کو سونپنا۔

معنے - غم اور خوشی میں سوائے پورے توکل اور تسلیم کے سب کچھ مکر اور جال ہے

مطلب مولانا کا ہر دو اشعار میں یہ ہے کہ جو شخص ریاضت اور بخشش کا اپنے آپ کو فاعل حقیقی جانتا ہے وہ مشرک ہے کیونکہ اس میں خودی اور تکبر کی بو پائی جاتی ہے جو شرک خفی ہے لہذا سالک پر لازم ہے کہ ریاضت اور بخشش میں مشغول بحق اور متوکل بر خدا رہے اور اُن کو بھی اپنے دوسرے اعمال کے ساتھ اللہ کی سپرد کرے اور ناچیز محض ہو جائے۔ کیونکہ قبولیت خدا کے اختیار میں ہے لہذا توکل اور تسلیم کی پابندی رنج اور راحت میں کرے اور اگر گھبراہٹ اور پریشانی ظاہر کرے گا تو نفس اور شیطان کے دام میں پھنس جائے گا۔

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ ریاضت اور بخشش شرک خفی ہے۔ سالک کے لئے تسلیم اور توکل واجب ہے لہذا ریاضت اور بخشش کو ترک کر کے تسلیم اور توکل کی عادت ڈالے۔ رنج میں رکھے یا راحت میں۔ دوزخ میں رکھے یا بہشت میں اگر رہنما اور رہبر تسلیم اور توکل کے سوا دوسرا راستہ بتائے۔ یعنی ریاضت اور بخشش کی ہدایت کرے تو یہ اس کا مکر اور فریب ہے اس کے دھوکے سے بچو۔

در یکے گفتہ کہ واجب خدمت است	**ورنہ اندیشہ توکل تہمت است**
ایک میں بیان کیا کہ خدمت واجب ہے	ورنہ توکل کا خیال تہمت ہے

معنے - ایک میں بتایا کہ خدمت واجب ہے اور توکل عبادت کے بغیر جائز نہیں اور تہمت کا اندیشہ ہے۔

مطلب مولانا کا یہ ہے کہ عبادت الہی واجب ہے اور توکل بغیر عبادت کے ناجائز ہے کیونکہ ایسے شخص پر ملحد اور زندیق ہونے کی تہمت کا امکان ہے۔

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ بندے پر عبادت الہی واجب ہے اور مخدوم پر خادم کی اجرت لازم ہے لہذا ہمیں مطمئن رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالے عبادت اور

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو نہ عاجز جانو نہ قادر بلکہ سوفسطائی بن جاؤ جن کا مذہب یہ ہے حَقِیْقَۃُ الْاَشْیَآءِ غَیْرُ ثَابِتَۃٍ - یعنی حقیقت میں کوئی شے موجود نہیں ہے سب کچھ وہم کی باتیں ہیں۔

در یکے گفتہ زعجز و قدرتت — بگذری ہرچہ اندر فکرتت
ایک میں بیان کیا کہ اپنی عاجزی اور قدرت — اور جو کچھ تیرے فکر میں ہے اسکو چھوڑ دے

از ہوائے خویش در ہر ملتے — گشتہ ہر قومے اسیر زلتے
اپنی خواہش سے ہر ایک مذہب میں — ہر ایک قوم گناہ میں اسیر ہوئی ہے

معنے۔ ہر ایک قوم ہر ایک مذہب میں اپنی خواہش سے گناہ میں اسیر ہوئی ہے۔
مطلب مولانا کا یہ ہے کہ جبر اور قدر کو چھوڑ اور ماسوی اللہ سے گذر کیونکہ ان میں فکر کرنا خلاف طریقت ہے ہر ایک قوم نے اپنی خواہش پر عمل کر کے غلطی کھائی ہے اور گناہ میں گرفتار ہوئی ہے۔
مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ جبر اور قدر دونوں کو چھوڑ کر سوفسطائی بن جاؤ نہ ادھر نہ ادھر یہ بلا کدھر؟

در یکے گفتہ بکش ایں شمع را — کیں نظر چوں شمع آمد جمع را
ایک میں بیان کیا کہ اس شمع کو دور کر — کیونکہ یہ نظر تمام دنیا کیواسطے شمع کی طرح ہے

از نظر چوں بگذری و از خیال — کشتہ باشی نیم شب شمع وصال
اگر تو نظر اور خیال سے گزرے گا — تو آدھی رات میں وصال کی شمع کو بجھائے گا

مطلب مولانا کا ہر دو شعر میں یہ ہے کہ اپنی نظر کی شمع کو ظاہری چیزوں سے دور نہ کر کیونکہ حق کی مظہر ہیں اگر دور کرو گے تو مشاہدہ حق سے محروم رہو گے کیونکہ یہ نظر اولیاء اللہ۔

قدرت خود بیں کہ ایں قدرت ازوست اپنی قدرت دیکھ کہ یہ اسی کی قدرت ہے	**قدرت خود نعمت او داں کہ ہوست** اپنی قدرت کو اس کی نعمت جان کہ وہ ہے

لغات ۔ ہو ۔ اللہ تعالےٰ ہو ہے ۔ ہو الاول ہو الاخر ہو الظاہر ہو الباطن کا جامع ہے ۔ ہو ضمیر بھی وہی ہے ۔

معنے ۔ اپنے آپ کو دیکھ کہ یہ اسی کی قدرت ہے اپنے آپ کو عاجز جاننا ہی کفرانِ نعمت ہے ۔

مطلب ۔ مولانا کا دوسرے شعر میں یہ سالک کو خطاب ۔ اپنے آپ کو عاجز نہ جان کیونکہ یہ مذہب جبریہ کا ہے بلکہ یہ سمجھ کہ اللہ تعالےٰ نے تجھ کو قدرت عنایت فرمائی ہے اُس کا شکریہ ادا کر اپنے آپ کو صرف عاجز ہی جاننا کفرانِ نعمت ہے لہذا سالک پر لازم ہے کہ اپنی قدرت کے مطابق عبادت کرے ۔ اور اپنی قدرت کو اس کی نعمت سمجھے ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ہو ہے

مطلب ۔ وزیر مکار کا یہ ہے کہ بندہ عاجز نہیں ہے بلکہ اللہ نے اُس کو قدرت دی ہے لہذا اپنے آپ کو افعال اپنا کی طرح قادر سمجھے اور اپنی قدرت کو بالکل وہی قدرت حقانی جانے

در یکے گفتہ کزیں دو در گذر ایک میں بیان کیا کہ ان دونوں کو چھوڑ	**بُت بود ہرچہ بگنجد در نظر** جو کچھ نظر میں سماتا ہے بت ہے

معنے ۔ ایک میں یہ بیان کیا کہ ان دونوں کو چھوڑ دو کیونکہ عجز و قدرت پر ہر وقت نظر رکھنا گویا بت کو دیکھنا ہے

مطلب ۔ مولانا کا یہ ہے کہ جبر اور قدر کے جھگڑے کو چھوڑ کیونکہ اپنے آپ کو کسی شے پر بھی قادر جاننا ایک طرح کی دو رخی ہے ۔ اور عجز و قدرت پر ہر وقت نگاہ رکھنا تمہارے حق میں بت ہو جائے گا ۔ کیونکہ یادِ خدا سے غفلت ہو گی ۔ حدیث شریف میں وارد ہے کُلّ ما الہاک عن اللہ فہو صنمک (جو چیز تم کو اللہ سے غافل کرے وہی تمہارا بت ہے)

ایک کو قبول نہ کرنے سے ہزاروں طرح کے فائدے ہوں گے۔ حصول دنیا کو ایک بار دنیا کی نیت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اس صورت میں بہت ہی زیادہ حاصل ہو گی۔

برتو شیریں کرد در ایجاد حق	در یکے گفتہ کہ آنچست دادِ حق
تجھ پر حق نے وجود میں لاکر شیریں کر دیا ہے	ایک میں بیان کیا کہ جو کچھ خدا کی داد ہے

معنے۔ ایک میں یہ بتایا کہ خدا نے جو کچھ تجھے دیا وہ تیرے وجود میں آکر شیریں ہو گیا۔

خویشتن را در میفگن در زحیر	برتو آساں کرد وخوش آں را بگیر
اپنے آپ کو رنج میں نہ ڈال	جو چیز تجھ پر آسان کی ہے اس کو خوشی سے لے

لغات زحیر۔ پیچش کی بیماری۔ اور استعمال میں بمعنی ناخوش۔ آزردہ۔ ناخوشی۔ آزردگی

معنے جو تجھ پر آسان کیا ہے اسے خوشی سے قبول کر۔ خود کو رنج میں نہ ڈال

مطلب مولانا کا یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تم پر مباح کیا ہے اس کو صبر اور خوشی کے ساتھ قبول کرو۔ کیونکہ مقدر سے زیادہ نہیں مل سکتا۔

مطلب۔ وزیر مکار کا یہ ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے ایجاد کیا ہے اور تم پر حاصل کرنا آسان ہے اس کو حاصل کرو۔ شریعت کی آسان چیزوں کو طلب کرو۔ اور شریعت کے ممنوعات کے ترک کے رنج میں نہ پڑو

تشریح۔ یہ مذہب فرقہ اِباحیہ کا ہے جو ہر ایک چیز کو اپنے واسطے جائز اور مباح سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاں حلت اور حرمت و شریعت کے احکام کچھ چیز نہیں ہیں۔

کاں قبولِ طبع تو ردست و بد	در یکے گفتہ کہ بگذار آنِ خود
کیونکہ جو چیز تیری طبع کو قبول ہے وہ مردود اور بری ہے	ایک میں بیان کیا کہ اپنی آن کو چھوڑ

لغات۔ آن فارسی زبان میں مال اور ملکیت کو کہتے ہیں یہاں مراد مقتضائے طبیعت

کی جماعت کے واسطے بمنزلہ شمع ہے جس سے کہ راہِ معرفت سجھائی دیتی ہے۔

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ سب چیزیں حق کے مظاہر ہیں لہذا ان سے نظر کو دور نہ کرو۔ کیونکہ ان کا دیدار دیدار حق ہے بلکہ ان کی پرستش کرو کیونکہ یہ چیزیں خدا تک پہنچا دیتی ہیں

در یکے گفتہ کمش با کے مدار ایک میں بیان کیا کہ سمجھ دے خوف نہ کر	تا عوض بینی یکے راصد ہزار تاکہ ایک کے بدلے میں ایک لاکھ دیکھے
کہ ز کشتن شمع جاں افزوں شود کیونکہ بجھانے سے جان کی شمع تیز ہوتی ہے	لیلیت از صبر چوں مجنوں شود تیری لیلیٰ صبر کے باعث مجنوں جیسی ہوتی ہے
ترک دنیا ہر کہ کرد از زہد خویش جس شخص نے دنیا کو اپنے زہد کے باعث ترک کیا	پیش آمد پیش او دنیا و بیش اس کے سامنے دنیا اور زیادہ پیش ہوئی

مطلب مولانا کا ہر سہ اشعار میں یہ ہے۔ مخاطب! اپنی شمع نظر کو ان چیزوں کے دیکھنے سے روک تاکہ تجھ کو اس ایک کے عوض میں ایک لاکھ ملے یعنی تجلیاتِ حق پے درپے نصیب ہوں۔ مولانا مثنوی میں دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ؎ چشم بند و گوش بند و لب ببند۔ گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند۔ (ترجمہ) آنکھ۔ کان اور لب بند کر۔ اگر تو خدا کے بھید کو نہ دیکھے تو ہم پر ہنس۔

تشریح۔ کیونکہ شمعِ نظر گل ہو جانے سے شمع روح روشن ہوتی ہے۔ انسان اگر ماسوی اللہ سے آنکھیں بند کرے تو وصال حقیقی تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر مرتبہ عاشقی سے معشوقی تک پہنچ جائے گا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ترک دنیا۔ اور زہد۔ زاہد دنیا سے بھاگتا ہے اور وہ اس کے پیچھے لگی آتی ہے۔

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ ان مظاہر کو نہ دیکھو کیونکہ ان سے مشاہدہ حق کی امید ہے جو غیر ضروری چیز ہے اور دنیاوی چیزوں پر نظر نہ ڈالنے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ لوگ تم کو تارک الدنیا زاہد سمجھ کر اور زیادہ رجوع کریں گے اور نذریں نیازیں لائیں گے

راہیں پیدا ہو کر قوموں میں باہمی جنگ و جدال کا باعث ہوتی ہیں۔ لہذا بڑی جماعت کا تابعدار ہو اگرچہ گناہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور جس عمل کو وہ نہ کریں اگرچہ اچھا ہو وہ بدعت و معصیت ہی ہو کیونکہ طبعی تقاضا، ورنہ اگر مذہب حق ہوتا تو ہر ایک شخص مذہب حق سے آگاہ ہوتا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ لہذا تقاضائے طبعی مذہب حق نہیں بلکہ مذہب حق وہی ہے جس پر کثرت رائے ہو۔ اور اس پر بہت لوگ عمل کریں خواہ وہ عمل گناہ ہو یا طاعت۔

در یکے گفتہ میسر آں شود	کہ بیاشد دل غذا جاں بود
ایک میں بیان کیا کہ وہ آسان ہے	کیونکہ دل کی زندگی اور جان کی غذا ہے

لغات۔ آں کا اشارہ الیہ عبادت اور ترک لذات نفسانیہ ہے۔
معنے۔ ایک میں بیان کیا کہ وہ آسان ہے کیونکہ وہی جان کی غذا اور دل کی زندگی ہے

ہر چہ ذوقِ طبع باشد چوں گذشت	بر نیارد ہمچو شورہ ریع و کشت
جس کی طبع کا ذوق جاتا رہا	شور زمین میں زراعت اور گھاس کسطرح پھل نہیں لاتی ہے

لغات۔ ذوق طبع۔ لذت روحانی۔ بر نیارد۔ نہیں لاتی۔ شورہ۔ شور زمین۔ ریع۔ افزونی زراعت۔ کشت۔ گھاس۔
معنے۔ جسے ذوق طبع نہ ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ شور زمین میں گھاس جو بغیر پھل ہوتی ہے

جز پشیمانی نہ باشد ریع او	جز خسارت پیش نارد بیع او
سوائے پشیمانی کے اس کی ترقیِ کاشت نہیں ہے	اس کی بیع سے سوائے خسارے کے حاصل نہیں ہے

لغات۔ بیع۔ خرید و فروخت کرنا۔ لین دین کرنا۔
معنے۔ اس کی کاشت کی ترقی سوائے پشیمانی کے نہیں ہے۔ سوائے خسارے کے اس کی بیع سے حاصل کچھ نہیں ہوتا۔

سب۔ طبیعت بھی ملکیت ہے۔ قبول۔ مقبول۔ رَدّ۔ مردود۔

معنے۔ ایک نیں بات یہ کہ اپنی آن چیز کیونکہ جو تجھے مقبول ہے وہ مردود اور بری ہے

راہہاے مختلف آساں شدہ مختلف رستے آسان ہو گئے	**ہر یکے را ملّتے چوں جاں شدہ** ہرایک کے لئے مذہب جان کی طرح ہوا ہے

لغات۔ راہہاے مختلف مختلف قوموں کے جدا جدا طریقے۔

معنے۔ مختلف قوموں کے لئے جدا جدا طریقے آسان ہو گئے اور ہرایک کے لئے مذہب جان کی طرح ہوا ہے

گر میسّر کردنِ حق رہ بُدے اگر حق کی راہ آسان ہوتی	**ہر جہود و گبر زاں آگہ بُدے** تو ہر ایک یہودی اور گبر اس سے آگاہ ہوتا

۲

لغات۔ میسّر۔ آسان۔ بُدے۔ بودے کا مخفف۔ آگہ۔ آگاہ کا مخفف ہے۔

معنے۔ اگر اللہ تعالے کی راہ آسان ہوتی تو اس سے ہرایک یہود و گبر آگاہ ہوتا۔

مطلب۔ مولانا کا ہر سہ اشعار میں یہ ہے کہ مخاطب! اپنے تقاضائے طبع اور خواہش نفسانی کو ترک کر کیونکہ اس کا تقاضا مردود اور بد ہے بلکہ پابندی شریعت کرو کیونکہ نفس اور طبیعت ہمیشہ آزادی اور چیزوں کی اباحت کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے مختلف راہیں افسوس پر آسان ہو گئی ہیں۔ ہر ایک شخص اپنی خواہش کے مطابق اپنے ہوائی مذہب کا پابند ہو گیا ہے اگر ہر ایک شخص کے واسطے اللہ کی طرف سے حقانی مذہب کا حاصل کرنا آسان ہو جاتا تو ہر ایک کافر شخص مذہب حق سے آگاہ ہوتا۔ حالانکہ آگاہ نہیں ہے مگر اس کو اپنے مذہب پر چلنے کے واسطے حق تعالے کی طرف سے بڑے بڑے سامان عنایت ہوتے ہیں۔ لہذا پابندی شریعت کے بغیر کسی چیز پر آسانی سے عمل کا ہو جانا اس کے مذہب حق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ تقاضائے طبعی پر عمل نہ کرو کیونکہ اس سے مختلف

مشکل میں تمیز کرو اور نتیجے کی خوبی کو دیکھو۔

در یکے گفتہ کہ اُستادے طلب ایک میں بیان کیا کہ کوئی استاد طلب کر	**عاقبت بینی نیابی در حسب** (کیونکہ) تو عاقبت کو دیکھنا عزت نہیں پائے گا

لغات۔ اُستاد۔ مرشد کامل۔ خواہ رسول ہو یا اس کا نائب یا ولی۔ حسب۔ عزت مال سے ہو یا خاندان یا دین سے۔

معنے۔ تو عاقبت میں عزت نہیں پا سکتا جب تک کہ مرشد کامل نہ پکڑے۔

عاقبت دیدند ہر گوں اُمتے ہر ایک طرح کی امت نے (بغیر مرشد کے) عاقبت دیکھی	**لاجرم گشتند اسیرِ زلتے** [illegible] لغزش میں مبتلا ہوئی

لغات۔ عاقبت۔ آخرت۔ انجام کار۔ دور اندیشی۔ لاجرم۔ ضرور۔ زلت لغزش۔ گناہ۔

معنے۔ عاقبت میں ہر ایک امت جو بغیر مرشد کے ہوگی ضرور گناہ میں مبتلا ہوگی۔

عاقبت دیدن نباشد دستِ باف انجام کار دیکھنا ہاتھ کا کام نہیں ہے	**ورنہ کے بودے ز دینہا اختلاف** ورنہ دینوں [illegible] اختلاف کب ہوتا!

لغات۔ دست باف۔ ہاتھ کا کام یعنی آسان چیز۔

معنے۔ عاقبت بینی آسان چیز نہیں ہے۔ ورنہ اختلاف مذاہب نہ ہوتا۔

مطلب۔ مولانا کا ہر سہ اشعار میں یہ ہے کہ سالک! مرشد کامل کی تلاش کر اور اپنے حسب نسب۔ مال اور خاندان پر غرور نہ کر کیونکہ دور اندیشی اور مشاہدہ حق حسب سے حاصل نہیں ہوتا ہے جن لوگوں نے بغیر ارشاد مرشد کے عاقبت بینی چاہی وہ گناہ میں مبتلا ہو گئے۔ عاقبت بینی آسان چیز نہیں ہے ورنہ دنیا میں اختلاف مذاہب نہ ہوتا اور اپنے گھر میں [illegible]

آں مُیَسّر نہ بود اندر عاقبت وہ آخر میں آسان نہیں ہے	**نام او باشد مُعَسّر عاقبت** نام اس کا آخر میں مشکل ہے

لغات آں کا اشارہ الیہ عبادت اور پابندی لذات ہے۔ میسر آسان۔ معسر۔ مشکل۔ عاقبت۔ نتیجہ۔

معنے۔ وہ آسان نہیں کیونکہ اسکا نام آخر میں مشکل ہے

تو مُیَسّر از مُعَسّر باز داں تو پھر آسان کو مشکل سے معلوم کر	**عاقبت بنگر جمال این و آں** آخر میں اس کی اور اس کی خوبی دیکھ

معنے۔ تو آسان کو مشکل سے جدا معلوم کر۔ آخر میں دونوں کی خوبی دیکھ۔

مطلب۔ مولانا کا ان پانچ اشعار میں یہ ہے کہ حصول میں آسان۔ عبادت اور ترک لذاتِ نفسانیہ ہے جو حیاتِ دل اور غذائے روح ہے۔ لذت نفسانی فانی ہے اس کے باعث طبیعت بیکار اور شور زمین کی طرح ہوجاتی ہے۔ جس میں محبت الہی کا تخم بار آور نہیں ہو سکتا۔ لہذا زمینِ طبع میں سوائے پشیمانی اور کسی قسم کی زراعت نہ ہوگی۔ اور عاقبت میں خسارہ ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ طبیعت لذات نفسانی کے باعث کسی قابل نہیں رہتی ہے لہذا مخاطب! آسان اور مشکل میں تمیز حاصل کر۔ عارفوں کے نزدیک عبادت آسان اور پابندی لذات نفسانی مشکل ہے۔ نیز دنیا کی ظاہری تنگی اور آسانی پر نہ جاؤ۔ اکثر دنیاداروں کا انجام تنگ ہے کیونکہ مال یادِ خدا سے غافل کرتا ہے اور بہت سے فقرا کا انجام آسان ہے کیونکہ یادِ خدا میں لگے رہتے ہیں نیکی اور بدی آسانی اور تنگی کا دار و مدار خاتمہ پر ہے۔

مطلب۔ وزیر مکار کا یہ ہے کہ آسان چیز وہ ہے جس سے دل خوش اور جان تازہ اور جسم مضبوط ہو اس کا مدار لذتِ نفس پر ہے لہذا لذت نفسانی کو نہ چھوڑو۔ ورنہ طبیعت میں ضعف ہوگا۔ اور زمینِ طبع سے سرسبزی و شادابی دور ہوگی۔ سوائے پشیمانی کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ اس ترک لذت اور حسرت کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جس چیز کا ملنا پہلے آسان تھا اب مشکل ہوجائے گا۔ ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ لہذا تم آسان اور

مطلب ۔ وزیر مکار کا یہ ہے کہ تم خود ہنرمند ہو اگر نہ ہوتے تو دوسرے ہنرمند کو کیسے پہچانتے اگر اتنی عقل ہے تو مرد بنو اور جو کچھ عقل میں آئے کر گزرو۔ استاد کی کیا ضرورت ہے خواہ نبی اور ولی ہی کیوں نہ ہو۔ اگر ان کی تابع ہوگا تو عقلمند لوگ تیرا مذاق اڑائیں گے اور تجھ کو بے وقوف بنائیں گے۔

در یکے گفتہ کہ ایں جملہ توئی	**مے نگنجد درمیانِ ما دوئی**
ایک میں بیان کیا کہ یہ سب کچھ تو ہی ہے	ہمارے درمیان دوئی کی سمائی نہیں ہے

معنے ۔ ایک میں بتایا کہ تو ہی سب کچھ ہے ہم میں دوئی کی سمائی نہیں ہے

مطلب مولانا کا یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ ! سب موجودات تیرے مظہر ہیں سب میں تو ہی نظر آتا ہے اگر ان کو تیرے مظہر نہ مانا جائے تو کسی دوسرے کے مظہر ہوں گے اسی کا نام شرک خفی اور دوئی ہے۔

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ خداوند ! تمام موجودات عین حقیقت ذات ہیں ورنہ دوئی لازم آتی ہے۔ یعنی تیرے وجود کی طرح ان کا وجود بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

در یکے گفتہ کہ ایں جملہ یکے ست	**ہر کہ او دو بیند احول مردکیست**
ایک میں بیان کیا کہ یہ سب کچھ ایک ہے	جو شخص کہ دو دیکھتا ہے بھینگا آدمی ہے

لغات ۔ احول بھینگا۔ جسے ایک کے دو نظر آئیں۔ مردک میں کاف تصغیر ہے یعنی ذلیل آدمی

معنے ۔ ایک میں بتایا کہ یہ سب کچھ ایک ہے اور جو ایک کو دو دیکھتا ہے وہ احول ہے

مطلب مولانا کا یہ ہے کہ تمام موجودات ازل میں لاشئی محض ہیں اور عالم کثرت میں تعین اور تعدد واقع ہوا ہے اس مسئلہ کو اہل سلوک وحدتِ وجود کہتے ہیں

مطلب وزیر مکار کا یہ ہے کہ تمام موجودات یکساں ہیں۔ حلال حرام۔ جائز نا جائز۔ کہنا اور کسی فعل کو واجب سمجھنا اور کسی فعل کو ترک کرنا عقل ناقص کا کام ہے۔

ہیں ہو جانا۔ لہذا پیغمبروں کا آنا اور مذاہب کا اختلاف اسی واسطے ہے کہ ہر ایک شخص اپنے زمانے کے موافق رسولوں اور مرشدوں کی تعلیم سے عاقبت بین بن جائے۔

مطلب وزیر سرکار کا یہ ہے کہ کسی استاد کی جستجو کرو۔ اور اس سے دنیا کمانا سیکھو۔ کیونکہ عاقبت بینی یہی ہے۔ دین کی سوچ بچار عاقبت بینی نہیں ہے بغیر دنیا کے دین درست نہیں ہوتا جو لوگ دین کے پیچھے پڑے وہ دولت دنیا سے محروم رہے لہذا اہل ہنر استادوں کے فرمان پر عمل کرنا طاعت ہو یا گناہ۔ عاقبت بینی یعنی دنیا کا کمانا کچھ آسان کام نہیں ہے اس میں استاد کی ضرورت ہے اگر آسان ہوتا تو اختلافِ مذاہب نہ رہتا کیونکہ دنیا کمانے کے واسطے لوگوں نے نئے نئے مذہب ایجاد کئے ہیں تاکہ اسی کے پردے میں دنیا کمائیں۔ حاصل یہ ہے کہ دنیا کا کمانا نہایت دشوار ہے اسی باعث سے دین داری کے جھگڑے نکلے ہیں۔

در یکے گفتہ کہ اُستا ہم توئی ایک میں بیان کیا کہ استاد بھی تو ہی ہے	**زانکہ اُستا را شناسا ہم توئی** کیونکہ استاد کو پہچاننے والا بھی تو ہی ہے
مرد باش و سُخرہ مرداں مشو مرد بن اور مردوں کی بازگاہ نہ ہو	**رَو سرِ خود گیر و سرگرداں مشو** جا اپنا فکر کر اور پریشان نہ ہو

مطلب مولانا کا یہ ہے کہ اگر تم خود کامل ہو تو دوسرے کامل کی ضرورت نہیں ہے تم خود استادِ وقت ہو اور اگر سارا جہان کاملوں سے پُر ہو اور تم کو تمیز نہ ہو اور حق و باطل میں فرق نہ کرسکو تو تمہارے واسطے کچھ فائدہ نہیں ہے اور اگر عقل اور ادراک ہے تو استاد و معلم حقیقی اور مرشد بلا واسطہ یا بواسطہ حق تعالےٰ ہی ہے۔ اَلرَّحمٰنُ عَلَّمَ القُراٰن ہ خَلَقَ الاِنسَانَ عَلَّمَہُ البَیَانْ (رحمٰن ہی نے تو پڑھنا سکھایا۔ انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان سکھایا) خلاصہ یہ ہے کہ عقل کامل والا خود اپنا ہادی ہے۔ اگر عقل ہے تو مرد بن۔ جھوٹے مکار صوفیوں کے پیچھے پیچھے نہ پھر تا کہ لوگ تیرا مذاق نہ اڑائیں اور تیری حالت پریشان نہ ہو۔ مشہور ہے کہ حضرت شیخ عطارؒ اور حضرت شیخ بہاءالدین نقشبند کسی کے مرید نہ تھے۔ اول الذکر کو روحانی بیعت حضرت بایزید بسطامیؒ سے اور ثانی الذکر کو شیخ عبدالخالق غجدوانیؒ سے تھی۔

تا ز زہر و از شکر در نگذری	کے تو از گلزار وحدت بر خوری
جب تک زہر اور شکر سے نہ گزرے گا	گلزار وحدت سے کب پھل کھائے گا

معنے۔ جب تک صفاتِ جلال وجمال کے جھگڑوں میں پڑے رہو گے۔ تیری وحدت تک رسائی نہ ہوگی۔

مطلب یہ ہے کہ اسماء وصفات متقابلہ الٰہی یعنی مُذل او معزّ۔ مُحیی اور مُمیت قابض اور باسط۔ نافع اور ضار سب کا منبع ذات واحد حق ہی ہے۔ یہاں سے گزر کر گلزار وحدت کے ثمرات حاصل کرتا ہے۔

وحدت اندر وحدت ست این مثنوی	از سمک رو تا سماک اے معنوی
یہ مثنوی وحدت وحدت کے اندر ہے	طالب معنی مچھلی سے ستارے تک چل

لغات۔ سمک۔ مچھلی اس سے مراد عالم پستی ہے۔ سماک۔ ستارہ۔ اس سے مراد عالم علوی ہے۔ معنوی۔ معنے والا۔ یعنی طالب معنی۔

معنے۔ یہ مثنوی وحدت در وحدت ہے طالب کو عالم پستی سے عالم علوی تک جانا چاہیئے

مطلب یہ ہے کہ یہ مثنوی سراسر ذکر وحدت ہے۔ طالب باطن اس پر عمل کرکے عالم ناسوت سے عالم لاہوت تک ترقی کر سکتا ہے۔

دربیان آنکہ اختلاف درصورت روش ست نہ در حقیقت

اس بات کے بیان میں کہ اختلاف ظاہر میں معلوم ہوتا ہے لا درحقیقت میں نہیں ہے

ایں نمط زیں نوع دہ طومار دو	بر نوشت آں دین عیسیٰ را عدو
اس طرح اس قسم کے بارہ صحیفے	اس دین عیسوی کے دشمن نے لکھے

معنے۔ بارہ صحیفے مختلف قسم کے اس دشمن دین عیسوی نے لکھے

در یکے گفتہ کہ صد یک چوں بود ایک میں بیان کیا کہ سو کس طرح ایک ہوں	**ایں کہ اندیشد مگر مجنوں بود** جو شخص کہ یہ اندیشہ کرے شاید دیوانہ ہے

لغات ۔ کاف کہ اسیہ ۔ مگر کے بعد آنکہ محذوف ہے۔

معنے ۔ ایک میں بتایا کہ سو چیزیں ایک نہیں ہو سکتیں جو یہ خیال کرے وہ دیوانہ ہے
مطلب مولانا کا یہ ہے کہ خالق اور مخلوق میں فرق اعتباری ضرور ہے کیونکہ سو چیزیں ایک یعنی عین ذات نہیں ہو سکتیں

مطلب [illegible] یہ ہے کہ خالق اور مخلوق میں فرق حقیقی ہے یعنی موجودات اُس کا مظہر نہیں ہیں۔ [illegible] فرق کی صورت میں سو چیزیں مل کر ایک نہیں ہو سکتیں۔

تشریح ۔ مولانا کے طرز کلام میں تناقض نہیں ہے اور وزیر کا طرز کلام مختلف ہے۔ لہذا نصاریٰ میں اختلاف پڑا۔

ہر یکے قولیست ضد یک دگر ہر ایک بات ایک دوسری کی ضد ہے	**چوں یکے باشد بگو زہر و شکر** بتاؤ کہ زہر اور شکر ایک کس طرح ہو سکتے ہیں
در معانی اختلاف و در صور صورت اور معنوں میں اختلاف	**روز و شب بیں خار و گل سنگ و گہر** رات اور دن خار و گل پتھر اور موتی کی طرح دیکھ

معنے ۔ صورتوں اور معنوں میں ایسا اختلاف ہے جیسا کہ رات اور دن پھول اور کانٹا پتھر اور موتی میں فرق ہے۔

مطلب یہ ہے کہ وزیر کی ہر ایک بات ایک دوسری کے خلاف ہے پہلے ریاضت اور بھوک کی مدح ۔ اور پھر برائی بیان کی ۔ بعدہٗ بخشش کی تعریف اور پھر اس کی برائی بیان کی ۔ زہر اور شکر سے برے اور اچھے اعمال مراد ہیں ۔ صورت اور معنی کا اختلاف یہ ہے کہ نماز اور چوری [illegible] شے مختلف ہیں ۔ [illegible] نیک اعمال کی [illegible] تاثیر [illegible] سب سے بڑے [illegible] موتی [illegible] فرق ہے۔

باد صبا ہر ایک طرح کے رنگ سے پاک ہے۔

نیست یک رنگی کزو خیزد ملال یک رنگی یہ نہیں کہ اس سے رنج پیدا ہو	**بل مثالِ ماہی و آب زلال** بلکہ مچھلی اور آب شیریں کی مثال ہے

لغات۔ زلال شیریں اور ٹھنڈا پانی۔

معنے۔ یکرنگی یہ نہیں کہ اس سے رنج پیدا ہو بلکہ اس کی مثال پانی اور مچھلی کی سی ہے جیسے وہ پانی میں خوش رہتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ وحدت کا رنگ دنیاوی رنگ کی طرح نہیں ہے کہ جس سے رنج اور شقت پیدا ہو بلکہ ایسا ہے کہ جیسے مچھلی اور پانی۔ اسی طرح سالک مقام کثرت سے نکل کر بحر وحدت میں نہایت ہی خوش رہتا ہے۔

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست اگرچہ خشکی میں ہزاروں طرح کے رنگ ہیں	**ماہیاں را با یبوست جنگہاست** مچھلیوں کو خشکی کے ساتھ کئی طرح کے جنگ ہیں

لغات۔ ہزاراں رنگ۔ طرح طرح کے نقش۔ یبوست۔ خشکی

معنے۔ اگرچہ دنیا میں طرح طرح کی صورتیں اور قسم قسم کے نقش و نگار ہیں تاہم بحرِ وحدت کی مچھلی خشکی کو پسند نہیں کرتی

کیست ماہی چیست دریا در مثل مچھلی کون ہے؟ دریا کیا ہے؟ مثال میں	**تا بداں ماند خدائے عزّ و جل** تا کہ اس کے ساتھ خدا عزت اور جلال والے کو مشابہت ہو

لغات۔ عزّ و جل۔ صاحب عزت اور جلال۔

معنے۔ خدا عز و جل اور مچھلی و دریا کی مثال کو انبیاء و اولیاء نہ سمجھ لینا۔ یہ صرف مثال کے لئے ہے

مطلب یہ ہے کہ مخاطب! مچھلی بیچاری کون ہے کہ اس کو انبیاء و اولیاء کے ساتھ

مطلب یہ ہے کہ وزیر نے اس طرز کے بارہ صحیفے نصارا کے بارہ فرقوں کے نام لکھے جن کے اختلافِ مضمون کا نمونہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ جن کے باعث نصارا میں باہمی کشمکش بڑھی اور اختلاف پیدا ہوا۔

او زیک رنگی عیسیٰ بو نداشت اس میں گو عیسیٰ کی یک رنگی کی بو نہ تھی		و ز مزاجِ خمِ عیسیٰ خو نداشت اور خم عیسوی کے مزاج سے عادت نہ رکھتا تھا

لغات۔ او کا مرجع وزیر ہے۔ یک رنگی۔ اتحادِ حقیقی۔ خم عیسیٰ۔ عیسیٰ کی قلبی طاقت۔

معنے۔ وزیر کو اس بات کی خبر نہ تھی کہ عیسیٰؑ اور موسےٰؑ میں کچھ فرق نہیں بلکہ وہ متحد حقیقی تھے اسی بنا پر اس نے دو رنگی برتی۔

مطلب یہ ہے کہ وزیر کو معلوم نہ تھا کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسےٰؑ میں اتحاد حقیقی ہے ورنہ لوگوں کو گمراہ نہ کرتا۔ اور اگر خم عیسیٰؑ کی عادت سے آگاہ ہوتا تو معلوم کر لیتا کہ جو کچھ خم موسوی میں تھا وہی خم عیسوی میں ہے جس میں خدا کے پاک بندے رنگے جاتے ہیں اس کا نام الٰہی رنگ ہے۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (اللہ کا رنگ ہے اور اللہ سے بڑھ کر کس کا رنگ ہے)

جامۂ صد رنگ ازاں خمِ صفا سو رنگ کا کپڑا اس صاف مٹکے سے		سادہ و یکرنگ بودے چوں ضیا سادہ اور ایک رنگ روشنی کی طرح ہوتا ہے

لغات۔ جامہ صد رنگ سے مراد مختلف عقیدے کے لوگ ہیں۔ خمِ عیسیٰ سے مراد مذہب عیسوی ہے یا جامۂ صد رنگ سے مراد وہ شخص ہے جو اوصاف ذمیمہ کیساتھ متصف ہو اور اغراض دنیوی کا بندہ

معنے۔ اس خم صفا سے سادہ اور یکرنگ کپڑے سو رنگ ہو کے نکلے مانند ضیا کے۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مذہب عیسوی کے اتباع سے یک رنگ وحدت میں رنگے جاتے تھے۔ وہ اغراض دنیوی سے سادہ ہو جاتے تھے اور ان کا دل منور ہو کر قابل تجلی ذات ہو جاتا تھا۔

تشریح۔ بعض نسخوں میں بجائے ضیا صبا ہے۔ یعنی ایسے پاک ہو جاتے ہیں جیسے

معنے ۔ پہاڑ میں قیمتی پتھر لعل وغیرہ اور دریا میں موتی ۔ کھیت میں اناج پیدا ہونے کے لئے علاوہ اور چیزوں کے آفتاب کی بھی ضرورت ہے خشکی اور تری کی عطا اور بخشش اگرچہ آفتاب پر موقوف ہے مگر آفتاب کا طلوع اور غروب حق تعالےٰ کے اختیار اور حکم میں ہے لہذا حاکم کو محکوم کے ساتھ کیسے تشبیہ دی جاسکتی ہے ۔

مطلب ۔ مذکورہ بالا دونوں اشعار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گو ظاہر میں عطائے آفتاب اور وجود دریا جدا جدا معلوم ہوتے ہیں لیکن باطن میں دونوں کی حقیقت واحد ہے ۔ کیونکہ دونوں ایک ہی ذات سے فیض پاتے ہیں ۔

بعض نسخوں میں دوسرے مصرع کا آغاز اس طرح ہے " تا کہ ابر و بحر جود آموختند " اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ ابر کا وجود حرارت آفتاب پر اور دریا کا وجود ابر نیساں پر موقوف ہے [illegible] حکم الٰہی کے تابع ہیں گو چشم ظاہر بیں میں مختلف ہیں مگر واقع میں انکی بھی حقیقت واحد ہی ہے ۔

چند خورشید کرم تاباں شدہ مدتوں خورشید کرم چمکتا رہا	**تا بداں آں ذرہ سرگرداں شدہ** یہاں تک کہ ذرہ اس کے ساتھ اڑتا

لغات ۔ ذرہ سرگرداں شدہ ۔ ذرہ اڑتا رہا ۔

معنے ۔ ذرے کا چمکنا آفتاب پر اور آفتاب کا حکم الٰہی پر موقوف ہے گو ظاہر میں مختلف ہے مگر حقیقت ان کی بھی منور ہے

پرتو ذاتش زدہ بر ما و طین اس کی ذات کا پرتو پانی اور کیچڑ پر پڑا	**تا شدہ دانہ پذیرندہ زمین** یہاں تک کہ زمین دانے کو قبول کرنے والی [illegible]

لغات ۔ زدہ ۔ افتادہ ۔ ما ۔ پانی ۔ طین ۔ کیچڑ

معنے ۔ ذات حق کا پرتو زمین پر پڑا کہ وہ قابل روئیدگی ہوئی ۔

مطلب یہ ہے کہ ذات حق آب و گل کے مظہر میں ظاہر ہوئی ہے [illegible] اس کے مظاہر ہیں اسی باعث زمین نے دانہ کو قبول کیا ۔ روئیدگی فعل حق ہے [illegible]

تشبیہ دی جائے۔ اور دریا کیا چیز ہے کہ اس کو ذاتِ حق کی مانند کہا جائے۔ لہٰذا مچھلی کو انبیا اور اولیا کا عین اور دریا کو عین ذاتِ حق نہ سمجھ لینا۔ بلکہ ماہی اور زلال کی مثال تو سمجھانے کے لئے ہے۔

سجدہ آرد پیش آں دریائے جود اُس دریائے بخشش کے آگے سجدہ کرتے ہیں	صد ہزاراں بحر و ماہی در وجود لاکھوں دریا اور مچھلی وجود میں

لغات۔ وجود یعنی ہستی۔ دریائے جود۔ بخشش کا دریا۔ مراد حق تعالےٰ شانہ ہے۔

معنے۔ عالم ہستی میں لاکھوں مچھلیاں اور دریا اسکی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ دریا اس قابل کہاں ہے کہ اس کو ذات احدیت کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔ کیونکہ لاکھوں دریا اور مچھلیاں عالم ہستی میں اُس دریائے بخشش کے سامنے سجدے میں ہیں۔ اور ہر وقت اس کی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں (وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ) (اور ہر ایک چیز اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہی ہے)

تا بداں آں بحر دُر افشاں شدہ یہاں تک کہ وہ دریا موتی بکھیرنے والا ہوا	چند باران عطا باراں شدہ عطا کی بارش مدتوں برستی رہی

لغات۔ بارانِ عطا۔ عطا کی بارش۔ باراں بمعنی بارش۔ باراں شدہ۔ میں باراں اسم فاعل ہے۔

معنے۔ ظاہری بارش مدتوں برستی رہی یہاں تک کہ اس کے باعث دریا بھی موتی بکھیرنے والا ہو گیا۔

مطلب یہ ہے کہ ظاہری دریا کی عطا اللہ تعالےٰ کی عطا پر موقوف ہے۔ اگر ابر نیساں سے قطرہ نہ برسے تو دریا دُر فشانی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ذات حق کو دُر سے کیا شباہت ہے

تا کہ بر و بحر جود آموختہ یہاں تک کہ خشکی و تری نے بخشش سیکھی ہے	چند خورشید کرم افروختہ مدتوں خورشید کرم روشن ہوا ہے

تشریح۔ تمام آثار اور اسرار۔ موجودات اور مصنوعات میں اللہ تعالٰی ہی کی طرف سے ہیں اور اس کے اسمائے حسنٰی کا اثر ہیں۔ چنانچہ موسم بہار اس کے اسم عدل اور لطیف کا مظہر ہے حق تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ (ہم اُن کو اپنی نشانیاں جہان میں اور اُن کے نفسوں میں دکھائیں گے) مطلب یہ ہے کہ تمام اشیا حق تعالٰی کے اسمائے حسنٰی کا مظہر ہیں دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے فَانْظُرْ إِلَىٰ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (اللہ کی رحمت کے آثار کی طرف نظر کرو کس طرح زمین کو اُس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے)

آں جوادے کہ جمادے را بداد	ایں خبرہا ایں امانت ویں سداد
اس سخی نے بے جان کو دی ہے	یہ خبریں یہ امانت اور یہ استقامت

لغات۔ جواد۔ سخی۔ جماد۔ بے جان۔ سداد۔ استقامت۔ استحکام

معنے۔ اس نے یہ خبریں یہ امانت و استقامت بے جان کو دی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ ایسا کریم ہے کہ اس نے زمین کو دانائی اور امانت و استقامت بخشی ہے۔ سداد اور استقامت سے مراد اطاعت حکم خدا اور اس اطاعت میں استحکام ہے

آں جماد از لطف چوں جاں میشود	زمہریر از قہر پنہاں میشود
وہ بے جان مہربانی سے جاندار کی طرح ہو جاتی ہے	سخت سرما قہر سے پوشیدہ ہو جاتی ہے

لغات۔ جاں بمعنی صاحبِ جان۔ مضاف محذوف ہے۔ زمہریر۔ سرمائے سخت

معنے۔ زمین جو بے جان ہے اس کے لطف و کرم سے جاندار کی مانند ہو جاتی ہے اور موسم سرما کے قہر سے پوشیدہ ہو جاتی ہے۔

مطلب ہے کہ زمین فصل ربیع میں اللہ تعالٰی کے لطف و انعام سے جاندار چیز جیسی ہو جاتی ہے یعنی ذاتِ حق کا ظہور اسم لطیف یا منعم کے ساتھ اس مظہر میں ہوتا ہے اور سرما کے حق میں جو دشمن فصل ربیع ہے اسم قہار کے ساتھ ظہور ہوتا

آں جمادے گشت از فضلش لطیف	کُلُّ شَيْءٍ مِّنْ ظَرِيفٍ هُوَ ظَرِيفٌ
وہ بیجان اس کے فضل سے لطیف ہوئی	ہر ایک چیز دانا سے دانا ہے

ہوا۔ زمین کا فعل نہیں ہے۔

تشریح۔ بعض نسخوں میں بجائے دانش۔ دانش ہے یعنی ذات حق کی دانش کا پرتو آبِ گل پر پڑا ہے۔ اسم علیم کے ساتھ اس مظہر میں ظاہر ہوئی ہے لہذا زمین نے دانائی کے ساتھ دانوں کو قبول کر لیا ہے۔

خاک امین و ہرچہ دروے کاشتی زمین امانتدار ہے اور جو کچھ اس میں بوتے ہو	بے خیانت جنس آں برداشتی بغیر خیانت کے اس کی جنس اٹھاتے ہو

معنے۔ زمین امانت دار ہے جو کچھ اس میں بویا جائے اتنا ہی نہیں بلکہ اس سے زاید حاصل ہوتا ہے

ایں امانت زاں عنایت یافتہ ست یہ امانت اس عنایت سے پائی ہے	کافتاب عدل بروے تافتہ ست کہ عدل کا آفتاب اس پر چمکا ہے

معنے۔ یہ امانت ذات حق سے زمین نے پائی کہ اس پر آفتابِ عدل چمکا۔

مطلب یہ ہے کہ زمین امانت دار ہے اور جو کچھ اس میں بویا جاتا ہے۔ بغیر نقصان اور خیانت کے بلکہ کئی گنا زیادہ حاصل کر لیا جاتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ آفتابِ عدل یعنی خود ذات حق نے اپنے اسم عدل کے ساتھ اس میں ظہور کیا ہے۔ حقیقت میں زمین اور پرتوِ ذاتِ حق واحد ہے۔ عدل کے لئے امانت لازم ہے۔

تا نشانِ حق نیابد نوبہار جب تک حق کا نشان نو بہار نہ پائے	خاک سرہا را نسازد آشکار زمین رازوں کو ظاہر نہیں کرتی

لغات۔ سِرّہا۔ سِرّ کی جمع ہے۔ راز بھید۔ سَرہا۔ سر کی جمع ہے

معنے۔ جب تک نشانِ حق نوبہار یا فصل ربیع میں ظاہر نہ ہو زمین اپنے رازوں کو ظاہر نہیں کرتی ہے۔

ہے۔ کیونکہ جن کانوں سے لوگ امور دنیوی سنتے ہیں وہ صرف گوشت کے ٹکڑے ہیں۔ اور جن کانوں سے امور معنوی اور اسرار حقیقت سُنے جاتے ہیں وہ دل کے کان ہیں جو بہت ہی کم ہیں اور جو کم ہوں بمنزلہ معدوم ہیں۔

ہر کجا گوشے بُد از وے چشم گشت	ہر کجا سنگے بُد از وے یشم گشت
جس جگہ کان تھا اس سے آنکھ ہوا	جس جگہ کہ پتھر تھا اس سے قیمتی پتھر ہوا

لغات۔ بُد۔ بود کا مخفف ہے۔ یشم۔ سنگ قیمتی مائل بہ سبزی۔

معنے۔ جہاں باطنی کان تھے۔ حق تعالے کے لطف و کرم سے آنکھ بن گئے اور جس جگہ پتھر تھے وہ یشم اور لعل ہو گئے۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ گوش کے مرتبے میں یعنی اسرار معرفت حق سنا کرتے تھے وہ اللہ کی توفیق سے چشم کے مرتبے تک پہنچے۔ یعنی ان کو مشاہدہ حق حاصل ہو گیا اور پتھر جیسا دل یشم ہو گیا یعنی صاف اور نورانی ہو گیا۔

توضیح۔ سب طرح کے حیوانات نباتات اور جمادات میں لطف الٰہی کے نشان ظاہر ہیں اور یہ سب ذات حق کے مظہر ہیں۔

کیمیا سازے ست چہ بود کیمیا	معجزہ بخشے ست چہ بود سیمیا
کیمیا گری۔ کیمیا کیا چیز ہے؟	وہ معجزہ بخشنے والا ہے سیمیا کیا چیز ہے؟

لغات۔ کیمیا۔ تانبہ کو سونا بنانا۔ سیماب کو چاندی بنانا وغیرہ۔ سیمیا۔ علم طلسم جس کے ذریعے روح کو دوسرے بدن میں ڈال سکتے ہیں۔ مجازاً سحر اور جادو کو بھی بولا جاتا ہے۔

معنے۔ کیمیا اور سیمیا اس کی بخشش کے آگے ہیچ ہیں کیونکہ وہ معجزہ بخشنے والا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ صنعت حق کو کیمیا سازی کے ساتھ تشبیہ دینا بیجا ہے کیمیا کیا چیز ہے؟ بیکار ہے عبث ہے۔ کیونکہ کیمیا گر تانبے کو سونا بناتا ہے اور حق تعالے پتھروں کو یعنی کفار کو ہدایت کے ذریعے اکسیر بنا دیتا ہے۔ اسی طرح سیمیا کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ کیونکہ سیمیا محض

لغات۔ ظریف و طریف دونوں درست ہیں۔ ظریف بمعنی زیرک و دانا۔ طریف
عجیب و نادر۔

معنے۔ ذات حق کی ہر ایک چیز بنائی ہوئی بے مثل اور نادر ہے۔ یا یہ کہ دانا کی بنائی
ہوئی ہر ایک چیز دانا ہے جیسا کہ سابق مصرع۔ پرتو دانش زدہ برما وطین۔ سے واضح ہو چکا ہے
مطلب یہ ہے کہ ہر ایک چیز مظہر الہی ہونے کے باعث حقیقت میں متحد ہے اور ظاہری
اختلاف کا اعتبار نہیں ہے۔

ہر جمادے را کند فضلش خبیر ہر ایک بے جان کو اُس کا فضل باخبر کرتا ہے	عاقلاں را کردہ قہر او ضریر عقلمندوں کو اُس کے قہر نے نابینا کیا ہے

لغات۔ ضریر۔ نقصان رسیدہ۔ یہاں مراد اندھا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ ہر ایک بے جان میں اس کے فضل سے دانائی اور باخبر ہونے کا مادہ ہے
کیونکہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے۔ یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (ہر ایک چیز زمین و
آسمان میں اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے) ظاہر ہے کہ تسبیح بغیر دانائی اور عقل کے غیر ممکن ہے جماد
کا تو یہ حال ہے کہ باوجود غیر ذی روح ہونے کے امانت دار اور باخبر ہے اور بعض عقلمندوں
کو خدا کے قہر نے اندھا بنا کر گمراہی کے گڑھے میں گرا دیا ہے۔ چنانچہ فلاسفر اور کفار اسی طرز
کے ہیں ایسوں کو اہل تصوف محجوب کہتے ہیں جو جمادات سے بھی باوجود انسان ہونے کے
بدتر ہیں۔

جان و دل را طاقتِ ایں جوش نیست جان اور دل کو اس جوش کی طاقت نہیں ہے	باکہ گویم در جہاں یک گوش نیست میں کس کو سناؤں جہان میں کوئی کان نہیں ہے

لغات۔ ایں جوش کا مشار الیہ۔ ادراک ذات اور اسرار حقیقت ہے
معنے۔ کوئی شخص ایسا سننے والا کان نہیں رکھتا جس سے اسرار معرفت کہوں۔
مطلب یہ ہے کہ اسرار معرفت کس شخص سے بیان کروں کوئی سننے والا کان نہیں

کو ضرور شناخت کرتی اور اس کی محبت میں پگھل جاتی۔
تشریح۔ چونکہ ہستی سے مراد صاحب ہستی ہے لہذا ان اشعار کا مطلب اس طرح کہہ سکتے ہیں۔ جو شخص محبت حق میں نہیں گھلتا ہے وہ باطن کا اندھا اور ظلمت میں ہے۔

ور نبودے او کبود از تعزیت اگر وہ مرگ پرسی سے تاریک نہ ہوتی	کے فسردے ہمچو یخ ایں ناحیت تو یہ طرف یخ کی طرح افسردہ کب ہوتی؟

لغات۔ تعزیت۔ مرگ پرسی۔ ماتم پرسی۔ یخ۔ برف۔ ناحیت طرف یعنے طرف ممکنات
معنے۔ ہستی کے سراسر تاریک اور کبود ہونے کا باعث تعزیت ہے۔ کیونکہ تعزیت میں سیاہ لباس پہننے کی رسم ہے۔ یعنی ہستی موہوم مشاہدہ حق کے فوت ہونے کے باعث تاریک ہے اور یہ عالم امکان کی طرف یخ کی طرح افسردہ ہے ورنہ مقام فنا حاصل ہوتا۔ اور وزیر مکار کی طرح خسارے میں نہ پڑتی۔

در بیان خسارت وزیر دریں خدعہ ومکر

اس مکر اور فریب کرنے میں وزیر کے خسارے کا بیان

ہمچو شہ نادان و غافل بُد وزیر بادشاہ کی طرح وزیر نادان اور غافل تھا	پنجہ میزد با قدیم ناگزیر قدیم واجب الاتباع کے ساتھ پنجہ بازی کرنے لگا

لغات۔ پنجہ زدن جنگ۔ مخالفت کرنا۔ قدیم۔ حق تعالے۔ ناگزیر لازم الاتباع۔
معنے۔ وزیر بادشاہ کی طرح غافل و نادان تھا جس نے ذات حق سے مخالفت کی۔
مطلب یہ ہے کہ وزیر دین عیسوی کو مٹانا چاہتا تھا۔ حالانکہ خدائے قدیم نے اس دین کو پسند کر لیا تھا۔ گویا کہ وزیر کا یہ ارادہ۔ خداوند تعالے کے ارادے کے خلاف ہے۔

ناگزیر جملہ کاں حی و قدیم سب کا واجب الاتباع کیونکہ وہ زندہ اور قادر	لایزال و لم یزل فرد و بصیر تنہا اور بصارت والا۔ ہمیشہ سے اور ہمیشہ رہے گا

طلسم ہے فضول ہے حق تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کو معجزات اور اولیائے کرام کو کرامات عنایت فرمانا ہے جن کے ساتھ سیمیا کو کیا نسبت ہے؟

این ثنا گفتن زمن ترکِ ثناست یہ ثنا بیان کرنا مجھ سے ثنا کی ترک ہے	کین دلیلِ ہستی و ہستی خطاست کیونکہ یہ ہستی کی دلیل ہے اور ہستی خطا ہے

معنے۔ یہ ثنا کہنا گویا ترک ثنا ہے۔ کیونکہ یہی ہستی کی دلیل ہے اور ہستی خطا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ سالک کا مقام مقام فنا اور محویت ہے اس سے ایسی بات کا ظاہر ہونا خواہ ثنا ہی کیوں نہ ہو جو اس کی عارضی ہستی پر دلالت کرے محض خطا ہے حدیث میں وارد ہے لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ (میں تیری ثنا نہیں کر سکتا ہوں۔ جیسی کہ خود تو نے اپنی ذات پر ثنا کی ہے۔
تشریح۔ مولانا شمس تبریزؒ کی مدح میں اس شعر کی مفصل شرح بیان ہو چکی ہے۔

پیشِ ہست او بباید نیست بود اس کی ہستی کے سامنے نیست ہونا چاہیئے	چیست ہستی پیشِ او کور و کبود اسکے سامنے ہستی کیا ہے؟ کور (جیسی) اور تاریکی ہے

معنے۔ خدا کی ہستی کے سامنے اپنی اور ماسوا کی ہستی کو نابود محض سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اپنے وجود عارضی کو ہست سمجھنا مشاہدہ حق سے محروم کرتا ہے۔ سالک اور شاہد حقیقی کے اندر تاریکی کی طرح حائل ہو جاتا ہے۔ لہذا خیال ہستی کو ترک کر کے مرتبہ فنا فی اللہ حاصل کرنا چاہیئے۔

گر نبودے کور ازو بگداختے اگر اندھی نہ ہوتی تو اُسکے سامنے گھل جاتی	گرمیِ خورشید را بشناختے آفتاب کی گرمی کو پہچانتی

معنے۔ اگر ہستی اندھی نہ ہوتی تو آفتاب کے سامنے گھل کر فنا ہو جاتی۔
مطلب یہ ہے کہ اگر ہماری ہستی چمگادڑ کی طرح کور چشم نہ ہوتی تو آفتاب وحدت کی تجلی

لاشئ محض ہے

ایں جہاں خود حبس جانہائے شماست	ہیں روید آں سو کہ صحرائے شماست
یہ جہان خود تمہاری جانوں کا قید خانہ ہے	ہاں ! اس طرف جاؤ جو تمہارا صحرا ہے

لغات۔ حبس۔ قید خانہ۔ صحرا۔ جنگل۔ یہاں صحرائے عشق حقیقی مراد ہے۔

معنے۔ روح وجود ظلمانی کی قید میں مقید ہے اس قید خانے کو چھوڑ کر اور اس فضا میں جا [illegible] جہاں انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام سیر کرتے ہیں۔

ایں جہاں محدود و آں خود بے حدست	نقش و صورت پیش آں معنی سدست
یہ جہان محدود اور وہ [illegible] ہے	نقش اور صورت اس معنی کے آگے رکاوٹ ہے

معنے۔ عالم دنیا فانی ہونے کے باعث محدود ہے اور عالم حقیقت باقی ہونے کے باعث غیر محدود ہے لہٰذا فانی سے گزر کر باقی کی سیر کرو۔ مگر افسوس نقش و صورت یعنی سامان ظاہری اس بات میں رکاوٹ ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص عالم کون و فساد کے نقش اور ظاہری سامان میں پھنسا رہا وہ عالم باقی سے محروم رہا اور جس نے اپنی عارضی ہستی کو چھوڑا اور ماسوی اللہ سے علاقہ توڑا اس نے اپنے آپ کو عالم بقا سے جوڑا۔

صد ہزاراں طب جالینوس بود	پیش عیسیٰ و دمش افسوس بود
جالینوس کی لاکھوں طرح کی طب تھی	عیسیٰ اور آپ کے دم کے آگے [illegible] تھی

لغات۔ جالینوس۔ مشہور حکیم اور طبیب کا نام ہے۔ دم عیسوی کی تاثیر [illegible] افسوس۔ تمسخر و استہزا

معنے۔ حکیم جالینوس علم طب میں واحد زمانہ تھا لیکن عیسیٰ علیہ السلام کے دم کی تاثیر کے سامنے

لغات۔ حی زندہ۔ قدیر۔ قادر۔ فرد۔ تنہا۔ بصیر بصارت والا۔
معنے۔ سب موجودات تابع حق ہیں۔ کیونکہ وہ۔ حی۔ قدیر۔ لایزال۔ لم یزل۔ فرد اور بصیر ہے

باچناں قادر خدائے کز عدم ایسے خدائے قادر کے ساتھ کہ عدم سے	صد چو عالم ہست گرداند بدم ایسے سو جہان کو ایک دم میں ہست کرے

معنے۔ وزیر نے ایسے خدائے قادر سے مخالفت کی جو ایک دم میں ایسے سو جہان پیدا کر سکتا ہے
مطلب یہ ہے کہ وزیر مکار نے ایسے خدائے قادر کے ساتھ جنگ کی ٹھیرائی۔ جو اس جہان
جیسے سو جہان کو ایک پل میں پیدا کر سکتا ہے کیونکہ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اللہ ہر ایک
چیز پر قادر ہے)

صد چو عالم در نظر پیدا کند ایک نگاہ میں ایسے سو جہان پیدا کرتے	چونکہ چشمت را بخود بینا کند جبکہ تیری آنکھ کو خود دیکھنے والی کرے

معنے۔ ایک پلک میں ایسے سو عالم پیدا کر سکتا ہے جبکہ تیری آنکھیں خود دیکھنے والی کرے
مطلب۔ حق تعالے جب آنکھیں کھول دیتا ہے تو سالک کو عالم ناسوت اور ملکوت
اور جبروت و لاہوت سب نظر آجاتے ہیں۔

گرجہاں پیشت بزرگ و بے بُنے ست اگرچہ جہان تیرے سامنے بڑا اور بے نہایت ہے	پیشِ قدرت ذرہ میداں کہ نیست قدرت (قادر) کے آگے ذرہ جان تو! کہ نہیں ہے

لغات۔ بے بن بے انتہا۔ بے نہایت۔ بزرگ بڑا چوڑا۔ بعض نسخوں میں بجائے بے بُنے
کے بے سُنے ہے اس صورت میں سُنے ثانی کا امالہ اور مخفف ہے بے ثنے۔ لاثانی۔
معنے اگرچہ تمام جہان تیرے نزدیک بے انتہا ہے مگر اس کی قدرت کے آگے کچھ چیز نہیں
مطلب یہ ہے کہ اگرچہ سارا جہاں تمہارے نزدیک بہت بڑا اور لاثانی ہے مگر درحقیقت

بس دل چون کوه را انگیخت او	**مرغ زیرک با دو پا آویخت او**
بہت سے پہاڑ جیسے دل اس نے اکھیڑ دیے	مرغ زیرک کو اس نے دونوں پاؤں سے لٹکا دیا

لغات۔ مرغ زیرک۔ دانا مرغ [illegible] جانور کا نام ہے جو دونوں پاؤں سے [illegible] اس سے مراد شیطان ہے یا آدمی یا دانشمند لوگ

معنے۔ [illegible]
سے اکھیڑ دیا۔

مطلب یہ ہے کہ بہت سے دل جو [illegible] عقل اور قوت علم کے سخت پہاڑ کی طرح مضبوط تھے ان کو حق تعالیٰ نے اکھیڑ دیا جس طرح افلاطون [illegible] خیالات میں پڑ گئے اور مرغ زیرک باوجود زیرکی دونوں پاؤں سے جال میں پایا جاتا ہے اسی طرح بہت سے باوجود دعوائے علم و ہنر و زیرکی کے دام فریب میں آ گئے۔

فهم و خاطر تیز کردن نیست راه	**جز شکسته می‌نگیرد فضل شاه**
[illegible]	[illegible]

لغات۔ فہم و خاطر سے مراد علم و کمال ہے۔ راہ سے مراد وصول الی اللہ کا رستہ۔ شکستہ [illegible] سے مراد ہے

معنے۔ علم و کمال فہم و طبیعت سے بارگاہ ایزدی میں رسائی نہیں ہوتی جب تک [illegible] شکستہ نہ ہو۔

مطلب یہ ہے [illegible]
نہیں ہے [illegible]
ہوتا ہے اور جو لوگ محض عقل پر اعتماد کرتے ہیں وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ [illegible]

تشریح۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ [illegible] انا عند المنکسرۃ القلوب (میں اس شخص کے پاس ہوں کہ جس کا دل میری محبت میں

اس کا تمسخر اڑایا گیا۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور طبیب جالینوس کا وقت واحد ہے۔ آپ کے زمانے میں علم طب نہایت عروج پر تھا۔ اسی علم کی قدر و منزلت گھٹانے والے آپ کو اکثر معجزات عطا ہوئے [illegible] میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دکھایا گیا تھا [illegible] الادوات [illegible] طبیب النفوس [illegible] طبیب کی طرف سے روحانی طبیب کی خدمت میں پیش ہے۔

صد ہزاراں دفتر اشعار بود لاکھوں اشعار کے دفتر تھے		پیش حرف امئی اش عار بود اس کے ایک امّی کے آگے باعث عار تھے

لغات: دفتر اشعار [illegible] سبعہ معلقات [illegible] وغیرہ کے اشعار ہیں جو [illegible] تھے۔ [illegible] تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے اور آپ کی تعلیم نہیں [illegible] کی طرف [illegible]

معنے۔ لاکھوں اشعار کے دفتر لفظ امّی کے سامنے باعثِ عار تھے۔

مطلب یہ ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو طب جالینوس ایک کھیل تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امّی ہونا آپ کے حق میں بڑا زبردست معجزہ ہے جس سے تمام فصحا اور بلغا سے عرب نے کمال ذلت اٹھائی۔ جیسا کہ فرعون نے باوجود حشمت و شوکت دعوائے موسٰے علیہ السلام سے شکست اٹھائی تھی۔

با چناں غالب خداوندے کسے ایسے غالب خداوند کے سامنے کوئی		چوں نمیرد گر نباشد او خسے کیوں نہ مرجائے؟ اگر وہ (مقابل) کمینہ نہیں ہے

معنے۔ ایسے زبردست با اقتدار خداوند کے سامنے کوئی کیوں نہ مرجائے اور اپنے آپ کو حق میں فانی کیوں نہ کرے؟ ضرور کرے گا۔ بشرطیکہ ایسے شخص کی طبیعت میں دنائت اور کمینہ پن نہ ہو۔

بس دلِ چوں کوہ را انگیخت او — **مرغِ زیرک با دو پا آویخت او**

بہت سے پہاڑ جیسے دل اس نے اکھیڑ دیئے — مرغ زیرک کو اس نے دونوں پاؤں کے بل لٹکا دیا

لغات ۔ مرغ زیرک ۔ دانا مرغ یا خاص جانور کا نام ہے جو دونوں پاؤں سے شاخوں میں لٹکا رہتا ہے اس سے مراد شیطان ہے یا طوطی یا دانشمند لوگ ۔

معنے ۔ بہت سے مضبوط دل اور ہنر مندوں کو مرغ زیرک کی طرح حق تعالے نے اکھیڑ دیا ۔

مطلب یہ ہے کہ بہت سے دل جو کامل عقل اور قوت علم کے باعث پہاڑ کی طرح مضبوط تھے ۔ ان کو حق تعالے نے اکھیڑ دیا ۔ جس طرح نصاریٰ نے وزیر مکار کے پیچھے لگ کر غار ضلالت میں گر پڑے اور مرغ زیرک باوجود زیرکی دونوں پاؤں کے بل پیچ میں لٹکا یا جاتا ہے اسی طرح نصاریٰ باوجود دعوائے علم و ہنر وزیر کے دام فریب میں آ گئے ۔

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ — **جز شکستہ مے نگیرد فضل شاہ**

فہم اور طبیعت کو تیز کرنا رستہ نہیں ہے — سوائے شکستہ کے بادشاہ کے فضل کو کوئی نہیں پکڑتا

لغات ۔ فہم و خاطر سے مراد علم و کمال ہے ۔ راہ سے مراد وصول الی اللہ کا رستہ ۔ شکستہ ۔ موت ارادی سے مراد ہے

معنے ۔ علم و کمال فہم و طبیعت سے بارگاہ ایزدی میں رسائی نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اس کی محبت میں شکستہ نہ ہو ۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف عقل و کمال اور علم و ہنر سے رسائی نہیں ہے بلکہ فضل حقانی شکستہ اور ترک ہستی عارضی کرنے والے کے شامل حال ہوتا ہے اور جو لوگ محض عقل پر اعتماد کرتے ہیں وہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنیوالے ہیں

تشریح ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ارشاد حق ہے ۔ اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ الْقُلُوْبُ (میں اس شخص کے پاس ہوں کہ جس کا دل میری محبت میں

اس کا تمسخر اڑایا گیا۔

مطلب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور طبیب جالینوس کا وقت واحد ہے۔ آپ کے زمانے میں علم طب نہایت عروج پر تھا۔ اسی علم کی قدر و منزلت گھٹانے والے آپ کو اکثر معجزات عنایت ہوئے تھے۔ جالینوس اکثر خطوط میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس طرح لکھا کرتا تھا مِنْ طَبِیْبِ الْاَبْدَانِ اِلٰی طَبِیْبِ النُّفُوْسِ اجسمانی طبیب کی طرف سے روحانی طبیب کی خدمت میں عرض ہے)

صد ہزاراں دفتر اشعار بود لاکھوں اشعار کے دفتر تھے	**پیش حرف اُمیّ اش عار بود** اس کے ایک اُمّی کے آگے (باعث) عار تھے

لغات۔ دفتر اشعار۔ مراد سبعہ معلقہ رسالت قصیدہ وغیرہ کے اشعار ہیں جو خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکائے گئے تھے۔ اُمّی کی دوسری یے برائے وحدت ہے۔ اُمّی سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اش کی ضمیر شین اللہ تعالےٰ کی طرف راجع ہے معنے۔ لاکھوں اشعار کے دفتر لفظ اُمّی کے سامنے باعثِ عار تھے۔

مطلب یہ ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو طب جالینوس ایک کھیل تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمّی ہونا آپ کے حق میں بڑا زبردست معجزہ ہے جس سے تمام فصحا اور بلغائے عرب نے کامل زک اٹھائی۔ جیسا کہ فرعون نے باوجود حشمت و شوکت عصائے موسےٰ علیہ السلام سے شکست اٹھائی تھی۔

باچناں غالب خداوندے کسے ایسے غالب خداوند کے سامنے۔ کوئی	**چوں نمیرد گر نباشد او خسے** کیوں نہ مرجائے؟ اگر وہ (مرنے والا) کمینہ نہیں ہے

معنے۔ ایسے زبردست باقتدار خداوند کے سامنے کوئی کیوں نہ مرجائے اور اپنے آپ کو حق میں فانی کیوں نہ کرے؟ ضرور کرے گا۔ بشرطیکہ ایسے شخص کی طبیعت میں دنائت اور کمینہ پن نہ ہو۔

انسان ہے۔ تجھ میں روحانی قوت موجود ہے۔ لہذا عالم سفلی کو چھوڑ کر عالم بالا کی طرف ترقی کر اور ذلیل چیز کی طرف نہ دیکھ۔

زر و نقرہ چیست تا مفتوں شوی سونا اور چاندی کیا ہے؟ کہ تو شیدا ہوا ہے	**چیست صورت تا چنیں مجنوں شوی** صورت کیا ہے؟ کہ ایسا دیوانہ ہوا ہے

معنے۔ سونا چاندی اور اچھی صورت عالم سفلی میں داخل ہیں۔ ان کے پیچھے لگ کر ان کا شیفتہ نہ ہونا چاہیے۔

ایں سرا و باغ تو زندان تست یہ تیری سرا اور باغ تیرا قید خانہ ہے	**ملک و مال تو بلائے جان تست** تیرا ملک اور مال تیری جان کی بلا ہے

معنے۔ ملک اور مال اور تمام سامان دنیوی ذکر حق سے غافل کرنے والے ہیں اور غفلت وبالِ جان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ۔ دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے،

آں جماعت را کہ ایزد مسخ کرد جس جماعت کو کہ خدا نے مسخ کیا	**آیت تصویر شاں را نسخ کرد** ان کی تصویر کی آیت کو لکھ دیا ہے

لغات۔ جماعت۔ پہلی امتیں مراد ہیں۔ مسخ۔ نیک صورت کو دوسری بد صورت میں بدلنا۔ نسخ۔ لکھنا۔ یا ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ بدلنا جو پہلی سے بہتر ہو۔ آیت بمعنی نشان و آیت قرآن۔

معنے۔ جن امتوں کو اللہ تعالے نے مسخ کیا ان کی تفصیل قرآن میں لکھ دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حق تعالے نے جن امتوں کو مسخ کیا ہے ان کی تصویر آیات قرآن مجید میں اچھی طرح کھینچ دی ہے۔ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ

ٹوٹا ہوا ہے، حدیث قدسی۔

اے بسا گنج آگنان و کنج کاو بہت سے لوگ خزانہ بھرنے والے اور خزانے کے لئے زمین کھودنے والے	**کاں خیال اندیش را شد ریش گاو** اس خیال اندیش کے جھانسے میں آگئے۔

لغات کنج آگناں۔ اسم فاعل ترکیبی ہے اور آگناں مشتق آگندن بمعنی بھرنا۔ کنج کاو میں کاو مشتق کاویدان بمعنی کھودنا سے ہے۔ کاں خیال اندیش سے اشارہ وزیر مکار کی طرف ہے۔ ریش گاو شدن اس شخص کے واسطے ضرب المثل ہے جو کسی ذلیل اور کمینے آدمی کا تابع ہو۔ ریش گاو ابلہ۔ احمق۔ خام طبع۔ مسخرہ۔ بعض نسخوں میں کنج آگناں گنج گاو بھی ہے یعنے بہت سے لوگ زمین کے کونے گنج گاو سے بھرنے والے ہیں۔ گنج گاو جمشید کے ایک خزانے کا بھی نام تھا۔

معنے۔ بہت لوگ خزانہ بھرنے اور خزانے کے لیے زمین کھودنے والے اس وزیر مکار کے جھانسے میں آگئے۔

مطلب یہ ہے کہ مخاطب! بہت سے لوگ جو خزانے بھرنے والے اور خزانہ حاصل کرنے کے لیے زمین کے کونے کھودنے والے تھے اُس خیال اندیش یعنی وزیر مکار کی تابع ہوگئے۔ گویا سب نصرانی اس کے مکر میں آگئے۔ جنہوں نے اپنے دلوں کے خزانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق بھر رکھی تھی اور اُسی کی تلاش میں رہتے تھے۔ یعنی بجائے علم و کمال دینی حاصل کرنے کے دنیا طلب کرنے میں لگ گئے۔

گاو کہ بود تا تو ریش او شوی گاؤ کون ہے ؟ کہ تو اس کی ریش ہوتا ہے	**خاک چہ بود تا حشیش او شوی** خاک کیا ہے ؟ کہ اس کی گھاس ہوتا ہے

لغات۔ گاؤ سے مراد کمینہ ہے۔ ریش سے مراد تابعدار ہے۔ حشیش = گھاس

معنے۔ تو کیوں کمینہ اور ذلیل کی تابع ہوتا ہے

مطلب یہ ہے کہ مخاطب! تو ادنیٰ اور ذلیل الطبع کی تابع کیوں ہوتا ہے تو اشرف المخلوقات

لغات۔ روح۔ جان۔ عالمِ امر کا لطیفہ ہے۔ اسفلین اسفل کی جمع ہے۔ زیادہ نیچے

معنے۔ روح بلندی کی طرف جاتی ہے اور تو مٹی اور پانی کی طرف سب سے نیچے

مطلب یہ ہے کہ روح کی پرواز عالمِ بالا کی طرف ہے اور اپنے تقاضائے طبع کے مطابق اوپر کو ترقی کرنا چاہتی ہے۔ اگرچہ جسم کی تاریکی میں مقید ہے۔ اور تو نے اس کے تقاضائے طبع کو چھوڑ کر خواہشِ نفس کو اختیار کر کے اس کو عالمِ سفلی میں گھسیٹے ہوئے جا رہا ہے۔ لہذا دریں کارِ عالمِ اسفل کو اختیار کر کے جس طرح خسارے میں پڑا وہی تیری حالت ہوگی۔

تشریح۔ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي (لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں ان سے کہہ دو کہ روح میرے رب کا امر ہے) یعنی روح عالمِ امر کے لطائف میں سے ہے اس کا مقام اعلیٰ ہے کیونکہ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ (ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے)

خویشتن را مسخ کردی زاں سفول تو نے اپنے آپ کو اس پستی سے مسخ کر لیا ہے	**زاں وجودے کہ بُداں رشکِ عقول** اس وجود کو جو فرشتوں کا رشک تھا

لغات۔ سفول۔ پستی۔ وجود سے مراد حقیقت انسانی ہے۔ عقول۔ فرشتے

معنے۔ تو نے اپنا مسخ معنوی مسخ سیرت کر لیا ہے باوجودیکہ تیری حقیقت انسانی پر فرشتے بھی رشک کرتے رہے ہیں۔

مطلب۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (ہم نے انسان کو اچھی صورت میں پیدا کیا ہے) تفاسیر اہلِ باطن میں لکھا ہے کہ انسان حقائق لاہوتی۔ جبروتی۔ ملکوتی اور ناسوتی کا جامع ہے جس کے باعث اس پر فرشتوں کو رشک ہوا تھا۔ لیکن اس نے سب کو چھوڑ کر حقیقت ناسوتی کو پسند کر لیا ہے جس کی وجہ سے عالمِ اسفل میں مقید ہو کر اپنا مسخ معنوی اور مسخ سیرت کر لیا ہے۔

پس بتر زیں مسخ کردن چوں بود اس سے زیادہ برا کونسا مسخ ہوگا؟	**پیشِ آں مسخ ایں بنہایت دوں بود** اس مسخ کے سامنے یہ مسخ نہایت ذلیل ہے

(۲) اور بعض کو ان میں سے بندر اور سور بنا دیا ہے، یہ مسخ کی پہلی مثال ہے۔

چوں زنے از کارِ بد شد روئے زرد جب ایک عورت نے برے کام سے چہرہ زرد کیا	مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد خدا نے اس کو مسخ کر کے زہرہ کر دیا

معنے۔ ایک بدکار عورت کی شکل مسخ کر کے اللہ تعالےٰ نے اسے زہرہ ستارہ بنا دیا
مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بدکار عورت کو مسخ کر کے زہرہ بنا دیا جس پر ہاروت اور ماروت عاشق ہوئے۔ وہ ان سے اسم اعظم سیکھ کر آسمان پر چلی گئی۔ لیکن برے عمل کے باعث زہرہ ستارے کی صورت میں مسخ ہوئی۔

تشریح۔ ہاروت اور ماروت کا قصہ صرف اس قدر صحیح ہے کہ وہ تعلیم سحر کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور اس سے خدا کو بندوں کا امتحان منظور تھا۔ باقی طول طویل قصہ عام لوگوں کی روایت بے اصل ہے۔ مولانا نے اسی کو لے کر اس سے عبرت عامہ کے واسطے نہایت ہی عمدہ نتیجہ نکالا ہے جس کا ذکر اگلے شعر میں آتا ہے۔

عورتے را زہرہ کردن مسخ بود ایک عورت کو زہرہ کرنا مسخ تھا	خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود سرکش! خاک اور مٹی ہونا کیا ہے؟

معنے بدکار عورت تو مسخ ہو کر ستارہ بن جائے اور تو مرد ہو کر خاک و گل میں ہی پڑا لوٹتا ہے
مطلب یہ ہے کہ ایک بدکار عورت تو اپنی عالی ہمتی اور مکر و فریب سے ستارہ بن جائے اگرچہ بطور مسخ ہی کیوں نہ ہو اور تم مرد ہو کر اپنی سرکشی اور غرور میں آکر ذلت اور خواری کی خاک لوٹ رہے ہو۔ عورت تو مسخ ہو کر بلند مرتبے پر پہنچے اور مرد باوجود مردانگی کے مسخ ہو کر عالم سفلی میں پڑا رہے۔ ع۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

روح مے پرد سوئے چرخ بریں روح آسمان بلند کی طرف پرواز کرتی ہے	سوئے آب و گل شدی در اسفلین تو آب اور خاک کی طرف سب سے نیچے گرتا ہے

کے مخالف اور بدنام کرنے والے کو ناخلف کہتے ہیں۔

چند گوئی من بگیرم عالمے کتنا کہے گا کہ میں جہان کو لے لوں گا	ایں جہاں را پُر کنم از خود ہمے اس جہان کو اپنے آپ سے پُر کر دوں گا

لغات۔ از خود بمعنی از حکومت و سلطنتِ خود ہے۔
معنے۔ تو کہاں تک دنیا سے اپنے آپ کو پر کرے گا۔
مطلب۔ یہاں سے حضرت مولانا قدس سرہٗ العزیز عالم سفلی کی مذمت کا بیان شروع کرتے ہیں۔

گر جہاں پُر برف گردد سربسر اگر سارا جہان برف سے پُر ہو جائے	تاب خور بگدازدش در یک نظر تو آفتاب کی گرمی اس کو ایک نظر میں پگھلا دیگی

معنے۔ جس طرح برف کو آفتاب تھوڑی دیر میں پگھلا دیتا ہے اسی طرح آفتاب قہر حق اچھے اچھوں کے غرور کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔

وِزرِ او وِزرِ چوں او صد ہزار اس کا گناہ اور اس جیسے لاکھ کا گناہ	نیست گرداند خدا از یک شرار خدا ایک شعلے سے نیست کر دیتا ہے

لغات۔ وِزر۔ گناہ۔ او سے مراد وزیر ہے۔ شرار۔ شعلہ۔ ذرہ۔
معنے۔ حق تعالےٰ وزیر کا گناہ اور وزیر جیسے لاکھ گنہگاروں کے گناہ اپنے ذرہ عفو کے شعلہ سے جلا کر خاک سیاہ کر سکتا ہے۔

عینِ آں تخییل را حکمت کند اس خیال کے عین کو حکمت کرے	عینِ آں زہرآب را شربت کند اس زہر کے عین کو شربت کرے

لغات۔ زیں مسخ سے مراد مسخِ سیرت ہے۔ آں مسخ سے مراد مسخِ صورت ہے جو زہرہ ستارے میں ہوئی تھی۔

معنے۔ اُس مسخ کے مقابلہ میں اُس سے زیادہ بڑا کونسا مسخ ہو سکتا ہے

مطلب یہ ہے کہ مسخِ سیرت مسخِ صورت سے بدتر ہے کیونکہ اُس عورت کے مسخ کے مقابلہ میں یہ مسخ بالکل ذلیل ہے اُس نے عالمِ ادنےٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کی ہے اور اس کی ترقی معکوس ہے یعنی عالمِ بالا سے عالمِ اسفل میں جا گرا ہے لہذا مسخِ سیرت مسخِ صورت سے بدتر اور ذلیل ہے۔

تشریح۔ یاد رکھو یہ نتیجہ ہے جو مولانا نے زہرہ کے مشہور عام قصے سے اخذ کیا ہے۔ ۵۔ خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں ؛ گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

اسپِ ہمت سوئے آخر تاختی تو نے ہمت کا گھوڑا دوسری طرف دوڑایا	**آدم مسجود را نشناختی** (اور) آدم مسجود کو نہ پہچانا

معنے۔ اے مخاطب! تو نے اسپِ ہمت کو دوسری طرف دوڑایا اور حضرت آدم علیہ السلام مسجودِ ملائک کی حقیقت کو نہ پہچانا۔

مطلب یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تارکِ دنیا اور مظہرِ کاملِ ذاتِ حق سمجھ کر کیا تھا ورنہ آب و گل کی حقیقت ہی کیا ہے؟

آخر آدم زادۂ اے ناخلف نالائق۔ آخر تو آدمؑ کا بچہ ہے	**چند پنداری تو پستی را شرف** تو پستی کو بلندی کب تک معلوم کرتا رہیگا

معنے۔ اے نالائق آخر تو بھی تو آدم زادہ ہے کب تک اس پستی کو بلندی سمجھتا رہے گا۔

مطلب یہ ہے کہ غافل! اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْهِ (بیٹا باپ کا نمونہ ہوتا ہے) اس بات پہ خیال کر۔ نیک بیٹا وہی ہے جو اپنے لائق باپ کے قدم بقدم چلے۔ اور نیک باپ

امن بنا دیتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں رکھ کر اپنے حفظ و امن میں رکھا اور آپ پر ذرہ بھر آنچ نہ آنے دی حالانکہ آگ کا طبعی فعل جلا کر خاک سیاہ بنا دینا ہے۔ اور حق تعالیٰ نے خوف کو باعث بے خوفی کر دیتا ہے جیسے گنہگار کے واسطے خوف۔ عذاب دوزخ سے نجات کا سبب ہو جاتا ہے۔

ورز سبب سوزیش سوفسطائیم اور اس کے سبب جلانے سے میں سوفسطائی ہوں	از سبب سازیش من سودائیم اس کے سبب بنانے سے میں حیران ہوں

لغات۔ سوفسطائی یونانی لفظ ہے۔ سوف علم۔ اسطا۔ باطل۔ سوفسطائی یائے نسبت کے ساتھ صاحب علم باطل۔ ملک یونان میں ایک جماعت گزری ہے جو حقائق اشیا کی منکر تھی۔ اس کا بیان ہے کہ حقیقت میں کوئی چیز کچھ بھی نہیں ہے اور جو کچھ موجود ہے اور کسی حس کے ذریعے محسوس ہوتا ہے وہ سب کچھ وہم و خیال ہے پھر یہ وہم و خیال بھی صرف وہم و خیال ہی ہے اس جماعت کے تین گروہ ہیں۔ عِنادیہ۔ عندیہ۔ لاادریہ۔ فرقۂ عنادیہ کا عقیدہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ فرقۂ عندیہ یہ کہتا ہے کہ تمام چیزوں کی حقیقت اعتبارات عقلی کے تابع ہے۔ عقل کو عرض۔ عرض کو جوہر۔ حادث کو قدیم۔ قدیم کو حادث جس طرح بھی خیال کرے معتبر ہے۔ فرقہ لاادریہ چیزوں کے ثبوت میں شک کرتا ہے پھر شک میں شک کرتا ہے اور اس شک میں بھی شک کرتا ہے۔ غرض ہر سہ گروہ حقائق اشیا میں حیران ہیں۔ دو فرقے اور ہیں ان میں سے ایک ہر چیز کے واسطے سبب کی تلاش میں رہتا ہے دوسرا کسی چیز کے واسطے سبب کا قائل ہی نہیں ہے۔

معنے مولانا کہتے ہیں کہ اس کے سبب بنانے میں حیران ہوں اور ان کو جلانے میں سوفسطائی

مطلب۔ حضرت مولانا قدس سرہ العزیز قول فیصل بیان فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے افعال دونوں طرح پر ہیں۔ بعض افعال میں اس کی سبب سازی سے حیران ہوں اور بعض میں اس کی سبب سوزی سے سوفسطائی۔ مطلب یہ ہے کہ فعل حق دونوں طرح پر ہے کسی خاص قاعدے کی قید میں نہیں ہے۔

معنے۔ اگر خدا چاہتا تو وزیر کے خیالاتِ فاسدہ اور عقائدِ باطلہ کو عین حکمت بنا دیتا اور اس زہرِ قاتل کو عین شربت کر دیتا۔ مگر ذاتِ حق کو ایسا منظور نہ تھا۔

در خرابی گنجہا پنہاں کند خرابی میں خزانوں کو پوشیدہ کرتا ہے	خار را گل جسمہا را جاں کند کانٹے کو پھول جسموں کو جان کرتا ہے

معنے۔ خزانوں کو خرابی میں پوشیدہ کرتا ہے جس طرح پھول کانٹوں میں اور جان جسم میں

آں گماں انگیز را سازد یقیں اُس شکی (وزیر) کو یقین بنا دیتا	مہرہا رویاند از اسبابِ کیں کینے کے اسباب سے محبتوں کو پیدا کر دیتا

معنے۔ اگر خدا چاہتا تو وزیر کی ان باتوں کا نصارا کو یقین دلا دیتا اور اس کے کینہ سے محبت پیدا کر دیتا۔

مطلب یہ ہے کہ حق تعالے چاہتا تو اُس وزِ شکی کو عین یقین کر دیتا کہ دینِ موسے علیہ السلام کی طرح دینِ عیسیٰ علیہ السلام بھی برحق ہے اور حقیقت میں دونوں ایک ہی ہیں اور اس نے جو عداوت کے اسباب نصارے میں صحیفوں کے ذریعے پیدا کئے تھے۔ وہی نصارے کی محبت کا ذریعہ ہو جاتے۔

تشریح۔ فعلِ حق اسباب کی مناسبت پر موقوف نہیں ہے وہ چاہے تو ایک دم میں اچھے کو بُرا اور بُرے کو اچھا کر سکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے اور آئندہ شعر میں مولانا نے بطور مثال واضح فرما دیا ہے۔

پرورد در آتش ابراہیم را ابراہیمؑ کو آگ میں پرورش کیا	ایمنی روح سازد بیم را خوف کو روح کے واسطے امن بنا دیتا ہے

معنے۔ خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں محفوظ رکھا وہ خوف کو روح کے سے

در مریدان در فگند از شوق سوز مریدوں میں شوق سے سوز پڑا	بود در خلوت چہل پنجاہ روز خلوت میں چالیس پچاس روز رہا

معنے۔ وہ تو چالیس پچاس دن خلوت میں رہا لیکن اس عرصہ میں اس کے مریدوں میں جذبۂ شوق سے سوز پیدا ہو گیا۔

خلق دیوانہ شدند از شوق او خلقت دیوانہ ہوئی اس کے شوق سے	از فراق حال و قال و ذوق او فراق۔ حال اور قال و ذوق اس کے سے

لغات۔ حال۔ وہ اثرات ہیں جو بغیر بولنے کے ظاہر ہوں۔ قال وہ حالت ہے جو جسمانی زبان سے ظاہر کی جائے۔

معنے۔ خلقت اس کے شوق۔ حال و قال اور ذوق سے اس کی جدائی میں دیوانہ ہو گئی

لابہ و زاری ہمے کردند و او عجز اور زاری کرنے لگے اور وہ	از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو ریاضت کے باعث خلوت میں کبڑا ہو گیا

لغات۔ دوتو۔ دوہرا۔ ضعیف۔ سختی۔ کبڑا۔

معنے۔ یہ بیچارے تو عجز و زاری کرنے لگے اور وہ خلوت میں ریاضت کی وجہ سے کبڑا ہو گیا۔

مطلب۔ اس سے ثابت ہوا کہ سالک پر لازم ہے کہ کسی شخص کی خلوت نشینی اور ریاضت سے ضعیف اور کمزور ہونے کے باعث دھوکا نہ کھا جائے۔ بلکہ سب طرح کے تجربہ کے بعد بیعت کرے۔ ورنہ اس کی حالت وزیر مکار کے مریدوں کے مشابہ ہوگی۔

گفتہ ایشاں بے تو ما را نیست نور انہوں نے کہا کہ تیرے بغیر ہم کو روشنی نہیں ہے	بے عصا کش چوں بود احوال کور بغیر لاٹھی کھینچنے والے کے اندھے کی حالت کیسی ہے

تشریح - افعال حق باقتضائے اسباب اور وسائط - جیسے سبزے کا بارش سے اور بچہ کا ماں باپ کے ذریعے پیدا ہوتا ہے - افعالِ حق مخالفِ اسباب اور وسائط جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں محفوظ رہنا اور عصائے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا سانپ بن جانا - غرض فعلِ حق میں سبب سازی اور سبب سوزی دونوں باتیں ہیں اور عارف کی عقل دونوں باتوں میں حیران ہے - سبب ایسا بناتا ہے کہ جسکا خیال بھی نہیں ہوتا

از سبب سازیش من سرگرداں شدم میں اس کی سبب سازی سے سرگرداں ہوں	وز سبب سوزیش ہم حیراں شدم اور اس کی سبب سوزی سے بھی حیران ہوں

لغات - سبب سازی - سبب کا بنانا - سبب سوزی - سبب کا جلانا - دونوں جگہ پر ش کا مرجع حق تعالےٰ ہے -

معنے - کارخانہ قدرتِ حق تعالےٰ دونوں طرح پر جاری ہے کسی خاص قید کا پابند نہیں ہے -

دیگر مکر کردن وزیر و در خلوت نشستن و شور افگندن در قوم نصارا

وزیر کا دوسرا مکر کرنا اور خلوت میں بیٹھنا اور نصارا کی قوم میں شور ڈالنا

چوں وزیر ماکر بد اعتقاد جب وزیر مکر کرنے والے بد اعتقاد نے	دین عیسیٰ را بدل کرد از فساد عیسیٰ کے دین کو فساد سے بدل کر دیا

معنے - جب مکار اور بداعتقاد وزیر نے دین عیسوی میں فساد ڈال دیا

مکر دیگر آں وزیر از خود بہ بست دوسرا مکر اس وزیر نے اپنی طرف سے باندھا	وعظ را بگذاشت در خلوت نشست وعظ کو چھوڑا خلوت میں بیٹھا

معنے - اس نے وعظ چھوڑ خلوت میں بیٹھ کر دوسرا مکر تجویز کیا -

جس کے معنی برائی ہے۔ یعنے اپنے نفس کی برائی بیان کرنے لگے اور اپنے قصور کے معترف ہوئے۔

معنے۔ وہ بارہ فرقوں کے امیر شفاعت کرنے لگے اور مرید عاجز ہوئے۔

کیں چہ بدبختی ست ما را اے کریم اے کریم! ہمارے لئے یہ بے یقینی کیا ہے؟	از دل و دیں ماندہ ما بے تو یتیم ہم تیرے سوا دل اور دین سے یتیم رہ گئے ہیں

لغات۔ اے کریم سے مراد وزیر سرکار ہے۔

ما بگفتارِ خوشت خو کردہ ایم ہم کو تیری خوش کلامی کی عادت ہو گئی ہے	ما ز شیرِ حکمتِ تو خوردہ ایم ہم نے تیری حکمت کا دودھ پیا ہے
اللہ اللہ ایں جفا با ما مکن خدا سے ڈر۔ یہ ظلم ہم پر نہ کر	لطف کن امروز را فردا مکن مہربانی کر آج کو کل نہ کر

لغات۔ اللہ اللہ دو دفعہ آنے پر یہ معنی ہیں کہ استاد! خدا سے ڈر۔ خدا سے ڈر۔ اور ہمیں اپنے فیضانِ صحبت سے محروم نہ کر۔ ہماری فریاد کو پہنچ اور ہمیں اپنے جمال باکمال سے مسرور فرما۔

مے دہد دل مر ترا کیں بے دلاں تجھی کو دل دے دیں؟ کہ یہ بے دل	بے تو گردند آخر از بے حاصلاں تیرے سوا آخر بے حاصل رہ جائیں

لغات۔ میدہد دل مر ترا۔ جملہ استفہامیہ ہے۔ کیا تیرا دل چاہتا ہے۔

معنے۔ کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ یہ بے دل تیرے بغیر حاصل کئے رہ جائیں؟

مطلب یہ ہے کہ استاد! ہماری دستگیری کر کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ یہ تیرے مرید تیرے

معنے۔ وہ کہنے لگے ہمیں تیرے بغیر روشنی نہیں اور ہمارا ایسا حال ہے جس طرح اندھے کی لاٹھی پکڑ چلانے والا کوئی دوسرا نہ ہو۔

از سر اکرام و از بہر خدا	بیش ازیں ما را مدار از خود جدا
مہربانی سے اور خدا کے واسطے سے	اس سے آگے ہم کو اپنے سے جدا نہ رکھ

معنے۔ برائے کرم اور برائے خدا تو آئندہ ہم کو اپنے سے جدا نہ رکھ

ما چو طفلانیم و ما را دایہ تو	بر سر ما گستراں آں سایہ تو
ہم بچوں جیسے ہیں اور تو ہمارے واسطے دایہ ہے	تو ہمارے سر پر وہ سایہ ڈال

معنے۔ ہم بچے ہیں اور تو ہمارے لئے دایہ۔ ہمارے سر پر ویسا ہی سایہ ڈال جیسا کہ ڈالتا تھا۔

گفت جانم از محبّاں دور نیست	لیک بیروں آمدن دستور نیست
اس نے جواب دیا کہ میری جان دوستوں سے دور نہیں ہے	لیکن (خلوت سے) باہر آنا دستور نہیں ہے

لغات۔ دستور نیست۔ یعنی خدا کا حکم نہیں ہے۔

معنے۔ وزیر نے جواب دیا کہ میری جان دوستوں سے دور نہیں ہے۔ لیکن خلوت سے باہر نکلنے کا حکم نہیں۔

آں امیراں در شفاعت آمدند	واں مریداں در ضراعت آمدند
وہ امیر شفاعت کرنے لگے	اور وہ مرید عاجزی میں آئے

لغات۔ ضراعت۔ عاجزی۔ زاری۔ بعض نسخوں میں بجائے ضراعت۔ شفاعت

معنے۔ ظاہری کانوں کو بند کرو اور باطنی کان کھول کر اللہ والوں کے کلمات سنو۔ آنکھوں کی حس ظاہری کی قید پر نگاہ نہ رکھو۔ ان کے سوا دوسری آنکھیں بھی ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ حواس ظاہری کو معطل کرو۔ اور حواس باطنی سے کام لو۔

پنبۂ آں گوشِ سرگوشِ سرست	تا نہ گردد ایں کر آں باطن کرست
اس سر کے کان میں روئی ٹھونس لینا ہی باطنی کان ہے	جب تک یہ بہرا نہ ہو وہ باطن بہرا ہے

لغات۔ پہلا سَر بمعنی سر ہے۔ دوسرا سِرّ بمعنی باطن ہے۔
معنے۔ جب تک ظاہری کان بہرے نہ ہوں گے۔ باطنی کان نہ کھلیں گے اور ظاہری کان بند ہونا ہی باطنی کا کھلنا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ سر کے حواس کو معطل اور بیکار کرنا ہی حسِ باطن اور حسِ قلب ہے

بے حس و بے گوش و بے فکرت شوید	تا خطابِ اِرْجِعِی را بشنوید
بیحس اور بغیر کان اور بغیر فکر کے ہو جاؤ	تاکہ خطاب اِرْجِعِی (تو رجوع کر) کا سنو

معنے۔ تمام حسّوں سے بے فکر ہو جاؤ۔ پھر خطاب ارجعی کا سنو۔
مطلب یہ ہے کہ حس اور گوش اور فکر کو چھوڑ کر نفسِ مطمئنہ واصل بحق ہو جاؤ۔ تاکہ حقانی خطاب سن سکو۔ یَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ (اطمینان والے نفس! اپنے رب کی طرف رجوع کر۔ رب تجھ سے راضی اور تو رب سے راضی ہے)
تشریح۔ حالت کے لحاظ سے نفس کی تین قسمیں ہیں۔ نفس مطمئنہ۔ اطمینان والا جو نیکی کا حکم کرتا ہے۔ نفس لوّامہ۔ بدی کر کے پشیمان ہوتا ہے اور اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے۔ نفس امّارہ۔ تابع شیطان ہے۔ ہمیشہ بدی کا حکم کرنے والا ہے۔

با گفت و گوئے بیداری دری	تو زگفتِ خواب کے بوئے بری
جب تک تو بیداری کی گفتگو میں ہے	تو خواب کی بات سے کب بو حاصل کرے گا؟

فراق میں ہوش و حواس کھو کر بے فائدہ چیز کی طرح ناکارہ ہو جائیں؟ نہ دنیا کے رہیں اور نہ دین کے۔

جملہ در خشکی چو ماہی مے طپند سب خشکی میں مچھلی کی طرح تڑپتے ہیں	آب را بکشا ز جو بردار بند نہر سے بند کو اٹھا کر پانی کو کھول دے

معنے ہم سب بغیر اس طرح ہیں جیسا مچھلی بغیر پانی خشکی پر تڑپتی ہے۔ نہر سے بند کو ہٹا اور پانی کھول دے۔

مطلب یہ ہے کہ اپنی نہر معرفت اور حکمت سے بند کو کھول کر شوق و محبت کے پیاسوں کو آب حکمت اور معرفت پلا کر سیراب کر۔

اے کہ چوں تو در زمانہ نیست کس تیرے جیسا زمانے میں کوئی نہیں ہے	اللہ اللہ خلق را فریاد رس خدا سے ڈر! مخلوق کی فریاد کو پہنچ

معنے۔ ہمارے نزدیک تجھ سا زمانے میں دوسرا نہیں۔ خدا سے ڈر اور مخلوق کی فریاد سن

دفع کردن وزیر مریداں و اتباع خود را

وزیر کا اپنے مریدوں و تابعداروں کو دھتکار دینا

گفت ہاں اے سخرگانِ گفتگو اس نے جواب دیا کہ اے بات چیت کے مغلوبو	وعظ و گفتار زبان و گوش جو اور اے وعظ کے جو کہنے والے کی زبان اور سننے والے کے کان سے تعلق رکھتا ہے

معنے۔ ظاہری اور لفظی وعظ کے طالبو سنو!

پنبہ اندر گوش حسِ دوں کنید کان کی ذلیل حس میں روئی ٹھونس لو	بندِ حس از چشم خود بیروں کنید اپنی آنکھ سے حس کی قید کو باہر کرو

دریا میں عصا مارا۔ دریا خشک ہوگیا اور آپ ایمانداروں سمیت دریا کو عبور کر گئے
اس سے حضرت موسیٰؑ کے معجزے کی طرف اشارہ ہوگیا ہے۔
بعض نسخوں میں عیسیٰ جان آیا ہے۔ حضرت عیسیٰ دریا کو بغیر کشتی کے عبور کر گئے تھے
اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے کی طرف اشارہ ہو گیا۔
مطلب یہ ہے کہ ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے جس ظاہری نے
معلوم کیا کہ میں زمین سے پیدا ہوئی ہوں۔ لہذا عالم سفلی تک محدود رہی اور آگے ترقی نہ
کرسکی۔ حس باطن یعنے روح کا تعلق عالم بالا سے تھا لہذا اس نے بحر وحدت کیطرف رجوع کیا

سیر جسم خشک بر خشکی فتاد خشک جسم کی سیر خشکی پر رہی	**سیر جاں پا در دل دریا نہاد** جان کی سیر نے دریا کے دل میں پاؤں رکھا
چونکہ عمر اندر رہِ خشکی گذشت چونکہ عمر خشکی کی راہ میں گذری	**گاہِ کوہ و گاہِ صحرا گاہِ دشت** گاہے پہاڑ اور گاہے صحرا گاہے جنگل (دیکھا)

لغات۔ رہ خشکی سے مراد عالم صورت ہے۔ کوہ سے مراد فکر محال ہے۔ صحرا
سے مراد لمبی امیدیں ہیں۔ دشت سے مراد خیال باطل اور بیہودہ ہے۔
معنے۔ جب عمر عزیز ان حالات میں گذری تو پھر کیا ہوا؟

آب حیواں را کجا خواہی تو یافت تو آب حیات کہاں سے پائے گا؟	**موج دریا را کجا خواہی شگافت** (اور) دریا کی موج کو کس طرح چیرے گا؟

لغات۔ آب حیواں سے مراد عشق حقیقی ہے۔ موج دریا۔ اسرار باطنی۔
معنے۔ آبحیات عشق حقیقی اور دریائے وحدت کے اسرار سے کس طرح واقف ہو
سکتے ہو۔ لہذا ریاضت اور گوشہ نشینی نہایت ہی لازمی امر ہے۔

لغات۔ لفظ وری گفت کی یا کے اظہار معنی کے لئے زائد ہے۔
معنے۔ جب تک تو بیداری میں ہے خواب کا لطف کس طرح حاصل کر سکتا ہے؟
مطلب یہ ہے کہ جب تک تو عالم بیداری کی گفتگو میں مشغول ہے عالم خواب کی بات چیت سے محروم ہے۔ اسی طرح جب تک حواس ظاہری معطل نہ ہوں گے ذوق باطنی سے محرومی ہوگی۔
تشریح۔ حواس باطن بمعنی حواسِ قلب ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری حواس نزول وحی کے وقت معطل ہو جاتے تھے اور حواس باطنی حق کی طرف کلی طور پر مصروف ہو جاتے تھے۔

سیر بیرون ست قول و فعلِ ما ہمارا قول اور فعل باہر کی سیر ہے	سیر باطن ہست بالائے سما (اور) اندر کی سیر آسمان کے اوپر ہے

۱۴

معنے۔ ہمارا قول وفعل سیر بیرونی ہے اور باطنی سیر آسمان کے اوپر ہے۔
مطلب یہ ہے کہ ہمارے قول اور فعل جو حواس ظاہری سے صادر ہوتے ہیں صرف عالم دنیا کی سیر تک محدود ہیں اور جو قول وفعل حواسِ باطنی اور صدقِ دل سے صادر ہوتے ہیں اُن کی سیر بالائے آسمان ہے اور انہی کو درگاہ حق میں مرتبۂ قبولیت حاصل ہوتا ہے۔

حسِّ خشکی دید کز خشکی بزاد خشکی کی حس نے دیکھا کہ خشکی سے پیدا ہوئی ہے	موسیِ جاں پائے در دریا نہاد (اور) جان کے موسےؑ نے دریا میں پاؤں رکھا

لغات۔ خشکی اول یائے معروف اور مجہول دونوں کے ساتھ صحیح ہے۔ اور خشکی ثانی میں یائے معروف مصدری ہے جس کے معنی یبوست ہے۔ حسِ خشک سے مراد حسِ ظاہر ہے کیونکہ مٹی سے بنی ہے۔ پہلی خشکی میں اگر یائے معروف پڑھیں تو نسبتی ہے۔ اگر مجہول پڑھیں تو زائدہ ہے۔ دید بمعنی دانست۔ جانا۔ موسیِ جان سے مراد روح لطیف ہے۔ جان کو موسےؑ اس واسطے کہا ہے کہ جب فرعون حضرت موسےؑ کے پیچھے گیا تو آپ نے

مطلب یہ ہے کہ ظاہر کی بات چیت غبار کے مشابہ ہے۔ مشاہدہ حق سے محروم کر دیتی ہے۔ کہنے سننے سے مشاہدہ حق حاصل نہیں ہوتا۔ لہذا تھوڑی مدت گوشہ نشینی اختیار کرکے خاموش رہو کیونکہ تمہاری فطرت میں اصل خاموشی ہے اور بات چیت کرنا امر عارضی ہے یعنی ضرورت کے وقت ہے۔

مکر کردن مریداں کہ خلوت را بشکن

مریدوں کا وزیر سے مکر کرنا کہ خلوت سے باہر نکل آؤ

جملہ گفتند اے حکیم رخنہ جو	ایں فریب و ایں جفا با ما مگو
سب کہنے لگے اے حکیم تفرقہ ڈالنے والے	یہ فریب اور ظلم ہم کو مت کہو

لغات۔ رخنہ۔ خلل۔ رخنہ جو۔ خلل کی جستجو کرنے والا۔
معنے۔ مریدوں نے کہا کہ آپ کی خلوت نشینی کے باعث ہماری جماعت میں تفرقہ پڑ گیا ہے اور آپ کی خلوت پر فریب اور پر جفا ہے کیونکہ موجب ضرر و نقصان ہے ہر ایک نے اپنا اپنا مذہب جدا اختیار کر لیا ہے۔
تشریح۔ ان کلمات سے استاد کی توہین مقصود نہیں ہے عاشق فراق کی حالت میں معشوق کی نسبت ایسے کلمات استعمال کرنے پر مجبور ہوتا ہے لہذا اس کو معذور سمجھا جاتا ہے۔

چوں پذیرفتی تو مارا از ابتدا	مرحمت کن ہم چنیں تا انتہا
جب تو نے ہم کو شروع سے قبول کر لیا ہے	تو ہم پر اسی طرح اخیر تک مہربانی کر
ضعف و عجز و فقر ما دانستۂ	درد ما را ہم دوا دانستۂ
ہماری ضعیفی اور عاجزی اور محتاجی تو نے جان لی ہے	ہمارے درد کی دوا بھی تو جانتا ہے

معنے: آپ کو معلوم ہے کہ ہم انجیل کے احکام سمجھنے سے عاجز ہیں اور سب طرح

موج خاکی وہم و فہم و فکر ماست ہمارا وہم اور فہم اور فکر موج خاکی ہے	**موج آبی محو و سُکر ست و فناست** موج آبی محو اور سُکر اور فنا ہے

لغات: موج خاکی۔ عالمِ سفلی۔ موج آبی عالمِ بالا۔ دریائے وحدت کی موج۔ محو مٹ جانا۔ سُکر۔ مستی۔ اور اصلاح اہلِ تصوف میں غلبۂ حال کو سُکر کہتے ہیں۔ بعض نسخوں میں بجائے سُکر صحو ہے جس کے معنی ہوشیاری کے ہیں۔ اصطلاحِ صوفیائے کرام میں صفات بشری کے نیست ونابود کرنے کو کہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارا وہم اور فہم اور فکر دریائے عالمِ سفلی کی موج تک محدود ہے دُنیا کمانے کا فکر اور دنیوی معاملات کا فہم۔ اور اس کے نفع و نقصان کا وہم لگا رہتا ہے اور دریائے وحدت حقیقی کی موج یہ ہے کہ عشقِ حق میں محو ہو جائیں اور عشق حقیقی کا نشہ حاصل کر کے فنا فی اللہ ہو جائیں۔

تا دریں فکری ازاں سُکری تو دور جب تک تو اس فکر میں ہے اس سُکر سے دور ہے	**تا ازیں مستی ازاں جامی تو دور** جب تک تو اس سے مست ہے اس جام سے دور ہے

معنے۔ جب تک انسان دنیا کے فکر میں محو ہے نشہ وحدت سے دور ہے اور جب تک بادہ غفلت دنیوی میں مست ہے جام عشق حقیقی سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَا یَحْصُلُ اِلَّا بِالزُّوْرِ (دنیا جھوٹی ہے جھوٹ کے سوا حاصل نہیں ہوتی) قرآن مجید میں ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّادِقِیْنَ (اللہ صداقت پسندوں کے ساتھ ہے)

گفتگوئے ظاہر آمد چوں غبار ظاہر کی بات چیت غبار جیسی ہے	**مدتے خاموش کن ہیں ہوشدار** ہاں! تھوڑے دن ہوشیاری کے ساتھ خاموش رہ

ظاہری گفتگو غبار کی طرح ہے لہٰذا کچھ عرصہ ہوشیاری سے خاموشی اختیار کر۔

نہیں کر سکتے۔ جب انتہائی حالت پر پہنچیں گے تو خیر! چنداں ضرورت نہ رہے گی۔ لہذا ہم کو اپنے فیضانِ صحبت سے محروم نہ کرو۔

مرغ پرنارستہ چوں پراں شود جب مرغ بغیر پر نکلے کے پرواز کرتا ہے	لقمۂ ہر گربہ و دراں شود تو ہر ایک بلی اور درندے کا نوالہ بن جاتا ہے

معنے۔ پرندہ بغیر کامل پر نکلنے کے ہر ایک دشمن کا شکار ہو جاتا ہے۔
مطلب۔ اسی طرح مرید مرشد سے بغیر کمال حاصل کئے ہر ایک مکار صوفی کا شکار بن جاتا ہے۔

چوں برآرد پر بود پراں بخود جب پر نکالتا ہے تو خود اڑتا ہے	بے تکلف بے صفیر نیک و بد اچھی اور بری سیٹی کی آواز کی ضرورت نہیں ہوتی

معنے۔ جب اڑنے کے قابل ہوتا ہے تو خود بخود اڑ جاتا ہے پھر پھانسنے والوں کے فریب میں نہیں آتا۔
مطلب یہ ہے کہ مرید کامل مرتبہ کمال کو پہنچ کر مرشد سے خود الگ ہو جاتا ہے اور گمراہ کرنے والوں سے محفوظ رہتا ہے جیسے پردار مرغ کو پرواز کے وقت کسی طرح کی سیٹی یا اچھی بری آواز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور نہ بلی وغیرہ کا نوالہ بنتا ہے۔

دیو را نطقِ تو خامُش میکند تیرا بولنا شیطان کو خاموش کرتا ہے	گوشِ ما را گفتِ تو ہُش میکند تیری بات ہمارے کان کو باخبر کرتی ہے

لغات۔ دیو۔ شیطان یا نفس امارہ۔ خامُش۔ خاموش کا مخفف ہے۔ مجازاً بمعنی دو ہے۔ ہُش۔ ہوش کا مخفف ہے۔ جس کے معنے صاحب ہوش اور باخبر ہیں۔

سے آپ کے محتاج ہیں اور آپ کی جدائی کی طاقت نہیں رکھتے۔

چارپا را قدرِ طاقت بار نہ چوپائے پر طاقت کے اندازے کا بوجھ لادو	**بر ضعیفاں قدرِ ہمت بار نہ** کمزوروں پر ہمت کے اندازے سے کام ڈالو

معنے۔ اپنی جدائی اور فراق کا بوجھ ہم پر اس قدر ڈالو کہ ہم اٹھا سکیں اور اُسے سہار سکیں

دانۂ ہر مرغ اندازۂ وے ست ہر ایک پرندے کا دانہ اُسکے اندازے پر ہے	**طعمۂ ہر مرغ انجیرے کے ست** ہر ایک پرندے کی غذا انجیر کب ہے؟

معنے۔ ہر ایک پرندے کے واسطے دانہ اور خوراک اُس کے اندازے اور حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے۔ ہر ایک پرندہ انجیر کو ہضم نہیں کر سکتا اور نہ ہر ایک شخص صدمۂ فراق سہار سکتا ہے۔

طفل را گر ناں دہی بر جائے شیر اگر بچے کو دودھ کی بجائے روٹی دو گے	**طفلِ مسکیں را ازاں ناں مردہ گیر** تو مسکین بچے کو اس روٹی سے مرا ہوا پاؤ گے

معنے۔ شیر خوار بچے کو اگر دودھ کی بجائے روٹی دی جائے تو وہ بیچارا مر جائے گا۔

چونکہ دنداں ہا بر آرد بعد ازاں چونکہ اس کے بعد دانت نکالے گا	**ہم بخود گردد دلش جویائے ناں** تو پھر اُس کا دل خود بخود روٹی کو تلاش کرے گا

معنے۔ جب اس کے دانت نکل آئیں گے تو وہ خود بخود روٹی کی خواہش کرے گا۔ مطلب یہ ہے کہ ہر کارے و ہر مردے۔ بچہ جوان کا کام نہیں کر سکتا اور مبتدی منتہی کا کام سرانجام نہیں دے سکتا۔ ہماری ابھی ابتدائی حالت ہے آپکے فراق کی برداشت

باتو بر خاک از فلک بردیم دست ہم تیرے ساتھ زمین پر آسمان سے غالب ہیں	**باسمانہا بے تو چون خاکیم پست** تیرے بغیر آسمانوں پر خاک کی طرح پست ہیں

لغات۔ دست از کسے بردن۔ بمعنی غالب شدن۔ غالب ہونا ہے

صورت رفعت بود افلاک را آسمانوں کو بلندی ظاہری ہے	**معنیٔ رفعت روان پاک را** جانِ پاک کو بلندی معنوی ہے

معنے۔ آسمان سے ہمارا قدر اس لئے بلند ہے کہ آسمان کو رفعت باعتبار ظاہر اور صورت ہے اور ہمارے واسطے رفعت باعتبار حقیقت اور معنیٰ ہے۔ معنی رفعت صوری سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے

صورت رفعت برائے جسمہاست جسموں کے واسطے ظاہری بلندی ہے	**جسمہا در پیش معنیٰ اسمہاست** جسم خود معنیٰ کے آگے اسم ہیں

معنے۔ ظاہری بلندی جسموں کے لئے ہے معنی کے آگے جسم خود اسم ہیں
مطلب یہ ہے کہ جسموں کے واسطے ظاہری بلندی ہے اور جسم حقیقت کے لحاظ سے ایسے ہیں جیسے اسما مسمیات کے مقابلہ میں ہیں۔ یعنی جس طرح مقصود اسم سے مسمیٰ کی ذات ہوتی ہے اور اسم کی مسمیٰ کے سامنے کچھ اصلیت نہیں ہوتی۔ اسی طرح معنی کے آگے جسم بے اصل ہے۔ ظاہری رفعت اور بلندی فانی چیز ہے جس کے طالب دنیا دار لوگ ہیں۔ اور باطنی رفعت یعنی معرفت اسرار الٰہی خاصانِ خدا کا حصہ ہے جو باقی ہے اور کسی وقت بھی زوال پذیر نہیں ہے

اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن خدا سے ڈر! اور ہم پر نظر کرم ڈال	**لا تقنطنا فقد طال الحزن** ہم کو مایوس نہ کر کیونکہ غم بڑھ گیا ہے

معنے۔ اللہ تعالٰے سے ڈر اور ہم پر نظر کرم ڈال۔ اور ہم کو مایوس نہ کر کیونکہ تیرے

معنے۔ جب تم کامل ہو جاؤ گے تو تمہاری بات چیت کی برکت سے شیطان دور ہو جائے گا اور تمہاری گفتگو سے طالبان حقیقت کے کان کھل جائیں گے۔ یعنے ان کو اسرار معرفت معلوم ہو جائیں گے۔

گوشِ ما ہوش ست چوں گویا توئی	خشکِ ما بحر ست چوں دریا توئی
جب تو بیان کرتا ہے تو ہمارا کان باخبر ہوتا ہے	جب تو دریا ہے تو ہماری خشکی تری ہے

معنے۔ ہماری خشک طبیعت آپ کے دریائے فیض سے بحر معانی ہو جاتی ہے اور آپ کی باتوں سے ہمارے کانوں کو اسرار معرفت معلوم ہوتے ہیں۔

با تو مارا خاک بہتر از فلک	اے سماک از تو منور تا سمک
ہم کو تیرے ساتھ زمین۔ آسمان سے بہتر ہے	اے (استاد) تجھ سے آسمان زمین تک روشن ہے

لغات۔ سماک ستارے کا نام ہے یہاں مراد آسمان ہے۔ سمک۔ مچھلی۔ مراد زمین ہے

معنے۔ یہی بہتر ہے کہ ہم تیرے ساتھ زمین پر رہیں کیونکہ تیری ہی برکت سے ہمارے لئے آسمان زمین تک روشن ہے

بے تو مارا بر فلک تاریکی ست	با تو اے مہ ایں زمیں تاری کے ست
تیرے بغیر ہم کو آسمان پر اندھیرا ہے	تیرے ساتھ اے چاند! یہ زمین کب تاریک ہے!

لغات۔ تاریکی۔ اندھیرا۔ تاری۔ تاریک۔ کے۔ کب

معنے۔ اگر آپ کے بغیر آسمان پر چلے جائیں تو وہاں بھی ہمارے واسطے اندھیرا ہے اور زمین آپ کے وجود سے نورٌ علیٰ نور ہے۔

نامہ روئے تو شب تاری کے ست	روز را بے روئے تو تاریکی ست
تیرے چاند جیسے چہرے کے ساتھ رات کب تاریک ہے؟	دن کو تیرے چہرے کے بغیر تاریکی ہے

جبّار کا عکس اور رحم اسم رحیم کا عکس ہے۔

ماچو شطرنجیم اندر برد و مات ہم میں شطرنج جیسا برد و مات ہے	برد و مات ما زتست اے خوش صفات اے خوش صفات! ہماری برد و مات تجھ سے ہے

معنے۔ ہمارا غالب یا مغلوب ہونا شطرنج کی بازی کے مشابہ ہے۔ کبھی ہے غالب اور کبھی ہے مغلوب۔ اور یہ غالبیت اور مغلوبیت کی صفت حق تعالےٰ کی طرف سے ہے کیونکہ ہمارے اقوال اور افعال اور احوال کا فاعل حقیقی خدا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ (کہہ دو! کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے) تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ۔ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے تیرے ہی قبضۂ قدرت میں بھلائی ہے۔ یقیناً تو ہر ایک چیز پر قادر ہے)

ماکہ باشیم اے تو ما را جانِ جاں ہم کیا ہیں؟ تو ہمارا ہے اے جانِ جاں	تاکہ ما باشیم با تو درمیاں تیرے ساتھ درمیان ہم کب تک ہیں؟

لغات۔ جانِ جان۔ روح الروح۔ زندگی کو مدد دینے والا۔

معنے۔ ہم کیا چیز ہیں! اور ہماری مجال کیا ہے کہ صدور و ایجادِ افعال میں ہم تیرے بالمقابل شراکت کا دعوےٰ کر سکیں۔

ما عدم ہائیم و ہستی ہائے ما ہم اور ہماری ہستی عدم ہے	تو وجودِ مطلق و فانی نما تو وجود مطلق فانی کو ظاہر کرنے والا ہے

لغات۔ عدم۔ نیستی۔ مطلق۔ بے قید۔ فانی نما۔ فانی ظاہر کرنے والا۔

معنے۔ ہماری ہستی فانی ہے۔ گو بظاہر موجود ہیں مگر حقیقت میں معدوم ہیں۔ کیونکہ

ماچو چنگیم و تو زخمہ مے زنی	زاری از مانے تو زاری میکنی
ہم چنگ کی طرح ہیں اور تو چنگ نواز ہے	ہماری طرف سے زاری نہیں تو خود زاری کر رہا ہے

معنے۔ ہم تو چنگ کی مانند ہیں اور تو اس کے بجانے والا یہ رونا ہماری طرف سے نہیں تو خود زاری کر رہا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہم جو کچھ عرض و معروض کر رہے ہیں اس کی تحریک تیری ہی طرف سے ہے آپ ہی نے عشق و محبت کی تعلیم دی۔ اور اس کے باعث ہوئے۔ جیسے چنگ کی آواز ذاتی نہیں بلکہ چنگ نواز کی آواز ہے یعنی جب چنگ پہ مضراب پڑا بجنے لگا۔ ہماری آہ وزاری نہیں۔ حقیقت میں آپ ہی کی آہ وزاری ہے کیونکہ یہ سب کچھ آپ ہی کا عطیہ ہے۔ ہم تو محض ناچیز ہیں۔

تشریح۔ حضرت مولانا نے اس شعر میں وحدت مطلق کی طرف اشارہ کیا ہے اور آئندہ اشعار بھی اسی قسم کے ہیں۔ وزیر کا مقولہ نہیں ہیں۔ تمام موجودات مظاہر صفات ہیں۔ ظاہر اور مظہر۔ شاہد اور مشہود گویا کہ شئی واحد ہے۔ صرف تعین کا فرق ہے۔

توضیح۔ توحید کی تین قسمیں ہیں۔ ذاتی۔ صفاتی۔ افعالی۔ سالک پر موقع بموقع ہر ایک کا جلوہ ہوتا ہے۔

ماچو نائیم و نوا در ما ز تست	ماچو کوہیم و صدا در ما ز تست
ہم نَے کی طرح ہیں اور ہم میں آواز تجھ سے ہے	ہم پہاڑ کی طرح ہیں اور آواز ہم میں تجھ سے ہے

لغات۔ نائے۔ نَے۔ بانسری

معنے۔ جیسے بانسری میں آواز بجانے والے کی ہوتی ہے اور پہاڑ میں آواز کسی دوسرے بولنے والے کی ہوتی ہے اسی طرح ہمارا قول و فعل ہمارا نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے کا ہے۔

مطلب یہ ہے فانی کی صفات۔ باقی کی صفات کا عکس ہے کیونکہ فانی اپنے ہونے میں کوئی چیز نہیں ہے اور نہ ہی اس کی اپنی ہستی ہے۔ جیسے ممکن میں غضب اسم

نہیں ہیں۔

لذتِ ہستی نمودی نیست را تو نے ہستی کی لذت نیست کو عنایت کی	**عاشق خود کردہ بودی نیست را** (اور) نیست کو اپنا عاشق کر رکھا ہے
لذتِ انعام خود را وا مگیر اپنے انعام کی لذت کو واپس نہ لے	**نُقل و بادہ و جامِ خود را وا مگیر** اپنے نقل اور شراب اور جام کو واپس نہ لے

لغات۔ نُقل۔ شراب نوشی کے بعد ترشی یا نمکین یا کباب وغیرہ کھانے کو نُقل کہتے ہیں۔ بادہ شراب۔ شراب محبت۔ جام۔ پیالہ۔

معنے۔ انسان وجود علمی کے بعد جو خارج میں نیست تھا۔ تو نے اس کو ہستی کا مزا چکھایا اور ازل میں اس کو اپنا عاشق بنالیا۔ اور نقلِ معرفت اور بادۂ محبت اور جام حقیقت سے جدا نہ کر۔

مطلب یہ ہے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں) میں اسی عشق و معرفت کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے سمجھنے کے لئے اسرارِ ربوبیت کا سمجھنا ضروری ہے۔

ور بگیری کیست جُست و جو کند اور اگر تو لے تو کون جستجو کرے؟	**نقش با نقّاش چوں نیرو کند** نقش نقّاش کے بالمقابل کسطرح طاقت کرسکتا ہے

لغات۔ نقش سے مراد انسان ہے۔ نقّاش سے مراد ذات حق ہے۔ نیرو۔ طاقت زور۔

معنے۔ اگر خدا تعالےٰ اپنے انعام سے محروم کر دے اور عنایت کئے کو چھین لے تو کون واپس لے سکتا ہے۔ کیونکہ نقش کو نقاش کے ساتھ کیا زور ہے۔ لہٰذا ازل میں تو نے انسان کو بغیر استحقاق کے انعام عطا کیا اور اس کی پرورش فرمائی۔ اب بعد استحقاق کے

ہم اپنی ہستی کے مالک نہیں ہیں اور تو وجود مطلق بے قیدِ فنا ہے اور فانی چیزوں کو ظاہر کرنے والا ہے۔

ما ہمہ شیراں ولے شیرِ علَم ہم سب شیر ہیں لیکن تصویر شیر ہیں	**حملہ شاں از باد باشد دمبدم** ان کو ہوا سے بار بار جنبش ہوتی ہے

لغات۔ شیرِ علَم۔ تصویر شیر۔ جس کو شگون اور غلبے کے واسطے علَم کے کپڑے پر سی دیتے ہیں۔ حملہ۔ حرکت و جنبش۔

معنے۔ جیسے شیرِ علَم کی حرکت ہوا پر موقوف ہے اسی طرح ہماری سب حرکات تیری ہوائے ارادت پر موقوف ہیں۔ تیری مشیت اور ارادے کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے

حملہ شاں پیدا و ناپیداست باد ان کی حرکت ظاہر اور ہوا ناپدید ہے	**آنکہ ناپیداست از ما کم مباد** (خداوند) جو چیز ناپدید ہے ہم سے کم نہ ہو

معنے۔ علَم کے شیروں کی حرکات محسوس ہوتی ہیں اور آنکھوں سے نظر آتی ہیں اور ہوا جو ان کی حرکت کی اصل ہے نظر نہیں آتی۔ اسی طرح ہماری حرکات تو ظاہر ہوتی ہیں۔ مگر ان کو حرکت دینے والا نظر نہیں آتا۔ خدا کرے اس حرکت دینے والے کا عشق اور ذوق وشوق ہم سے کم نہ ہو بلکہ اس کی معرفت روز بروز ترقی پر رہے۔

بادِ ما و بودِ ما از دادِ تست ہماری حرکت اور ہماری ہستی تیری داد ہے	**ہستیِ ما جملہ از ایجادِ تست** ہماری سب ہستی تیری ایجاد سے ہے

لغات۔ باد۔ ہوا۔ مراد حرکت ہے۔ بود۔ ہستی۔ داد۔ عطیہ۔ ایجاد وجود میں لانا۔

معنے۔ ہماری ہستی تیری ہستی پر موقوف ہے لہٰذا تو موجود ہے اور ہم موجود

مطلب یہ ہے کہ انسان اگرچہ جزوی عارضی اختیار رکھتا ہے مگر اس نے اپنے تمام اختیار تابع حق کئے ہوئے ہیں یا یہ کہ ہر جاندار کے افعال و حرکات رضائے حق پر موقوف ہیں۔ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے وَمَامِنْ دَابَّةٍ اِلَّاهُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (ہر ایک جاندار کی پیشانی کو وہ (حق) پکڑنے والا ہے۔ بے شک میرا رب سیدھے رستے پر ہے)

پیش قدرت خلق جملہ بارگہ قدرت کے آگے مخلوق اور سب جہان	عاجزاں چوں پیش سوزن کارگہ عاجز ہے جیسے سوئی کے آگے (کپڑے کا) کارخانہ

لغات۔ بارگہ۔ بارگاہ کا مخفف ہے۔ اس سے مراد جہان ہے۔ کارگہ۔ کارگاہ کا مخفف ہے۔ کام کرنے کی جگہ۔ خصوصاً کپڑا بننے کی جگہ۔ یہاں کارگاہ سے مراد وہ کپڑا ہے کہ جس پر پھول بوٹے بنائے جاتے ہیں۔
معنے۔ تیری قدرت کے آگے تمام مخلوق اور جہان اس طرح عاجز ہے۔ جیسے سوئی کے آگے کپڑا۔ سوئی چاہے اس کو بنائے اور چاہے بگاڑے۔

گاہ نقش دیو گہ آدم کند گاہے شیطان کا نقش گاہے انسان کا بناتا ہے	گاہ نقش شادی و گہ غم کند گاہے خوشی کا نقش اور گاہے غم کا بناتا ہے

معنے۔ اس نقش کو نقاش ازل گاہے شیطان کا نقش اور گاہے آدم کا بناتا ہے۔ یعنی گاہے گمراہ اور گاہے ہدایت عنایت فرماتا ہے۔ گاہے صفات انسانی عطا کرکے روح کو خوش کرتا ہے اور گاہے صفات شیطانی دے کر روح کو غمناک کرتا ہے
مطلب یہ ہے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا (قسم ہے نفس کی اور اس کی کہ جس نے اس کو برابر کیا۔ اس کی طرف بدکاری اور پرہیزگاری کا الہام کیا۔ تحقیق نجات پائی جس نے کہ اس کو ستھرا کیا۔ اور خسارے میں پڑا جس نے

اس کو اپنے انعام سے جدا نہ کر۔

منگر اندر ما مکن در ما نظر	اندر اکرام و سخائے خود نگر
ہمارے اندر کو نہ دیکھ ہم میں نظر نہ کر	اپنے کرم اور سخاوت کے اندر دیکھ

معنے۔ ہمارے اقوال و افعال اور احوال اور خطاؤں کی طرف نظر نہ کر۔ بلکہ اپنی رحمت اور کرم کی طرف نگاہ رکھ۔ ع برما منگر بر کرم خویش نگر۔
مطلب یہ ہے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (اور میری رحمت میں ہر ایک چیز کی گنجائش ہے)

ما نبودیم و تقاضا ما نبود	لطفِ تو ناگفتۂ ما را شنید
ہم نہ تھے اور نہ ہمارا تقاضا تھا	تیرے لطف نے ہمارے ناگفتہ کو سنا

لغات۔ تقاضا سے زبان کی طلب مراد ہے اور گفتۂ ما سے وجود کی استعداد
معنے۔ جب ہم علم الٰہی میں تھے تو زبانی طلب کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ کیونکہ عدم محض سے طلب ناممکن ہے۔ لیکن حق تعالےٰ اپنے اسم لطیف کے ساتھ ہماری استعداد کو جانتا تھا کہ انسان میں یہ استعداد ہے پھر اس کو وجود میں لا کر اشرف المخلوقات بنایا
مطلب یہ ہے کہ ہماری ہستی سے پہلے تو ہم پر مہربان تھا۔ بعد میں بھی وہی مہربانی کر کیونکہ ہم نہایت عاجز ہیں اور تیرے لطف و کرم کے عادی ہیں۔

نقش باشد پیش نقاش و قلم	عاجز و بستہ چو کودک در شکم
نقش قلم اور نقاش کے آگے ہوتا ہے	عاجز اور بستہ بچے کی طرح پیٹ میں

معنے۔ ہماری مثال نقش کے مشابہ ہے۔ جس طرح وہ نقاش اور قلم کے آگے عاجز اور بستہ ہوتا ہے جیسا کہ بچہ شکم مادر میں ہوتا ہے۔ جو اپنے نقص اور کمال کا کچھ اختیار نہیں رکھتا

گر بپرّانیم تیر آں کے زماست اگر ہم تیر چلاتے ہیں تو وہ تیر ہم سے کب ہے	ما کمان و تیر اندازش خداست ہم کمان ہیں اور تیر انداز خدا ہے

معنے۔ ہمارے قول اور فعل کے تیر جو ہمارے وجود کی کمان سے نکلتے ہیں یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں ہیں کیونکہ ہم دست قدرت میں کمان کی طرح ہیں اور حقیقت میں تیر انداز ذاتِ حق ہے اور ہم صرف ظاہری نگاہ میں بہانہ ہیں۔

ایں نہ جبر ایں معنی جبّاری ست یہ جبر نہیں یہ جباری کے معنے ہیں	ذکر جبّاری برائے زاری ست جباری کا ذکر عاجزی کے واسطے ہے

لغات۔ جبر۔ مجبوری۔ جبّار وہ ذات ہے کہ جس کی عطا چیزوں کے تقاضے کے مطابق ہو۔ معنی جبّاری یعنی اسم جبار کا مظہر ہے

معنے۔ ہم نے جو بیان کیا ہے کہ ہمارا فعل فعلِ حق ہے اور ہم نیست محض ہیں اس سے مراد جبر نہیں ہے کہ بندہ مجبور اور مسلوب الاختیار ہے بلکہ ہم نے اللہ تعالےٰ کی صفت جباری کے معنی بیان کئے ہیں یعنی حق تعالےٰ افعال انسانی میں صفت جباریت کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ چونکہ روحیں عالم ارواح میں ارتکاب فعل کی استعداد رکھتی تھیں۔ حق تعالےٰ نے ان کو ایسے افعال سے پُر کر دیا یعنے روح مومن کو اچھے افعال سے اور روح کافر کو بُرے افعال سے۔ جیسی جیسی کہ ان کی لیاقت تھی۔ لہذا جباری کے معنے بندے کے اختیار کے منافی نہیں ہیں۔ نیز جبّاریت کے معنٰی سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جبار نے انسانوں کو امر اور نہی کے بجا لانے پر قادر اور قاہر کر دیا ہے اور ہم نے جباری کا ذکر اس واسطے کیا ہے کہ بندہ ہر ایک فعل کے بجا لانے میں درگاہِ حق میں خوف اور زاری کرے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس فعل کے متعلق صفت جباری کا کیا تقاضا ہے؟ طاعت ہے یا معصیت۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ خود گناہوں میں گرفتار ہو کر اپنے گناہوں کو اس کی صفت جباری کی طرف منسوب کرے۔ کیونکہ یہ قریب کفر ہے۔ اور مذہب اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔

کہ اس کو ٹھوس بنالیا)

دست نے تا دست جنباند بدفع ہاتھ نہیں کہ ہاتھ کو ہلانے کے واسطے ہلائے	**نطق نے تا دم زند ضر و نفع** گویائی نہیں کہ نفع اور نقصان کا دم مارے

معنے۔ مخلوقات میں سے کسی کو طاقت نہیں ہے کہ نقاش حقیقی کے نقشوں کو مٹا سکے اور نہ اتنی گویائی ہے کہ نفع اور نقصان کی بابت کچھ دم مار سکے۔

مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو حق تعالے اس طرح ہدایت فرماتا ہے۔ قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ رَبِّيْ (کہہ دو! کہ میں اپنی جان کے نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو کچھ کہ میرا رب چاہے)

تو ز قرآں باز خواں تفسیر بیت تو قرآن سے بیت کی تفسیر پھر پڑھ	**گفت ایزد مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ** خدا نے مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ فرمایا ہے

معنے۔ ہمارا بیان جو عدم قدرت اور عجز کے بیان میں ہے اور اس کی شرح اور تفسیر دیکھنی ہو تو اس آیت کو دیکھو جس میں اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کنکریاں پھینکنے کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فاعل حقیقی حق تعالے ہی ہے۔

مطلب۔ پوری آیت اس طرح ہے۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (تم نے ان کو قتل نہیں کیا ہے ولیکن اللہ نے ان کو قتل کیا ہے اور نہیں پھینکا تو نے جبکہ پھینکا تو نے ولیکن اللہ نے پھینکا) یہ آیت جنگ بدر میں نازل ہوئی تھی۔ کفار نے جب غلبہ کیا تو آنحضرت نے ان کی طرف ایک مٹھی کنکریوں کی پھینکی جس سے وہ اندھے ہو کر جنگ سے رک گئے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالے نے مسلمان مجاہدین کے فعل کو اور آنحضرت کے فعل کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اور دونوں فعلوں میں کرنے والوں کے لحاظ سے نہایت ہی باریک اور لطیف فرق ہے۔

زجرِ اُستاداں بشاگرداں چراست	خاطر از تدبیر ہا گرداں چراست
استادوں کی جھڑک شاگردوں پر کس واسطے ہے؟	دل تدبیروں کا خواہاں کس واسطے ہے؟

معنے۔ اگر انسان مجبور محض ہوتا تو استاد شاگرد پر۔ مرشد مرید پر۔ آقا خدمت گار پر۔ خاوند بیوی پر کسی بُرے فعل کے باعث سرزنش نہ کرتا۔ اور انسان کا دل تدبیروں میں مصروف ہو کر سرگرداں نہ ہوتا۔ اور اپنے دل کے مشورے کے بعد کام نہ کرتا۔ حالانکہ ایسا ظہور میں آتا ہے تو ضرور کچھ اختیار ہے۔

ور تو گوئی غافل ست از جبرِ او	ماہِ حق پنہاں شد اندر ابرِ او
اور اگر تو کہے کہ (انسان) اُس کے جبر سے غافل ہے	حق کا چاند اُس کے ابر کے نیچے پوشیدہ ہے

معنے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ انسان کو کچھ نہ کچھ اختیار ضرور ہے اگر تم اعتراض کرو کہ انسان مجبور محض ہے لیکن جبر سے غافل ہے اور نہیں سمجھتا کہ ماہِ حق یعنی کیفیت جبر الٰہی اس کے اقوال اور افعال میں پوشیدہ ہے۔

ہست ایں را خوش جواب ار بشنوی	بگذری از کفر و در دیں بگروی
اس کا عمدہ جواب ہے اگر تو سُنے	کفر سے نکل کر دین دار ہو جائے گا

معنے۔ آئندہ شعروں میں اس کا بہت اچھا جواب دیا جاتا ہے اگر تم سمجھو گے تو کفر سے نکل کر دین دار بن جاؤ گے۔

حسرت و زاری کہ در بیماری ست	وقتِ بیماری ہمہ بیداری ست
افسوس اور زاری کہ بیماری میں ہے	بیماری کے وقت سب بیداری ہے

معنے۔ بیماری میں حسرت اور زاری ہے اور تندرستی میں نہیں۔ بیماری کے وقت

مطلب یہ ہے کہ حضرت مولانا اس شعر میں فرقہ جبریہ اور قدریہ کا رد کرتے ہیں اول الذکر انسان کو مجبور محض پتھر کی طرح مانتا ہے جس میں کسی طرح کا اختیار اور ارادہ نہیں ہے۔ ثانی الذکر اپنے آپ کو اپنے افعال کا خالق اور مختار کامل سمجھتا ہے۔ تیسرا مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے کہ بندہ نہ محض مجبور ہے کہ پتھر سے تشبیہ دی جائے اور نہ بالکل مختار ہے کہ اپنے فعل کا خالق خود ہو۔ بلکہ سب طرح کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ سب کا یعنے خیر اور شر کو حاصل کرنے والا ہے اسی مذہب کی تائید میں یہ شعر ہے۔

زاریِ ما شد دلیلِ اضطرار ہماری زاری بے قراری کی دلیل ہے	خجلتِ ما شد دلیلِ اختیار شرمندہ ہونا اختیار کی دلیل ہے

معنے۔ بعض افعال کے صدور پر ہم سے زاری اور عاجزی ظاہر ہوتی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ہم مجبور اور مضطر ہیں۔ اگر اختیار ہوتا تو ہم گناہ نہ کرتے۔ پھر اسی گناہ کے بعد ہم کو خجالت اور شرمندگی بھی ہوتی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ہم کو اپنے افعال پر اختیار بھی دیا گیا ہے۔ اگر اختیار نہ ہوتا تو ہم حق سے اور مخلوق سے شرمندہ کیوں ہوتے؟ اس ہمارے فعل سے اور اس کے اثر سے ظاہر ہوا کہ ہم کو کچھ اختیار بھی ہے۔ یہ دلیل مولانا نے قانونِ قدرت اور اس کے اثر سے اخذ کی ہے۔

گر نبودے اختیار ایں شرم چیست اگر اختیار نہ ہوتا تو یہ شرم کیا ہے؟	ویں دریغ و خجلت و آزرم چیست اور یہ دریغ اور ندامت غم و شرم کیا ہے؟

لغات۔ دریغ۔ افسوس۔ آزرم۔ غم اور شرم

معنے۔ اگر ہم کو اختیار نہ ہوتا۔ تو دیگر حیوانات مثلاً گدھے اور بیل کی طرح گناہ کرکے شرم نہ آتی۔ اور نہ ہی کسی طرح کا غم اور افسوس ہوتا۔ یہ تو سب کچھ ظہور میں آتا ہے لہٰذا کچھ اختیار بھی ہے۔

پس بداں ایں اصل را اے اصل جو	**ہر کرا درد است او بردست بو**
حق کو تلاش کرنے والے اس قاعدے کو جان رکھ	جو کچھ ہاتھ میں ہے اسکی بو ہاتھ [illegible] ہے

لغات۔ اصل اول بمعنی قاعدہ۔ اصل دوم بمعنی ذاتِ حق

ہر کہ او بیدار تر پُر درد تر	**ہر کہ او آگاہ تر رُخ زرد تر**
جو شخص زیادہ بیدار ہے پُر درد زیادہ ہے	جو شخص زیادہ خبردار ہے رخ زرد زیادہ ہے

معنے۔ یہ ثابت ہوچکا کہ انسان مجبور محض نہیں ہے بلکہ خدا تعالے نے اس کو تھوڑا بہت اختیار دے رکھا ہے لہذا اُس قادر مطلق کی معرفت حاصل کرنی فرض ہے۔ اس لئے حق کے متلاشی! اس بات کو یاد رکھ کہ جس کے دل میں حق کا عشق ہے وہی بو ئے معرفت حاصل کرسکتا ہے اور بیدار وہی ہے جس کا دل درد سے پُر ہو اور حق سے آگاہ وہی ہے جس کا چہرہ زرد ہو۔

گر ز جبرش آگہی زاریت کو	**جنبش زنجیر جبّاریت کو**
اگر تو اس کے جبر سے آگاہ ہے تو تیری زاری کہاں ہے	تیری جباری کی زنجیر کی حرکت کہاں ہے؟

معنے۔ اگر تم جبر خداوندی سے باخبر ہو تو تمہاری زاری کیا ہوئی؟ کیونکہ زنجیر جباری کی حرکت یعنے علامت زاری ہے کیونکہ مجبور ہمیشہ زار رہتا ہے اس کو خوشی اور راحت سے کیا کام ہے۔ اس شعر سے مذہب جبریہ کا دوبارہ رد شروع ہوتا ہے

بستہ در زنجیر زادی چوں کند	**چوب اشکستہ عمادی چوں کند**
زنجیر میں جکڑا ہوا کب آزادی کرتا ہے	ٹوٹی ہوئی لکڑی ستون کب بنتی ہے؟

لغات۔ زادی۔ آزادی کا مخفف ہے۔ عمادی۔ ستون۔ عماد۔ ستون

زاری غفلت سے بیداری ہے۔ کیونکہ مصیبت میں خدا زیادہ یاد آتا ہے اگر انسان مجبور ہوتا تو خوشی کے وقت بھی خدا سے غافل نہ ہوتا۔ کیونکہ مجبور کو ہر حال میں مجبور رہنا چاہیئے یہ کیا کہ خوشی میں تو غافل اور مصیبت میں ہوشیار رہے۔

آں زماں کہ مے شوی بیمار تو جس وقت تو بیمار ہوتا ہے	میکنی از جرم استغفار تو تو گناہ سے استغفار کرتا ہے

لغات۔ استغفار۔ طلب بخشش کرنا۔ گناہوں سے معافی مانگنا۔
معنے۔ جب تو بیمار ہوتا ہے تو گناہوں سے معافی مانگتا ہے۔

مینماید بر تو زشتی گنہ تجھ پر گناہ کی برائی کھل جاتی ہے	میکنی نیت کہ باز آیم برہ تو نیت کرتا ہے کہ میں پھر رستے پر آجاؤں
عہد و پیماں میکنی کہ بعد ازیں تو اس کے بعد عہد و پیمان کرتا ہے	جز کہ طاعت نبودم کارِ گزیں کہ سوائے عبادت کے کوئی کام اختیار نہ کروں گا
پس یقیں گشت آنکہ بیماری ترا لہٰذا یقین ہوا کہ بیماری تجھ کو	مے بہ بخشد ہوش و بیداری ترا ہوش اور بیداری بخشتی ہے

معنے۔ انسان بیماری میں توبہ اور استغفار کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کو زیادہ یاد کرتا ہے اور غفلت سے بیدار ہو جاتا ہے۔ اور خوشی کی حالت میں غفلت کرتا ہے۔ اگر انسان مجبور ہوتا تو دونوں حالتوں میں یکساں رہتا۔ اور ہر وقت یادِ خدا کرتا۔ کیونکہ مجبور کو خوشی سے غفلت کیوں ہو۔ اور مصیبت میں بیداری کیوں ہو۔ اور مجبور سے گناہ ہی نہیں ہوتا ہے تو پھر توبہ و استغفار کیوں کرتا ہے؟

مثنوی مولوی معنوی (حصہ سوئم) ہست قرآں در زبانِ پہلوی

کشف المفہوم

شرح اردو

مثنوی مولانا روم

جلد اول

جسے کارپردازانِ کتب خانہ نے بعض علم دوست اصحاب کی مدد سے تیار کیا

باہتمام

منشی محمد نور الحق مالک کتبخانہ خادم العلوم

لاہور

لیتے۔ قیدی آزادی کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ بلاؤں میں گرفتاری سنوری کا کام نہیں دے سکتی۔

که اسیرِ حبس آزادی کند قیدخانے کا قیدی کب آزاد ہے!	**که گرفتارِ بلا شادی کند** بلا کا گرفتار کب خوش ہے
ور تو مے بینی که پایت بستہ اند اگر تو دیکھتا ہے کہ تیرے پاؤں بندھے ہوئے ہیں	**بر تو سرہنگانِ شہ بنشستہ اند** اور تجھ پر بادشاہی سپاہی بیٹھے ہوئے ہیں
پس تو سرہنگی مکن با عاجزاں لہٰذا تو عاجزوں کے ساتھ زور نہ کر	**زانکه نبود طبع و خوئے عاجزآں** کیونکہ وہ عاجز کی عادت اور خو نہیں ہے

لغات۔ عاجزاں پہلے مصرع میں عاجز کی جمع ہے۔ عاجزآں دوسرے مصرع میں مفرد ہے اور آں ضمیر ہے۔

معنے۔ اگر تم اپنے آپ کو مجبور اور عاجز اور پابستہ سمجھتے ہو تو اپنے سے چھوٹوں پر ظلم اور جبر کیوں کرتے ہو۔ کیونکہ ایسا فعل عاجز کی شان سے بالکل بعید ہے اس سے معلوم ہوا کہ تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو۔ برائے نام عاجز اور مجبور بنتے ہو۔ تمہارا قول تمہارے فعل کے خلاف ہے۔

چوں تو جبرِ او نمے بینی مگو جب تو اس کا جبر نہیں دیکھتا تو خاموش رہ	**ور ہمے بینی نشانِ دید گو** اور اگر تو دیکھتا ہے تو شہادت عینی بیان کر

معنے۔ اے مخاطب! اگر تم اپنے آپ کو مجبور نہیں جانتے تو اپنی مجبوری کا اقرار نہ کرو اور اگر اپنے آپ کو مجبور جانتے ہو تو اس کی علامت بتاؤ۔ اور اگر کوئی علامت نہیں دکھا سکتے تو مجبوری کا دعوے نہ کرو۔ (حصہ دوم ختم شد)

در ہر آں کارے کہ میلستت بداں	**قدرتِ خود را ہمے بینی عیاں**
جس کام میں کہ تیری اس سے بالقصد رغبت ہے	اس میں اپنی قدرت کو تو ظاہر دیکھ رہا ہے
در ہر آں کارے کہ میلت نیست خواست	**اندر آں جبری شوی کیں از خداست**
اور جس کام میں تیری رغبت اور خواہش نہیں ہے	اس میں تو مجبور ہے اور کہتا ہے کہ یہ خدا سے ہے

معنے۔ جس کام میں تیری خواہش و رغبت نہیں ہوتی اس میں چونکہ تو مجبور ہوتا ہے اس لیے کہتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ جبر کے قائل ہیں اپنے ہر ... دنیا کے ... میں جس فعل کو دل سے چاہا اس کو کیا خواہ گناہ ہی ہو اور جس فعل کو دل سے نہ چاہا نہ کیا خواہ اطاعت ہی کیوں نہ ہو۔

انبیا در کارِ دنیا جبری اند	**کافراں در کارِ عقبیٰ جبری اند**
نبی لوگ دنیا کے کام میں مجبور ہیں	کافر لوگ آخرت کے کام میں مجبور ہیں

معنے۔ انبیاء علیہم السلام بوجہ متوکل ہونے کے دنیا کے کاموں میں مجبور ہیں اور کافر آخرت کے کاموں میں مجبور ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ حضرت مولانا بطور نصیحت ارشاد فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اپنے نفسوں کو دنیا کے کام میں مجبور جانتے ہیں اور ذاتِ حق پر توکل کرتے ہیں اور کافر دنیا کے کام میں کوشش کرتے ہیں اور آخرت کے کام میں اپنی مجبوری ظاہر کرتے ہیں لہذا انسان کو انبیاء علیہم السلام کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

انبیا را کارِ عقبیٰ اختیار	**کافراں را کارِ دنیا اختیار**
نبیوں کو آخرت کا کام پسند ہے	کافروں کو دنیا کا کام پسند ہے

اے خدا بنما تو جاں را آں مقام	کاندرو بے حرف میروید کلام
اے خدا! تو جان کو وہ مقام دکھا	کہ جس کے اندر بغیر حرف کے کلام ہوتا ہے

معنے و مطلب یہ ہے کہ خداوندا! روح کو مقام علیین میں پہنچادے جس جگہ تیرا کلام بغیر کیفیت حروف اور آواز کے سنائی دیتا ہے۔ مصرع۔ قول او را لحن نے آواز نے

ایں سخن پایاں ندارد لیک ما	باز گوئیم آں تمامی قصہ را
اس بات کی انتہا نہیں ہے۔ لیکن ہم	اُس تمام قصے کو پھر بیان کرتے ہیں

معنے۔ یہ باتیں تو ختم ہونے والی نہیں ہیں اس لئے ہم اُس قصے کو پھر بیان کرتے ہیں

نومید کردن وزیر مریداں را در نقض خلوت

وزیر کا اپنے مریدوں کو خلوت توڑنے سے ناامید کرنا

آں وزیر از اندروں آواز داد	کاے مریداں از من ایں معلوم باد
اس وزیر نے اندر سے آواز دی	کہ اے مریدو! مجھ سے یہ معلوم ہو

معنے۔ وزیر مکار نے اندر سے کہا کہ میں خلوت سے باہر نہیں نکل سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ باوجود مریدوں کے اصرار کے وزیر مکار خلوت سے باہر نہ نکلا اور جواب دیا کہ مجھ کو عیسیٰ علیہ السلام کا حکم خلوت توڑنے کا نہیں ہے۔

کہ مرا عیسیٰ چنیں پیغام کرد	کز ہمہ یاراں و خویشاں باش فرد
کہ مجھ کو عیسیٰ علیہ السلام نے اسطرح پیغام دیا ہے	کہ سب یاروں اور خویشوں سے تنہا ہو

زانکہ ہر مرغے بسوئے جنس خویش	میرود او در پس و جاں پیش پیش
کیونکہ ہر ایک پرندہ اپنی جنس کی طرف	جاتا ہے۔ وہ پیچھے اور جاں آگے آگے

لغات۔ مرغ سے نیک یا بد ارادہ مراد ہے۔ جاں بمعنی روح ہے۔

معنے۔ جس طرح ہر ایک جانور اپنی جنس کی طرف جاتا ہے ایسے ہی ارادہ روح کے پیچھے جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنے نیک یا بد ارادے کے پیچھے پیچھے لگا رہتا ہے اور روح آگے آگے رہتی ہے۔ چونکہ روح پہلے پیدا ہوئی ہے اور ارادہ اس کے بعد لہذا روح کا مرتبہ اگر مقام سجین ہے تو ارادہ شقاوت اس کے پیچھے ہے اور اگر روح کا مقام علیین ہے تو ارادہ سعادت اس کے پیچھے ہے

تشریح۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَلسَّعِیْدُ سَعِیْدٌ فِی الْاَزَلِ وَالشَّقِیُّ شَقِیٌّ فِی الْاَزَلِ وَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ (نیک ازل میں نیک ہے اور بد ازل میں بد ہے اور ہر ایک شخص جس چیز کے واسطے پیدا ہوا ہے آسانی والا ہے) یعنے اچھے اور برے۔ ازل میں ہو چکے ہیں۔ اچھوں کو اچھے کام اور بروں کو برے کام آسان ہیں۔

کافراں چوں جنس سجیں آمدند	سجن دنیا را خوش آئیں آمدند
کافر چونکہ سجین کی جنس آئے ہیں	دنیا کی قید کے واسطے مناسب آئے ہیں

لغات۔ سجین۔ سب سے پست مقام ہے جہاں بدکاروں کی روحیں قیامت تک رہتی ہیں اس کے بالمقابل علیین مقام ہے جو سب سے بالا ہے اس میں نیکوکاروں کی روحیں قیامت تک رہیں گی۔ را۔ برائے۔ خوش آئین۔ مناسب۔

معنے و مطلب یہ ہیں کہ۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز + کبوتر باکبوتر زاغ با زاغ ہر کسیا بہم کو سیا

انبیا چوں جنس علیین بدند	سوئے علیین بجان و دل شدند
انبیا چونکہ علیین کی جنس تھے	دل اور جان کے ساتھ علیین کی طرف گئے

وانگہانے آں امیراں را بخواند اور اسوقت ان امیروں کو ایک ایک کرکے بلایا	یک بیک تنہا بہریک حرف راند ہر ایک سے [illegible] بات کی

لغات۔ یک بیک۔ لفظ خواند کے متعلق ہے۔

معنے۔ وزیر مکار نے ہر ایک امیر کو الگ الگ بلا کر سب کو دھوکا دیا۔ اس فریب کا مفصل بیان آئندہ داستان میں مذکور ہے

فریفتن وزیر امیراں را ہریک بنوعے و طریقے

وزیر کا ہر ایک امیر کو الگ الگ بلا کر جدا جدا طریقے سے دھوکا دینا

گفت ہریک را بدین عیسوی ہر ایک کو دین عیسوی کے [illegible] کہا	نائب حق و خلیفہ من توی کہ نائب حق [illegible] اور خلیفہ تو ہی ہے
واں امیران دگر اتباع تو اور وہ دوسرے سب تیرے تابع ہیں	کرد عیسی جملہ را اشیاع تو عیسی (علیہ السلام) نے سب کو تیرا فرمانبردار کیا ہے

لغات۔ اشیاع جمع شیعہ کی بمعنی تابعداران۔ مددگاران۔

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر جو امیر کہ گردن کشی کرے۔ پکڑ لے	یا بکش یا خود ہمیدارش اسیر یا مار ڈال یا اسکو قید رکھ
لیک تا من زندہ ام ایں را مگو لیکن جب تک میں زندہ ہوں اس بات کا ذکر نہ کر	تا نمیرم ایں ریاست را مجو جب تک میں مر نہ جاؤں اس ریاست کی تلاش نہ کر

خلق
بہت

روئے بر دیوار کن تنہا نشیں	**وز وجودِ خویش ہم خلوت گزیں**
چہرہ دیوار کی طرف کر اور اکیلا بیٹھ	اور اپنی ہستی سے بھی خلوت اختیار کر

لغات۔ خلوت از وجود سے مراد ترک وجود ہے۔
ترجمہ۔ ایسی خلوت اختیار کر کہ اپنی ہستی بھی بھول جا۔
مطلب یہ ہے کہ خلوت نشین ہو کر صفات بشریہ کو ترک کرو اور صفات ملکوتیہ کو حاصل کرو۔

بعد ازیں دستوری گفتا نیست	**بعد ازیں با گفتگو ہم کار نیست**
اس سے پیچھے کہنے کا دستور نہیں ہے	اس سے پیچھے بات چیت کے ساتھ بھی کام نہیں ہے
الوداع اے دوستاں من مردہ ام	**رخت بر چارم فلک بر بردہ ام**
اے دوستو! رخصت کہ میں مر گیا ہوں	چوتھے آسمان پر لباس کو لے گیا ہوں

معنے۔ میں نے موتوا قبل ان تموتوا (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا مقام حاصل کر لیا ہے اور گویا بدن کا اتار کر چوتھے آسمان پر چلا گیا ہوں یعنی ... حاصل کر لیا ہے۔

تا بزیرِ چرخِ ناری چوں حطب	**من نسوزم در عنا و در عطب**
تاکہ آتشی آسمان کے نیچے لکڑی کی طرح	رنج اور تباہی میں۔ میں نہ جلوں

لغات۔ حطب۔ لکڑی۔ عنا۔ رنج۔ عطب۔ ہلاکت
معنے۔ میں خلوت نشین ہو کر دنیوی ہلاکت سے بچوں گا کیونکہ دنیا کی گرفتاری آگ ہے اور میں آسمان پر ... جاتا ہوں تاکہ چرخ آتشیں کے نیچے لکڑی کی طرح نہ جلوں۔

پہلوئے عیسیٰ نشینم بعد ازیں	**بر فرازِ آسمانِ چارمیں**
میں اس سے پیچھے عیسیٰ (علیہ السلام) کے پہلو میں	چوتھے آسمان پر بیٹھوں گا

لغات - با تا ۔ الف ۔ حرفہا سے بدل واقع ہوا ہے جس کو عطف یہاں کہنا چاہیئے۔
معنے ۔ الف ۔ ب ۔ ت کے حرفوں کی طرح سب صحیفے مختلف تھے ۔ یعنی ان میں اختلاف لفظی اور معنوی دونوں طرح کا تھا۔

حکم ایں طومار ضدِ حکمِ آں	پیش ازیں کردیم ایں ضد را بیاں
اس صحیفے کا حکم اُس صحیفے کے مخالف	اس اختلاف کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں

کشتن وزیر خود را در خلوت از مریداں

مریدوں سے خلوت میں وزیر کا اپنے آپ کو مار ڈالنا

بعد ازاں چل روز دیگر در بہ بست	خویش کشت و از وجودِ خود برست
اس کے بعد چالیس روز اور دروازہ بند کیا	خودکشی کی اور اپنے وجود سے چھوٹا

معنے ۔ وزیر مکار نے اپنے بادشاہ کو خوش کرنے کے واسطے خودکشی کی جو شرعاً منع اور حرام ہے اور مجازی بادشاہ کے خوش کرنے میں حقیقی بادشاہ کی مخالفت کر کے گنہگار اور دوزخی ہوا
مطلب ۔ اگر سالک اسی طرح بادشاہ حقیقی کی رضامندی کے واسطے اپنے نفس امارہ کی خودکشی کرے تو یقیناً فنا کے بعد مرتبہ بقا حاصل کرے گا ۔ فنا سے بقا کی طرف جانے کے واسطے سالک کو ایک ہی قدم اٹھانا پڑتا ہے۔

چونکہ خلق از مرگِ او آگاہ شد	بر سرِ گورش قیامت گاہ شد
جبکہ مخلوق اس کی موت سے آگاہ ہوئی	اس کی قبر پر قیامت گاہ ہوئی
خلق چنداں جمع شد بر گورِ او	مو کناں جامہ دراں در شورِ او
بہت سی مخلوق اس کی قبر پر جمع ہوئی	بال کھسوٹنے والی کپڑے پھاڑنے والی اس کے ماتم میں

تا نمیرم من تو ایں پیدا مکن دعویٔ شاہی و استیلا مکن

جب تک میں نہ مروں تو یہ ظاہر نہ کر بادشاہی اور غلبے کا دعوے نہ کر

لغات۔ استیلا۔ غلبہ پانا۔ حکومت حاصل کرنا۔

اینک ایں طومار و احکام مسیح یک بیک برخواں تو بر امت فصیح

یہ صحیفہ اور مسیح کے احکام ہو ایک ایک کرکے امت پر کھول کر پڑھو

لغات۔ فصیح برخواں کی ضمیر سے حال واقعہ ہوا ہے۔

ہر امیرے را چنیں گفت او جدا نیست نائب جز تو در دین خدا

ہر ایک امیر کو اس نے اس طرح علیحدہ کہا خدا کے دین میں تیرے سوا کوئی نائب نہیں ہے

ہر یکے را کرد او یک یک عزیز ہر چہ آں را گفت ایں را گفت نیز

اس نے ہر ایک کو ایک ایک کرکے خلیفہ بنایا جو کچھ اس کو کہا اس کو بھی کہا

لغات۔ عزیز۔ یہاں پر بمعنی خلیفہ ہے۔ اور بعض نسخوں میں۔ ہر یکے را کردہ اندر سر عزیز یعنے ہر ایک کو پوشیدہ طور پر خلیفہ بنایا۔

ہر یکے را او یکے طومار داد ہر یکے ضد دگر بود۔ المراد

ہر ایک کو اس نے ایک صحیفہ دیا مراد میں ایک دوسرے کی ضد تھا

لغات۔ المراد۔ فی المراد یعنی مرادمیں۔ المراد۔ حاصل کلام۔

جملگی طومارہا بد مختلف ہمچو شکل حرفہا یا تا الف

تمام صحیفے مختلف تھے الف۔ ب۔ ت کی شکل کی

بعد ماہے خلق گفتند اے مہاں	از امیراں کیست بر جایش نشاں
ایک مہینے کے بعد لوگوں نے کہا کہ اے سردارو!	امیروں میں سے اسکی جگہ پر جانشین کون ہے؟

لغات۔ خلق سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت ہے۔ نشاں سے مراد خلیفہ اور جانشین ہے جو مرشد کی علامت ہے۔

تا بجائے او شناسیمش امام	تا کہ کارِ ما از و گردد تمام
تا کہ ہم اس کو اس کی جگہ امام سمجھیں	تا کہ ہمارا کام اس سے پورا ہو جائے
سر ہمہ بر اختیارِ او نہیم	دست در دامان و دست او زنیم
ہم سب اس کے اختیار پر سر رکھیں	اس کے دامن اور ہاتھ میں ہاتھ رکھیں

لغات۔ دست در دست زدن۔ بیعت کرنا۔

چونکہ شد خورشید و ما را کرد داغ	چارہ نبود بر مقامش جز چراغ
چونکہ آفتاب چھپا اور ہم کو داغ دیا	اس کی جگہ چراغ کے سوا چارہ نہیں ہے

لغات۔ داغ کردن۔ داغ دادن۔

معنے۔ مرشد جو آفتاب ہدایت تھا فوت ہوگیا اور ہم کو آتش فراق کا داغ دے گیا۔ اب ہمارا اس کے سوا چارہ نہیں ہے کہ اپنے نفس کو مہذب کرنے کے واسطے کوئی چراغ ڈھونڈیں یعنی کسی کو اس کا جانشین اور خلیفہ بنائیں۔

چونکہ شد از پیش دیدہ روئے یار	نائبے باید از و ما یادگار
چونکہ یار کا چہرہ آنکھ سے اوجھل ہو گیا	کوئی نائب اس سے ہمارے لئے یادگار چاہیئے

لغات۔ قیامت گاہ سے مراد ہنگامہ محشر ہے۔ مو کندن۔ بال کھسوٹنا۔ جامہ دریدن کپڑے پھاڑنا۔ شور سے مراد ماتم ہے۔ چنداں بمعنی بسیار، بہت

کاں عدد را ہم خدا داند شمرد	**از عرب وز ترک وز رومی و کرد**
اس جماعت کا شمار خدا ہی کر سکتا ہے	جو عرب اور ترک اور رومی اور کرد سے تھی

لغات۔ عدد گنتی شمار اس سے مراد جماعت ہے۔ کُرد۔ خانہ بدوش ایک ایرانی قوم ہے۔

خاکِ او کردند در سرہائے خویش	**دردِ او دیدند درمانہائے خویش**
اس کی مٹی اپنے سروں میں ڈالنے لگے	عمدہ علاج اس کے درد میں دیکھنے لگے

لغات۔ ضمیر او کا مرجع گور ہے۔ خویش کے معنی علاوہ خود کے خوش اور خوب اور عمدہ بھی آتے ہیں۔ پہلے مصرع میں خویش بمعنی خود ہے اور دوسرے میں خوش۔ ورنہ قافیہ ناجائز ہوگا۔

آں خلائق بر سرِ گورش مہے	**کردہ خوں را از دو چشمِ خود رہے**
اس مخلوقات نے اس کی قبر پر ایک ماہ	اپنی دونوں آنکھوں سے خون کا رستہ بنا لیا

لغات۔ مہے۔ ماہ کا مخفف ہے اور یائے وحدت مجہول کے لئے ہے۔ رہ۔ راہ کا مخفف ہے اس سے مراد جاری ہے اور یائے مجہول زائد ہے۔

جملہ از دردِ فراقش در فغاں	**ہم شہان و ہم کہان و ہم مہاں**
سب اس کے درد فراق سے شور میں تھے	بادشاہ بھی اور چھوٹے بھی اور بڑے بھی

صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ حق تعالے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی) اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ۔ (جو لوگ رسول سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں)

یہاں سے حضرت مولانا قدس سرہ العزیز اسرار معرفت کا بیان شروع کرتے ہیں۔

نے دو باشد تا توئی صورت پرست	**پیش او یک گشت کز صورت برست**
دو ہیں جب تک تو صورت پرست ہے	جو شخص صورت کے کانٹے والا ہے اسکے سامنے ایک ہے

معنے - نائب یعنے خلیفہ اور منوب یعنی جس کا خلیفہ ہے ان ہر دو کی دوئی کا بہمہ طور غلط ہونا درست نہیں ہے کیونکہ صورت پرستوں کے نزدیک دو ہیں یہ لوگ تعین اور تشخص کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جو لوگ صورت پرستی سے نجات پاکر حقیقت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ان کے نزدیک نیابت کرنے والا اور جس کی نیابت کی گئی ہے۔ مثلاً حق تعالٰی اور انبیا علیہم السلام ایک ہی ہیں۔

چوں بصورت بنگری چشم تو دوست	**تو بنورش در نگر کز چشم روست**
جب ظاہر میں دیکھتے تو تیری آنکھیں دو ہیں	تو اس کے نور کو دیکھ جو آنکھ سے پیدا ہوا ہے

لغات - رُست وا ور رستن سے ماضی ہے جس کے معنی اُگنا اور پیدا ہونا ہے بعض نسخوں میں یہ شعر اس طرح ہے۔ چوں بصورت بنگری چشمت دوست ۔ تو بنورش درنگر کاں یک تو ست۔ اگر ظاہر میں دیکھے تو تیری دو آنکھیں ہیں اس کے نور کو دیکھ تو ایک تہ ہے۔ تو۔ بواؤ مجہول بمعنی پردہ دتہ ہے۔

معنے - آنکھیں باعتبار صورت دو ہیں اور نور کے لحاظ سے ایک - اس شعر میں بیت سابق کی توضیح بطور مثال ہے۔

چونکہ گل بگذشت و گلشن شد خراب	بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب
چونکہ گل گزرا اور گلشن خراب ہوا	بوئے گل کو کس سے حاصل کروں؟ عرق گل سے

معنے۔ جب پھول کا زمانہ گزر جائے اور گلشن خراب ہو جائے تو پھول کی خوشبو گلاب کے عرق سے لے سکتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ خلیفہ مرشد کی جیتی جاگتی تصویر ہوتا ہے۔ لہذا مرنے والے کا کوئی جانشین مقرر ہونا چاہیئے اگر موسم گل نہ رہے اور گلشن خراب ہو جائے۔ تو گل کی خوشبو عرق گل سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ (بیٹا اپنے باپ کا نمونہ ہوتا ہے) مرشد گزر گیا تو خیر خلیفہ میں سے مرشد کی خوشبو یعنی فیض باطنی آتا رہیگا۔

چوں خدا اندر نیاید در عیاں	نائب حق اند ایں پیغمبراں
چونکہ خدا مشاہدے میں نہیں آتا ہے	(لہذا) یہ پیغمبر حق کے نائب ہیں

معنے۔ حق تعالےٰ علانیہ مخلوق پر ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ لہذا انبیا علیہم السلام کو اپنا نائب کر کے بھیجا ہے تاکہ مخلوق کی ظاہری اور باطنی تہذیب کریں۔ اور اس کے اسرار قدرت کا اظہار فرمائیں۔

مطلب۔ اس قاعدے کی رو سے نائب کا تقرر لازم اور اس کی اطاعت فرض عین ہے۔

نے غلط گفتم کہ نائب یا منوب	گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب
نہیں میں نے غلط کہا۔ بلکہ خلیفہ اور ہادی کو	اگر دو معلوم کرو تو اچھا نہیں برا ہے

معنے۔ پیغمبروں کو نائب حق کہنا ہی غلطی ہے کیونکہ اس سے حق اور نائب میں جدائی کا احتمال ہوتا ہے۔ ایسا خیال کرنا اچھا نہیں ہے بلکہ نہایت برا ہے کیونکہ حق اور نائب حق ایک ہی ہیں ان میں کسی طرح کا تفرقہ نہیں ہے۔ کیونکہ حق ہی انبیا علیہم السلام کی

اُطْلُبِ الْمَعْنیٰ مِنَ الْفُرْقَانِ وَ قُلْ قرآن سے معنی کو طلب کرو اور کہو	لَا نُفَرِّقْ بَيْنَ آحَادِ الرُّسُلْ کہ ہم رسولوں کے درمیان فرق نہ کریں گے

معنے۔ اگر تم کو اتحادِ نور کی دلیل چاہیئے تو قرآن مجید میں موجود ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ (کہ ہم اس کے رسولوں کے درمیان فرق نہ کریں گے) کہ ایک پر ایمان لائیں اور دوسرے پر ایمان نہ لائیں۔

مطلب یہ ہے کہ آیت بالا کی باطنی تشریح مولانا کے طرز پر یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اگرچہ باعتبار صورت و تعیّن مختلف ہیں لیکن حقیقت میں ایک ہی نور میں سے ہیں۔ بعض نسخوں میں لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِ ہے۔

گر تو صد سیب و صد آبی بشمری اگر تم سو سیب اور سو بہی شمار کروگے	صد نماید یک شود چوں بفشری سو دکھائی دے گا جب نچوڑوگے تو ایک ہوگا

لغات۔ آبی بمعنی بہی۔ ایک مشہور پھل ہے جس کو فارسی میں بِہ اور اردو میں بہی کہتے ہیں۔

معنے۔ ظاہر میں بہت سے سیب اور بہی کے پھل نظر آتے ہیں اور جب اُن کو نچوڑ کر شیرہ نکال لیا جاتا ہے تو سب ایک ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کی حقیقت واحد ہے۔

در معانی قسمت و اعداد نیست باطن میں قسمت اور عدد نہیں ہیں	در معانی تجزیہ و افراد نیست باطن میں جزو اور فرد نہیں ہیں

لغات۔ تجزیہ۔ ٹکڑے کرنا۔ اعداد۔ گنتی

معنے۔ تجزیہ اور اعداد اور افراد صورت کا خاصہ ہے۔ عالم معنی میں یہ بات نہیں ہے۔

اتحادِ یار با یاراں خوش است دوست کا دوستوں کے ساتھ اتحاد اچھا ہے	پائے معنی گیر صورت سرکش است باطن کو طلب کرو کیونکہ صورت سرکش ہے

لاجرم چوں بر یکے افتد نظر	آں یکے باشد دو ناید در نظر
ضرور جب ایک پر نگاہ پڑتی ہے	تو وہ ایک ہے۔ نگاہ میں دو نہیں ہے

معنے۔ اگر صورت کا اعتبار ہوتا تو ایک چیز کی دو نظر آتیں۔ کیونکہ آنکھیں دو ہیں۔ حالانکہ ایک ہی نظر آتی ہے۔ کیونکہ نور واحد ہے۔
مطلب یہ ہے کہ دونوں آنکھوں کے جوف دار عصبے پیچھے جا کر تقاطع حسی یا حقیقی بشکل صلیب کر لیا ہے محل تقاطع کا نام مجمع النور ہے۔ بنا بریں دونوں آنکھوں سے ایک ہی چیز نظر آتی ہے کیونکہ نورِ بصر واحد ہے۔

نورِ ہر دو چشم نتواں فرق کرد	چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد
دونوں آنکھوں کے نور میں فرق نہیں کر سکتا ہی	جب کہ مرد اس کے نور پہ نظر ڈالتا ہے

معنے۔ انسان جب اپنی دونوں آنکھوں کے نور پر نظر ڈالتا ہے تو ایک آنکھ کے نور کو دوسری آنکھ کے نور سے جدا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اللہ بھی نور ہے اور انبیا و اولیا بھی نور ہیں ایک نور دوسرے نور سے جدا نہیں ہے۔

در بیان آنکہ جملہ پیغمبراں برحق اند کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ

اس بیان میں کہ سب پیغمبر برحق ہیں۔ اور ہم کسی میں تفرق نہیں کرتے ہیں

دہ چراغ ار جمع آری در مکاں	ہر یکے باشد بصورت غیر آں
اگر مکان میں دس چراغ جمع کرد	ہر ایک صورت میں دوسرے سے جدا ہے
فرق نتواں کرد نورِ ہر یکے	چوں بنورش روئے آری بے شکے
ہر ایک کے نور کو جدا نہ کر سکوگے	بے شک جب ہر ایک کے نور کو دیکھوگے

شرح ایں را گفتمے من از مرے	لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے
میں اس کی شرح کو اچھی طرح بیان کرتا	لیکن ڈرتا ہوں کہ کوئی دل پھسل نہ پڑے

لغات۔ ایں کا اشارا بیہ سرّ وحدت، ہے۔ مرَیَ۔ جانور کے تیز ہانکنے کو کہتے ہیں یہاں مجازاً بمعنی کوشش ہے۔ شعر میں لفظ مرَی کو خاطرے کے قافیہ کے لحاظ سے بطور امالہ یائے مجہول کے ساتھ مرے پڑھیں گے۔

معنے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں سرّ وحدت کو نہایت کوشش کے ساتھ واضح کر کے بیان کرتا مگر اس بات کا خوف ہے کہ لوگوں کے قدم راہِ شریعت سے پھسل نہ جائیں کیونکہ مسائل سرّ وحدت لغزشِ اقدام کی جگہ ہے جن کے دل و دماغ میں کجی ہے وہ اپنی نافہمی کے باعث زندقہ اور الحاد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

نکتہا چوں تیغ الماس ست تیز	گر نداری تو سپر واپس گریز
کئی نکتے آبدار تلوار کی طرح تیز ہیں	اگر تیرے پاس ڈھال نہیں ہے تو واپس بھاگ جا

لغات۔ تیغ الماس۔ تیغ آبدار۔ سپر۔ ڈھال

معنے۔ وحدت کے نکتے تلوار کی طرح تیز ہیں۔ مخاطب اگر تیرے پاس علم وعقل کی ڈھال نہیں ہے تو اس آبدار تلوار کی زد سے نکل کر بھاگ جا۔ اور ان نکتوں کے سمجھنے کی جرأت اور فکر نہ کر۔

پیش ایں الماس بے اسپر میا	کز بریدن تیغ را نبود حیا
اس تلوار کے سامنے بغیر ڈھال کے نہ آ	کیونکہ کاٹنے سے تلوار کو شرم نہیں ہے

معنے۔ تیغ وحدت کے سامنے بغیر استعداد فہم کے نہ آؤ۔ کیونکہ تلوار کا کام کاٹنا ہے اور اس کو اپنے فعل میں کسی طرح شرم نہیں ہے۔ اگر سرّ وحدت کے پیچھے بغیر علم وفہم پڑو گے تو ملحد ہو جاؤ گے۔

چوں بصورت آمد آں نورِ سَرَہ	شد عدد چو سایہ ہائے کنگرہ
جب وہ نور خالص صورت میں آیا	تو کنگرے کے سایہ کی طرح شمار کیا گیا

لغات۔ سَرَہ۔ خالص۔ برگزیدہ۔ نور سے مراد ذات حق یا روح ہے۔

معنے۔ روح جب صورت یعنی بدن میں آئی تو ظاہر بینوں کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نظر آنے لگی۔ یعنے روح کے عدد جسموں کے عدد کے مطابق دکھائی دینے لگے جیسے قلعہ کے کنگوروں کا سایہ کنگوروں کے باعث متعدد معلوم ہوتا ہے حالانکہ سایہ اپنی ذات کے لحاظ سے متعدد نہیں ہے بلکہ شئی واحد ہے جس طرح سائے کو اجزا اور اعداد سے کام نہیں ہے اسی طرح روح کو تعدد اجسام سے سروکار نہیں ہے۔

کنگرہ ویراں کنید از منجنیق	تا رود فرق از میانِ ایں فریق
فلاخن سے کنگرے کو گرا دو	تاکہ اس فریق کے درمیان سے فرق جاتا رہے

لغات۔ کنگرہ سے مراد جسم کا کنگرہ ہے۔ منجنیق۔ فلاخن۔ جس میں بڑے بڑے پتھر رکھ کر چلاتے تھے جس سے قلعہ کی دیواریں ٹوٹ جاتی تھیں۔ بمعنی گوپھیا ہندی

معنے۔ جسمانی کنگورے کو ریاضت اور توحید کے فلاخن سے اڑا دو تاکہ جملہ کائنات سے فرق اور اختلاف دور ہو جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اپنا حجاب آپ ہے، تو خودمیاں نیاز ہ اٹھنے سے تیرے ہوتا ہی اٹھا حجاب کا

در بیان آنکہ انبیا را گفتند تَکَلَّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُولِهِمْ زیراکہ

اس بیان میں کہ انبیا علیہم السلام کو حکم تھا کہ لوگوں سے انکی عقلوں کے اندازے پر کلام کرو کیونکہ

آنچہ ندانند۔ انکار کنند وایشانرا زیاں دارد۔ قال

جس چیز کو وہ نہیں جانتے۔ انکار کریں گے۔ اور ان کو نقصان پہنچے گا۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا

علیہ السلام اُمِرْنَا اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ

ہے۔ کہ ہم حکم دیئے گئے ہیں کہ لوگوں کو ان کے مراتب پر اتاریں

معنے۔ نصرانیوں کے بارہ امیروں میں سے ایک امیر نے کہا کہ پولوس عیسیٰؑ کا نائب تھا اور میں پولوس کا نائب ہوں نتیجہ یہ نکلا کہ میں عیسیٰ کا نائب ہوں۔

اینک ایں طومار برہانِ منست	کیں نیابت بعد ازو آن منست
اے لو! یہ صحیفہ میری دلیل ہے	یہ نیابت اس کے بعد میرے لائق ہے

لغات۔ آن بمعنی ملک وشان

آں امیرے دیگر آمد از کمیں	دعویٔ او در خلافت بُد ہمیں
وہ دوسرا امیر گھات میں سے نکلا	اس کا دعوے بھی خلافت میں یہی تھا

لغات۔ کمین۔ گھات۔ بُد۔ بود کا مخفف ہے۔

از بغل او نیز طومارے نمود	تا برآمد ہر دو را خشم وجحود
اس نے بھی بغل سے ایک صحیفہ دکھایا	یہاں تک کہ دونوں کو انکار اور غصہ آیا

لغات خشم۔ غصہ۔ جحود۔ انکار

معنے۔ خلافت اور نیابت کے مدعی آپس میں ایک دوسرے کے منکر ہوتے اور باہمی غصہ کے ساتھ جھگڑنے لگے۔

واں امیرانِ دگر یک یک قطار	برکشیدہ تیغ ہائے آبدار
اور ان دوسرے امیروں نے قطار در قطار ہو کر	آب دار تلواریں کھینچیں
ہر امیرے داشت خیلے بیکراں	تیغ ہا را برکشیدہ آں عوام
ہر ایک امیر کے پاس بہت سا لشکر تھا	اسی وقت تلواروں کو کھینچ لیا

زیں سبب من تیغ را کردم غلاف	تا کہ کژ خوانے نخواند بر خلاف
میں نے اسی واسطے تلوار کو غلاف میں کر لیا ہے	تاکہ کوئی کج خواں الٹا نہ پڑھے

لغات۔ تیغ سے نکات وحدت مراد ہیں۔ کژ خواں۔ نافہم۔ جو نکتوں کو سمجھ نہیں سکتا۔

آمدیم اندر تمامی داستاں	در وفاداریِ جمعِ راستاں
ہم داستان کے تمام کرنے پر آئے ہیں	سچوں کی جماعت کی وفاداری کے بیان میں

معنے۔ ہم باقی داستان کو بیان کرتے ہیں اور اس جماعت راستاں کی پوری حکایت تحریر کرتے ہیں۔

مطلب۔ جمع راستان سے مراد وزیر مکار کے مرید ہیں کیونکہ مریدوں کی صداقت میں کوئی شک نہیں ہے۔ اگرچہ وہ حقیقی طور پر غلط رستے پر لگے ہوئے ہیں۔

کز پسِ ایں پیشوا برخاستند	بر مقامش نائبے مے خواستند
اس کے پیچھے پیشوا اٹھ کھڑے ہوئے	اس کی جگہ پر نائب کو چاہتے تھے

منازعت کردن امرا با یکدیگر در بابِ ولی عہدی

دلی عہدی کے بارے میں امیروں کا آپس میں جھگڑا کرنا

یک امیرے زاں امیراں پیش رفت	پیش آں قوم وفا اندیش رفت
ایک امیر ان امیروں میں سے آگے بڑھا	اس قوم وفا کیش کے پاس گیا
گفت اینک نائبِ آں مردِ من	نائبِ عیسیٰ منم اندر زمن
اس نے کہا کہ دیکھو اس مرد کا نائب میں ہوں	میں زمانے میں عیسیٰ (علیہ السلام) کا نائب ہوں

لغات۔ اینک بمعنی ببیں ایں را یعنے اس کو دیکھو۔ یہاں پر یہیں فعل با فاعل محذوف ہے

تا غلاف اندر بود باقیمت ست	چوں بروں شد سوختن را آلت ست
جب تک غلاف میں ہے قیمتی ہے	جب باہر نکلی تو جلانے کا ایندھن ہے ۔
تیغ چوبیں را مبر در کارزار	بنگر اول تا نہ گردد کار زار
لکڑی کی تلوار کو لڑائی میں نہ لے جاؤ	پہلے دیکھ لو تاکہ کام خراب نہ ہو

لغات۔ کارزار ـ جنگ ۔ اس سے مراد میدانِ آخرت ہے ۔ یا شیطان یا نفس امارہ کے ساتھ جنگ بھی مراد ہو سکتی ہے ۔ کار زار گردیدن ـ کام کا خراب ہو جانا ۔ بگڑ جانا ۔

معنے۔ لکڑی کی تلوار غلاف سے نکلی تو اس کا نکارہ پن ظاہر ہوا ۔ اسی طرح بے معنی جان لکڑی کی تلوار ہے جو میدان آخرت میں کچھ بھی کام نہیں دے سکتی ہے ۔ جلانے کے سوا کسی کام نہ آئے گی ۔

گر بود چوبیں برو دیگر طلب	ور بود الماس پیش آ با طرب
اگر لکڑی کی ہے تو جاؤ دوسری طلب کرو	اور اگر تیز ہے تو خوشی کے ساتھ آگے آؤ

معنے۔ اگر تمہاری جان بے معنی ہے تو دوسری جان پیدا کرو ۔ یعنی مرشد کامل کی جستجو کرو جس کو بامعنی جان بنانے کا خوب ڈھب ہو ۔ اور اگر خود معنی سے آگاہ ہے تو عشق حقیقی کے میدان میں اتر آؤ ۔ شوق سے آگے بڑھو ۔ ضرور کامیابی دست بستہ کھڑی ہو گی ۔

تیغ در زرادخانۂ اولیاست	دیدنِ ایشاں شما را کیمیاست
تلوار اولیاء اللہ کے اسلحہ خانے میں ہے	ان کا دیکھنا تمہارے واسطے کیمیا ہے

لغات۔ زرادخانہ ـ میگزین ۔ اسلحہ خانہ

معنے۔ معنی کی تلوار جس کے ذریعہ شیطان اور نفس امارہ کا مقابلہ کر سکتے ہیں وہ اولیاء اللہ کے اسلحہ خانے سے مل سکتی ہے ۔ سالک کو چاہیئے کہ اس تلوار کو وہیں سے حاصل کرے جن کی زیارت

آنچہ با معنی ست خود پیدا شود	وانچہ بے معنی ست خود رسوا شود
جو با معنی ہے خود ظاہر ہے	اور جو بے معنی ہے خود خوار ہے

معنے۔ مغز والا اخروٹ خود ظاہر ہوجاتا ہے اور بے مغز خود خوار ہوجاتا ہے اسی طرح روح کی حالت ہے اس کی نیکی اور بدی ہر دو حالتیں خود بخود ظاہر ہو جاتی ہیں۔
مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ (عمل کرو جس چیز کے واسطے کوئی پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے واسطے آسان ہے یعنی اہل جنت کے واسطے جنت کے کام اور اہل دوزخ کے واسطے دوزخ کے کام آسان ہو جاتے ہیں یعنی جنتی اور دوزخی کی علامت اعمال ہیں۔

رو بمعنی کوش اے صورت پرست	زانکہ معنی بر تن صورت پر ست
صورت پرست جا ؤ معنی میں کوشش کرو	کیونکہ معنی صورت کے تن پر پر ہیں

معنے۔ ریاضت اور عبادت انسان کے وجود اور صورت کے واسطے اس طرح ہے جیسے پرندے کے واسطے پر۔ انسان ریاضت کے ذریعے عرفان کے مراتب کو طے کر کے بام عرش تک پرواز کر سکتا ہے۔

ہم نشینِ اہل معنیٰ باش تا	ہم عطا یابی و ہم باشی فتا
اہل باطن کا ہم نشین ہو	تا کہ عطا بھی پاؤ اور جواں مرد بھی ہو

لغات۔ فتا۔ بمعنی جوانمرد۔ فتوت کے لغوی معنی سخاوت اور کرم کے ہیں صوفیائے کرام کے نزدیک بڑے بت کے توڑنے کو کہتے ہیں جس کا نام نفس ہے کیونکہ نفس امارہ تمام بتوں سے بڑا اور سب سے برا ہے۔

جان بے معنیٰ دریں تن بے خلاف	ہست ہمچوں تیغ چوبیں در غلاف
بے شک بے معنی جان اس تن میں	غلاف میں لکڑی کی تلوار کی طرح ہے

معنے۔ اے مخاطب! مرشدِ کامل کا خندہ نہایت مبارک ہے۔ کیونکہ خندہ ہر قلبی کو جو گوہر کی مانند ہے واضح کر دیتا ہے یعنی مرشد کامل کے ظاہری اوصاف سے باطنی اوصاف ظاہر ہو جاتے ہیں۔

نامبارک خندۂ آں لالہ بود	کز دہانِ او سوادِ دل نمود
اس لالہ کا خندہ نامبارک ہے	کہ اس کے منہ سے دل کی سیاہی ظاہر ہے

معنے۔ جھوٹے مرشد مدعی کی طرف رجوع نہ کرو۔ جس کے منہ کی سیاہی یعنی بد اوصاف اُس کے دل کی سیاہی یعنی اوصاف ذمیمہ باطن کی خبر دیتی ہے۔

نارِ خنداں باغ را خنداں کند	صحبتِ مردانت از مرداں کند
شگفتہ انار باغ کو شگفتہ کرتا ہے	مردوں کی صحبت تجھ کو مردوں میں سے کرتی ہے

معنے۔ جس طرح شگفتہ انار سارے باغ کو شگفتہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کی صحبت اللہ والا بنا دیتی ہے

یک زمانے صحبتے با اولیا	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
اللہ والوں کی صحبت ایک گھڑی کی	سو برس کی بے ریا طاعت سے بہتر ہے

معنے۔ سو سال کی عبادت بے ریا سے صفائی قلب اور عشق حقیقی کا حاصل ہو جانا ضروری اور یقینی امر نہیں ہے البتہ اولیاء اللہ کی صحبت میں اظہارِ کرامت کے طور پر ایک دم میں ہو سکتا

گر تو سنگِ خارہ و مرمر بدی	چوں بصاحبدل رسی گوہر شدی
اگر تو سنگ خارا ہے تو سنگ مرمر ہو جائیگا	جب تو صاحب دل کے پاس پہنچیگا تو موتی ہو جائیگا
مہرِ پاکاں درمیانِ جاں نشاں	دل مدہ الا بمہرِ دل خوشاں

اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے تانبے کو ایک دم میں زر خالص بنا دیتی ہے۔

جملہ دانایاں ہمیں گفتہ ہمیں	ہست دانا رحمۃ للعالمین
سب داناؤں نے یہی کہا ہے یہی	کہ دانا تمام جہانوں کے واسطے رحمت ہے

معنے۔ تمام اہل علم کا یہی فرمان ہے کہ دانا شخص کا وجود تمام جہانوں کے واسطے رحمت ہے مطلب یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے اَلْحُکَمَاءُ مَصَابِیْحُ الْاَرْضِ وَخُلَفَاءُ الْاَنْبِیَاءِ (عالم لوگ زمین کے چراغ اور نبیوں کے خلیفے ہیں) حاصل یہ ہے کہ مرید صادق کے واسطے مرشد کامل جیسا کوئی دانا نہیں ہے لہذا اس کا وجود مرید کے واسطے ضرور رحمت ثابت ہوگا۔

گر انارے میخری خنداں بخر	تا دہد خندہ ز دانہٗ او خبر
اگر انار خریدو تو شگفتہ خرید کرو	تاکہ شگفتہ اپنے دانے سے خبر دے

لغات۔ انار سے مراد مرشد کامل ہے۔ خنداں۔ جو نیک صفات کے ساتھ متصف ہو انار دل کو طاقت دیتا ہے اور مرشد کامل بھی روح کو طاقت دیتا ہے

معنے۔ مرشد تلاش کرو تو ایسا کرو جس میں اوصاف حمیدہ ظاہر ہوں کیونکہ ظاہری اوصاف باطنی اوصاف کی خبر دیتے ہیں جیسے کھلے ہوئے انار کے دانے ظاہر ہوتے ہیں حاصل یہ ہے کہ جھوٹے مدعیوں سے بچو ان کو اپنا مرشد نہ بناؤ۔

اے مبارک خندہ اش کو از دہاں	مے نماید دل چو در از درج جاں
اس کا خندہ مبارک ہے کہ وہ منہ سے	دل کو موتی کی طرح جان کی ڈبیہ سے ظاہر کرتا ہے

لغات۔ ش کی ضمیر انار کی طرف رجوع کرتی ہے جس سے بطور استعارہ مرشد کامل مراد ہے۔ کو کی ضمیر خندہ کی طرف راجع ہے۔ دل سے مراد سر قلبی ہے۔ مے نماید درج جاں سے نماید کے متعلق ہے۔

ہم مُخبِط دین شاں و حکم شاں — **از پئے طومار ہائے کژ بیاں**

ان کا دین اور ان کا حکم کج بیان — صحیفوں کے باعث مشتبہ ہو گیا

نامِ احمدؐ چوں چنیں یاری کند — **تا کہ نورش چوں نگہداری کند**

احمدؐ کا نام جب اس طرح مدد کرتا ہے — یاد رکھو آپ کا نور کس طرح حفاظت کرتا ہے

لغات۔ تا۔ علاوہ اپنے بہت سے معنی کے تنبیہ کے واسطے بھی آتا ہے اور اس جگہ یہی مقصود ہے۔

معنے۔ جب آنحضرتؐ کا اسم شریف اور آپ کی تعظیم مددگار رہے تو لے مخاطب! یاد رکھو آپ کا نور مبارک کس قدر حفاظت کرتا ہوگا یعنے جن لوگوں نے ایمان لاکر آپ کا نور مبارک کس قدر حفاظت کرتا ہوگا۔ یعنے جن لوگوں نے ایمان لا آپ کا نور مبارک مشاہدہ کیا ہوگا وہ دین اور دنیا میں کس قدر حق تعالےٰ کے حفظ و امان میں ہوں گے۔

نامِ احمدؐ چوں حصارے شد چنیں — **تا چہ باشد ذاتِ آں روح الامیں**

جب کہ احمدؐ کا نام ایسا حصار رہے — تو آپ کی روح امانت والی۔ کی ذات کیا ہوگی؟

معنے۔ جب آپ کا اسم شریف ایسا مضبوط حصار رہے تو آپ کی ذات مبارک جو سب طرح سے امانت والی روح ہے کس قدر فیض رساں ہوگی؟

حکایت بادشاہ جہود دیگر کہ در ہلاک دین عیسیٰ جہد کرد

ایک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت کہ جس نے دین عیسوی کے برباد کرنے کی کوشش کی

بعد ازیں خوں ریز درماں ناپذیر — **کاندر افتاد از بلائے آں وزیر**

اس خونریزی ناقابل علاج کے بعد — جو کہ اس وزیر کے فتنہ سے پڑی

لغات۔ خوں ریز۔ خونریزی۔ درمان ناپذیر [illegible] شعر بندا اور دوسرا جز ہے۔

لغات - فتنہ - جنگ - لڑائی - فساد - شکوہ - خوف - ڈر -

ایمن از شر امیران و وزیر امیروں اور وزیر کی شرارت سے	در پناہِ نام احمد مستجیر حضرت احمد کے نام کی پناہ میں پناہ ڈھونڈنے والے امن میں تھے

لغات - آیمن بے خوف - مستجیر پناہ کو تلاش کرنے والا -

نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شد ان کی نسلیں بھی بے شمار ہوئی ہیں	نورِ احمد ناصر آمد یار شد احمد کا نور مددگار اور دوست ہوا

معنے - نصارا میں سے جو لوگ ایماندار اور دانا تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے اسم شریف کی پناہ میں آ گئے - اور آنحضرت کا نور اُن کا مددگار اور یاور ہوا - لہذا وہ سب طرح کے فتنے اور فساد سے خدا تعالیٰ کے حفظ وامان میں رہے -

واں گروہِ دیگر از نصرانیاں اور وہ دوسرا گروہ نصرانیوں سے	نام احمد داشتندے مستہاں آنحضرت کے اسم شریف کو ذلیل سمجھنے لگا
مستہان و خوار گشتند از فتن وزیر ذلیل اور بے وقوف کی وجہ سے	از وزیرِ شوم رائے شوم فن فتنوں میں پڑ کر ذلیل اور خوار ہو گئے

لغات - مستہان - ذلیل - شوم رائے - بے وقوف - شوم فن - بد کردار - بُرا شخص فتن فتنے کی جمع ہے - بمعنی آفات ومصائب -

مستہان و خوار گشتند آں فریق وہ فریق ذلیل اور خوار ہو کر	گشتہ محروم از خود و شرطِ طریق اپنے آپ سے اور طریقت کی شرط سے محروم ہو گیا

معنے - جو نصرانی آنحضرت کے نام کو ذلیل جانتے تھے - وہ اپنے آپ سے محروم ہوئے یعنے قتل کئے گئے - اور طریقت کی شرط سے بھی محروم ہوئے - یعنے ان کا دین اُن پر مشتبہ اور خلط ملط ہو گیا - حق اور باطل میں تمیز کرنے کی آنکھ نہ رہی -

زانکہ ہر چہ ایں کند زاں گون ستم　　زاولیں جوید خدا بے بیش و کم

کیونکہ جو کچھ یہ اس طرح ظلم کرتا ہے　　خدا تعالےٰ پہلے شخص سے بھی کم و بیش پوچھے گا

لغات۔ ایں کا اشارہ اسی ظالم ثانی ہے۔ اولیں سے مراد سب سے پہلا ظالم ہے جس نے اول ہی اول اس ظلم کی طرح ڈالی ہے۔

معنے۔ جو شخص برے طریقہ کو جاری کرنے والا ہے اس پر اپنے ذاتی فعل کا گناہ ہے۔ اور جو شخص اس کی تقلید کرنے والا ہے وہ بھی گنہگار رہے تاہم خدا تعالےٰ اس اولین شخص سے کے گناہ کی بابت سوال کرے گا۔ کیونکہ یہ برا رستہ دوسرے کو پہلے ہی نے بتایا ہے۔ کیونکہ ظالم اول اس رستے کا موجد ہے۔ مثلاً قتل یا زنا وغیرہ کا واقعہ جب کبھی ہوتا ہے تو اس کا گناہ علاوہ فاعل کے بانی اول پر بھی ہوتا ہے جس نے کہ اس گناہ کی بنا ڈالی ہے۔

نیکواں رفتند سنت ہا بماند　　وز لئیماں ظلم و لعنت ہا بماند

نیک لوگ گئے ان کے طریقے رہے　　اور بدکاروں سے ظلم اور لعنتیں رہیں

لغات۔ لئیم فعیل بمعنی مفعول۔ ملامت کیا گیا شخص۔ لعنت۔ رحمت سے دوری

معنے۔ نیک اور بد لوگ چل بسے اور اپنے اپنے طریقے چھوڑ گئے۔

تا قیامت ہر کہ جنس آں بداں　　در وجود آید شود رویش بداں

جو کچھ قیامت تک بدوں کی جنس سے　　وجود میں آئیگا اس کا رخ ادھر ہی ہوگا

لغات۔ بداں مصرع اول میں بد کی جمع ہے بداں مصرع دوم میں باں کے معنی میں ہے

معنے۔ روز قیامت تک بدوں کی جنس میں سے جو لوگ ظاہر ہوتے رہیں گے۔ ان سب کی توجہ اس بد شخص اول کی طرف ہوگی۔ جس نے بدی کو ایجاد کیا تھا۔ لہذا موجد بھی ہر ایک شخص کے گناہ میں حصہ لیتا رہے گا۔

یک رگ ست ایں آب شیریں و آب شور　　در خلائق میرود تا نفخ صور

یہ میٹھا پانی اور کھاری پانی ایک اصل سے ہے　　جو مخلوقات میں قیامت تک چلتا رہے گا

یک شہِ دیگر ز نسلِ آں جہود	در ہلاکِ دینِ عیسیٰ رو نمود
اس یہود کی نسل سے ایک دوسرے بادشاہ نے	دین عیسوی کی بربادی کا ارادہ کیا

معنے۔ مکار وزیر کی شرارت اور فتنہ انگیزی کے بعد اسی یہودی بادشاہ کی نسل سے ایک اور بادشاہ پیدا ہوا جو دین عیسوی کے تباہ اور برباد کرنے کے درپے ہوا۔

گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج	سورہ بر خواں وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْج
اگر اس دوسری بغاوت کی خبر چاہتے ہو	تو سورہ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْج کو پڑھو

لغات۔ خروج بمعنی بغاوت ہے۔

معنے۔ شاہ یہود نے خندق کھدوائی تھی اور خندق والوں (یعنے افسران خندق کو جن کا مذکور سورہ بروج میں ہے جن کو اَصْحَابُ الْاُخْدُوْد کہہ کر پکارا گیا ہے) کو حکم دیا تھا کہ منکرین اگر کہا نہ مانیں اور اپنے دین پر اڑے رہیں۔ اٹھا کر خندق میں دے مارو جن کو آگ جلا کر لال کیا گیا تھا۔

سنتِ بد کز شہِ اول بزاد	ایں شہِ دیگر قدم بر وے نہاد
پہلے بادشاہ نے جو برا طریقہ جاری کیا	اس دوسرے بادشاہ نے اس پر قدم رکھا
ہر کہ او بنہاد ناخوش سنتے	سوئے او نفریں رود ہر ساعتے
جس کسی نے برا طریقہ مقرر کیا	اس کی طرف ہر گھڑی نفرت جاتی ہے

تشریح۔ اس شعر کا اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے۔ مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا اِلٰی آخِرِهٖ (جس شخص نے نیک طریقہ جاری کیا۔ اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس شخص کا ثواب کہ جس نے اس پر عمل کیا ہے یہ بات نہ ہوگی کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں سے کچھ کاٹ کر دیا جائے۔ اسی طرح برا طریقہ جاری کرنے والے پر قیامت تک اس کے جاری کرنے کا گناہ رہے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی اور گناہ کرنے والوں کے گناہ میں سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ بعض نسخوں میں نیاز کی جگہ نثار ہے جس کے معنی کسی کے سر پر سے نقد اور جنس صدقہ کرنا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہے کہ اولیائے کرام اور طالبانِ صادق کو بہت سے کمالات جوہر نبوت کے صدقے میں ملے ہیں یعنے ہر ایک امت نے اپنے اپنے زمانے کے پیغمبر سے انوار اور فیوضات الٰہی حاصل کئے ہیں۔ کیونکہ کسی شخص کو بھی نور ایمان بلا وساطت پیغمبر حاصل نہیں سکتا ہے۔

شعلہ آں جانب رود ہم کاں بود	شعلہ ہا با گوہراں گرداں نبود
جدہر گوہر ہوتا ہے ادھر ہی کو شعلہ جاتا ہے	گوہر کے شعلے گوہر کے ساتھ گھومتے ہیں

لغات۔ دوسرے مصرع میں لفظ ہم شعلہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ کاں اصل میں کہ آں ہے۔ ضمیر گوہر کی طرف راجع ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کان بمعنی معدن واحد لفظ ہے۔

معنے۔ گوہر کی چمک گوہر کے ساتھ ساتھ گردش کرتی ہے جدہر گوہر کا رخ ہوگا۔ ادھر ہی چمک ہوگی۔ اسی طرح اولیاء اللہ کے کمالات جوہر نبوت کے ساتھ ساتھ گھومتے ہیں۔ جدھر نبوت کا جوہر توجہ کرے گا ادھر ہی کمالات اولیا جائیں گے کیونکہ ولی کے کمالات نبی کے کمالات کی فرع ہیں یہ بات مشہور ہے کہ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ (ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے)۔

مطلب بصورت دیگر یہ ہے کہ کمالات اپنے معدن کی طرف جاتے ہیں کیونکہ کمالات اولیا بالواسطہ حاصل ہوئے ہیں۔ ایک ہی کان ایک ہی جگہ ایک ہی معدن سے نکالے گئے ہیں معدن سے مراد کمال محمدی ہے جو تمام کمالات کا معدن ہے اور تمام انبیا اور اولیا کے کمالات اسی معدن سے نکلے اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یعنے سب اس کے اجزا ہیں۔ اس صورت میں ہم کان سے مراد شریک کان ہے۔

زانکہ خور برجے بہ برجے میرود	نور روزن گرد خانہ مے دود
کیونکہ آفتاب ایک برج سے دوسرے برج میں جاتا ہے	روزن کا نور گھر میں گھومتا ہے

لغات۔ روزن۔ روشن دان۔ خور۔ آفتاب۔ برج۔ آسمان کے ایک حصے کا نام ہے علم نجوم والے خربوزے کی قاشوں کی طرح آسمان کی بارہ قاشیں بناتے ہیں۔ ہر ایک قاش کا

لغات ۔ آبِ شیریں سے مراد ہدایت اور صفاتِ حمیدہ ہیں۔ آبِ شور سے مراد گمراہی اور صفاتِ ذمیمہ ہیں۔ یک رگ سے مراد ذاتِ حق ہے۔ نفخ صور آخری زبردست آواز جو اسرافیلؑ فرشتہ نرسنگے کے ذریعہ کرے گا جس سے کہ تمام صورتوں میں روح پیدا ہو جائے گی اور فوراً روزِ قیامت بپا ہو جائے گا۔

معنے ۔ ہدایت اور گمراہی دونوں کا چشمہ ایک یعنی ذاتِ حق ہے اور یہ دونوں نہریں قیامت تک مخلوقات میں جاری رہیں گی۔ کیونکہ مخلوقات اسمائے متقابلہ کا مظہر ہے۔ بعض لوگ ہدایت پر ہیں اور دوسروں کے واسطے بھی ہادی ہیں اور بعض لوگ گمراہی پر ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ حق تعالٰے ارشاد فرماتا ہے۔ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ (ایک گروہ جنتی ہے اور ایک گروہ دوزخی ہے)

نیکواں را ہست میراث از خوش آب نیکوں کی میراث آبِ شیریں ہے	**آنچہ میراث ست اَوْرَثْنَا الْکِتَابْ** وہ میراث کیا ہے؟ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ ہے

لغات ۔ میراث۔ ورثہ۔ خوش آب۔ میٹھا پانی اس سے مراد ہدایت اور اہتدا ہے۔

معنے ۔ نیک لوگوں کی میراث ہدایت ہے تاکہ خلق اللہ کو راہِ راست پر لائیں۔ مخاطب! نیک لوگوں کی میراث کیا چیز ہے؟ آیت اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ کا مضمون ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ العزیز آیت ذیل کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا الخ (ہم نے کتاب (قرآن مجید) کا وارث ان لوگوں کو کیا ہے جن کو کہ ہم نے برگزیدہ کر لیا ہے) حاصل یہ ہے کہ نیکوں میراث قرآن مجید اور فرقان حمید ہے جو ابتدا سے آخر تک ہدایت اور نور ہے۔

شد نیازِ طالباں ار بنگری اگر دیکھو تو طالبوں کی عاجزی ہے	**شعلہ ہا از گوہرِ پیغمبری** گوہرِ پیغمبری کے شعلے ہیں

معنے ۔ طالبانِ مولیٰ اور اولیائے کرام کا عجز و نیاز اور ان کی گریہ و زاری گویا کہ جوہرِ نبوت و رسالت کی چمک ہے۔ جو ان کو انبیا علیہم السلام سے بطورِ وراثت حاصل ہوئی ہے۔

نجومیوں کا ہے۔ چونکہ شاعروں میں سبع سیارہ کی تاثیر مشہور تھی، اور وہ اس کو کئی طرح پر بیان کرتے ہیں۔ انہی کے طریقے پر حضرت مولانا نے بھی تحریر فرمادیا ہے اور اس سے مقصود صرف سمجھانا اور تمثیل ہے جیسا کہ آئندہ شعر سے واضح ہوتا ہے کہ مولانا معنوی قدس سرہ العزیز کا اصلی مقصد معنوی ستاروں کی تحقیق کا بیان کرنا ہے۔

کاحتراق ونحس نبود اندراں	اختراں انداز ورائے اختراں
جن میں احتراق اور نحوست نہیں ہے	ان ستاروں کے سوا اور ستارے بھی ہیں

لغات۔ اختراں۔ ستارے۔ انبیا علیہم السلام اور صحابہ کرام مراد ہیں۔ احتراق۔ جلنا اور نور کا کم ہونا۔

معنے۔ ان ظاہری ستاروں کے علاوہ باطنی ستارے بھی ہیں جن میں ظاہری ستاروں کی طرح نور کی کمی اور نحوست کو راہ نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اختراں سے مراد اگر صحابہ کرام اور اولیائے عظام لئے جائیں تو مطلب نہایت ہی واضح ہوجاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ (میرے سب اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے)

غیر ایں ہفت آسمانِ مشتہر	سائراں در آسماں ہائے دگر
دوسرے آسمانوں میں سیر کرنے والے ہیں	جو ان سات مشہور آسمانوں کے سوا

معنے۔ باطنی ستاروں کی سیر دوسرے آسمانوں میں ہے جن کی سیر ظاہری ستاروں سے بالکل نرالی ہے اور ان کی گردش کے آسمان بھی عجیب وغریب ہیں

مطلب یہ ہے کہ ظاہر آسمان سات ہیں اور ان میں سات ستارے گردش کرتے ہیں۔ اس بلندی کے سات حصوں کا نام ستاروں کی گردش کے باعث جدا جدا رکھا گیا ہے سبع سیارہ کے نام حسب ذیل ہیں۔ قمر۔ عطارد۔ زہرہ۔ شمس۔ مریخ۔ مشتری۔ زحل۔ اہل نجوم کے نزدیک ان میں سعادت وشقاوت اور احتراق ونحوست ہے اور طالع کے متعلق مختلف تاثیرات رکھتے ہیں لیکن باطنی ستارے جو باطنی آسمانوں میں گردش کرتے ہیں جن کا

نام جدا جدا رکھا ہے۔ بارہ برجوں میں آفتاب کی سیر کے باعث بارہ ماہ پیدا ہوتے ہیں۔

معنے۔ جس طرح آفتاب کا نور روشن دان کے ذریعہ گھر میں داخل ہوتا ہے اور آفتاب کی حرکت کے باعث ایک جگہ نہیں ٹھیرتا کیونکہ آفتاب کے تابع ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے دلوں کا نور آفتاب نبوت کے تابع ہے کیونکہ آفتاب اصل اور نور اس کی فرع ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح نور آفتاب کے تابع ہے اسی طرح ہر ایک نبی اور ولی کے کمال کا نور آفتاب کمال محمدی کے تابع ہے کیونکہ نور اور فیض محمدی ایک جگہ پر منحصر نہیں ہے بلکہ تمام جہات عالم میں جلوہ نما ہے۔

ہر کرا با اخترے پیوستگی ست	**ہم ورا با اختر خود ہمتگی ست**
جس کسی کو جس ستارے کے ساتھ علاقہ ہے	وہ اپنے ستارے کے ساتھ دوڑ رہا ہے

لغات۔ ہمتگی ساتھ ساتھ دوڑنا یعنی اتباع۔

معنے۔ جس شخص کو جس جس ستارے کے ساتھ تعلق ہے اس کے واسطے اس ستارے کی تاثیرات کا پابند ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ **تشریح**۔ اس شعر کا تعلق۔ یک رگست ایں آب شیریں و آب شور کے ساتھ ہے۔

طالعش گر زہرہ باشد در طرب	**میل کلی دارد و عشق و طلب**
اگر کسی کا طالع ستارہ زہرہ ہے	تو اسکا میلان مستی اور عشق اور طلب معشوق کی طرف ہے

لغات۔ طالع۔ آسمان کا وہ حصہ ہے جو بچے کی پیدائش کے وقت اس کے دائرے کے بالمقابل ہوتا ہے۔ طرب۔ مستی۔ فرحت۔ زہرہ۔ ایک ستارے کا نام ہے جو سبع سیارہ میں سے ایک ہے۔ اس کی گردش تیسرے آسمان پر ہے۔

معنے۔ جس شخص کا طالع ستارہ مریخ ہے وہ شخص اس ستارے کی تاثیر کے باعث ہمیشہ جنگ جدال اور خونریزی اور بہتان اور خصومت میں لگا رہے گا۔

مطلب یہ ہے کہ اسی طرح ہر ایک انسان کا تعلق آب شیریں یا آب شور سے ہے اور ہر ایک شخص یا مظہر سعادت ہے یا مظہر شقاوت ہے۔

تشریح۔ حضرت مولانا قدس سرہ العزیز ستاروں کی تاثیر کے معتقد نہیں ہیں کیونکہ یہ مذہب

کے تابعدار ہیں ان کا غضب اس شخص پر جو راندۂ درگاہِ ایزدی ہے ہمیشہ رہتا ہے کیونکہ
ان کا غضب اللہ کا غضب ہے اور ان کی رحمت اللہ کی رحمت ہے اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ
لِلّٰہِ (اللہ کے واسطے محبت اور اللہ کے واسطے دشمنی) ان کا شعار ہے۔
مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تابعداروں کے غضب کا یہ حال ہے۔ انبیاء
کا غضب اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ (ہم اللہ
سے اللہ کے غضب اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں)

در میانِ اِصْبَعَیْنِ نورِ حق	نور غالب ایمن از کسف و غسق
کے درمیان گہن اور تاریکی سے امن میں ہے	نور غالب حق کے نور کی دونوں انگلیوں

لغات۔ کسف۔ گہن۔ کسوف۔ غسق۔ تاریکی۔ ظلمت۔
معنے۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کا نور غالب ہے جو تاریکی اور گہن سے
بالکل امن میں ہے اور یہ نور حق کے نور کی دونوں انگلیوں (جلال اور جمال) کے درمیان ہے
یعنے ہر وقت صفاتِ جلال اور جمال کے مشاہدے میں غرق ہے۔
مطلب یہ ہے کہ انبیاء اور اولیا کو اختراں کے ساتھ تشبیہ ہدایت اور رہنمائی اور روشنی
کی مناسبت سے دی گئی ہے۔ بعض نسخوں میں کسف کی جگہ نقص واقع ہے۔

مقبلاں برداشتہ دامان ہا	حق فشاند آں نور را بر جان ہا
نصیب والوں نے اپنے دامن بھر لئے	حق نے وہ نور جانوں پر چھڑکا

معنے۔ حق تعالے نے انبیاء علیہم السلام کا نور روز ازل میں ارواح پر تقسیم کیا۔ سعید اور
خوش نصیب ارواح نے اپنے دامنوں میں اس نور کو بھر لیا۔ یعنے ان کے فرمان پر ایمان لے
آئے اور ان کی شریعتوں پر عمل کئے۔
مطلب۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آں نور کا اشارہ ذات حق کے نور کی طرف ہو۔ جیسا کہ
حدیث شریف میں وارد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْخَلْقَ فِیْ ظُلْمَتِہٖ ثُمَّ رَشَّ عَلَیْھِمْ مِنْ نُوْرِہٖ فَمَنْ
اَصَابَہٗ ذَالِکَ النُّوْرُ اھْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاءَ ضَلَّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِیْلِ (اللہ تعالے نے مخلوق کو تاریکی
میں پیدا کیا۔ پھر ان پر اپنے نور کا چھینٹا دیا پھر جس شخص کو یہ نور پہنچا اس نے ہدایت پائی اور

بیان حضرت مولانا کے مدِنظر ہے وہ خیر محض اور نورٌ علیٰ نور ہیں

راسخاں در تاب انوار خدا	**نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا**
خدا کے انوار کی روشنی میں قائم ہیں	نہ ملے ہوئے ہیں اور نہ جدا ہیں

لغات۔ راسخاں۔ راسخ کی جمع ہے۔ قائم مضبوط جمے ہوئے۔

معنے۔ یہ باطن کے ستارے یعنی انبیاؑ اور اولیائے کرام انوار الٰہی کی روشنی میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ذاتِ حق کے ساتھ نہ بہمہ وجوہ اعتبارات پیوستہ ہیں کہ اس کا جزو ہو جائیں۔ کیونکہ بشر ہیں اور نہ بہمہ وجوہ ذات حق سے جدا ہیں کیونکہ ان کو فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہے لاعینٌ ولاغیرٌ والا حساب ہے۔

ہر کہ باشد طالع او زاں نجوم	**نفس او کفار سوزد در رجوم**
جس شخص کا طالع ان ستاروں میں سے ہے	اس کا نفس سنگ باری میں کافروں کو جلا ڈالتا

لغات۔ نجوم۔ جمع نجم کی جس کے معنی ستارے ہیں۔ نفس سے مراد نفس مطمئنہ ہے رجوم وہ ستارے ہیں جن سے شیاطین کو ہانکا جاتا ہے اور جو رات کے وقت ٹوٹتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن یہاں رجوم بمعنی رجم ہے۔

معنے۔ جس شخص کا نصیب اور مقدر ان معنوی ستاروں میں سے کسی ستارے کے متعلق ہے (یعنی جو لوگ انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام کے تابع ہیں) ایسے شخص کا نفس مطمئنہ کافروں کو جلا دیتا ہے جس کے سامنے نفس امارہ اور شیاطین مغلوب ہو جاتے ہیں۔

خشم مریخی نہ باشد خشم او	**منقلب رو غالب و مغلوب جو**
اس کا غصہ مریخ ستارے جیسا غصہ نہیں ہے	جس کی رفتار میں انقلاب اور غالب و مغلوب کی جستجو

معنے۔ جو لوگ انبیا علیہم السلام کے تابع ہیں ان کا غصہ اور غضب مریخ ستارے جیسا نہیں ہے کیونکہ مریخ ستارہ منقلب السیر ہے۔ گاہے ستارہ زہرہ کے ساتھ جو سعد ہے اکر اس پر غالب آجاتا ہے اور محض حذر بن جاتا ہے اور گاہے اس سے مغلوب ہو کر سعد جاتا ہے۔ غرض مریخ ستارہ اپنی حالت غضب پر قائم نہیں رہتا ہے اور جو لوگ انبیا علیہ

گاو را رنگ از برون و مرد را	**از درون جو رنگ سرخ و زرد را**
بیل کا رنگ باہر سے۔ اور مرد کا	سرخ اور زرد رنگ اندر سے دیکھو

معنے۔ جس طرح جانوروں کے سرخ اور زرد رنگ باہر سے دیکھے جاتے ہیں اسی طرح آدمی کا رنگ باہر سے نہیں دیکھا جاتا ہے بلکہ اُس کے باطن سے معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا مخاطب! تم آدمی کا سرخ رنگ یعنی نیکی اور زرد رنگ یعنی بدی اُس کے اندر سے ڈھونڈو۔

مطلب۔ حاصل یہ ہے کہ مکر و فریب کی شکلیں اور فتنوں کے طریقے اور رنگا رنگ کی اطاعت اور عبادت کے اقسام یعنی سب طرح کی ہدایت اور گمراہی وغیرہ انسان کے ظاہر حال سے معلوم نہیں ہوتے بلکہ ان کا اختلاف انسان کے اندر سے معلوم ہوتا ہے اور اس کے دریافت کرنے کا یہ طرز ہے کہ جس کا ظاہر باطن کے موافق ہو وہ نیک ہے اور سرخ رنگ رکھتا ہے اور جس کا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہے وہ بد ہے اور زرد رنگ رکھتا ہے لہٰذا نیک لوگوں کو اپنا ظاہر اور باطن یکساں پاکیزہ رکھنا چاہیے۔

رنگہائے نیک از خُمِ صفاست	**رنگ زشتاں از سیہ آبہ جفاست**
اچھے رنگ خم صفا سے ہیں	بروں کے رنگ جفا کے کیچڑ سے ہیں

معنے۔ نیک افعال قلب صاف کے خُم سے نکلتے ہیں اور برے افعال جفا کے کیچڑ سے صادر ہوتے ہیں۔ پہلے افعال ایمانداروں کے اور دوسرے کفار کے ہیں۔

مطلب۔ کفار کے باطن کو گندے پانی سے تشبیہ دی ہے جس سے مراد کفر اور دنیا پرستی ہے۔ سیہ آبہ کیچڑ کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد دل کی تاریکی ہے ایماندار کے باطن کو خم صفا سے تشبیہ دی ہے اس سے مراد نورانیت قلب ہے۔

صبغۃ اللہ نامِ آں رنگِ لطیف	**لعنۃ اللہ بوئے ایں رنگ کثیف**
اس پاکیزہ رنگ کا نام اللہ کا رنگ ہے	اور اس غلیظ رنگ کی بو اللہ کی لعنت ہے

لغات۔ صبغۃ اللہ۔ اللہ کا رنگ۔ خدائی رنگ۔ لعنۃ اللہ۔ اللہ کی لعنت۔ پھٹکار

معنے۔ افعال حسنہ جو ایمانداروں سے صادر ہوتے ہیں ان کا نام صبغۃ اللہ یعنے اللہ کا

جس کو نہ ملا وہ سیدھے راستے سے بہک گیا،

واں نثارِ نور ہر کو یافتہ	روئے از غیرِ خدا بر تافتہ
اس بکھرے ہوئے نور سے جس کو حصہ ملا	اس نے غیرِ حق سے چہرے کو پھیر لیا

لغات۔ نثارِ نور کی اضافت۔ صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے۔ نثار مصدر بمعنی مفعول ہے یعنی نور منثور۔ پھیلایا ہوا نور۔

معنے۔ حق تعالے کے اس پھیلے ہوئے نور میں سے جو انبیا علیہم السلام کو ملا ہے جس شخص نے کچھ حصہ پالیا ہے وہ ماسوی اللہ سے قطع تعلق کر کے صرف اللہ ہی کا ہو گیا ہے۔

ہر کرا دامان عشقے نابُدہ	زاں نثارِ نور بے بہرہ شدہ
جس شخص کے پاس عشق کا دامن نہ تھا	وہ اس نور کے چھڑکاؤ سے محروم رہا

معنے۔ جس شخص کے پاس اس نورِ حقانی کے سمیٹنے کا دامن نہ تھا یعنی اس کے دل میں عشق حقیقی نہ تھا وہ شخص محروم اور بے نصیب رہا۔ چونکہ کفار اس نور سے بے بہرہ تھے لہذا انبیا علیہم السلام کے معجزوں کو سحر کہنے لگے اور کلام ربانی کی آیات کا تمسخر اڑاتے رہے۔

جزوہا را روئے ہا سوئے کل ست	بلبلاں را عشق بازی با گل است
جزو کا رخ کل کی طرف ہوتا ہے	بلبلوں کو پھول کے ساتھ عشقبازی ہے

معنے۔ جزو کل طرف اور بلبل گل کی طرف راجع ہے اسی واسطے ایماندار ایمان لائے اور کافر منکر رہے کیونکہ ایماندار اور عاشقان حق نور خدا کے ایک جزو ہیں اور انبیا علیہم السلام تو بالکل نورٌ علیٰ نور ہی ہیں۔ یا اس طرح کہو کہ ایماندار بلبل ہیں اور انبیا گل یعنی اہل ایمان انبیا کے عاشق ہیں اس لئے اس جزو نے کل کی طرف اور اس بلبل نے اس گل کی طرف رجوع کیا ہے۔ اسی طرح کفار لوگ ظلمت کے اجزا ہیں اور اسی پر عاشق اور فریفتہ ہیں۔ لہذا اسی کی طرف راجع ہیں۔ اور ان کو کفر اور ظلمت ہی کے ساتھ پیار اور محبت ہے۔

لغات۔ کُہ۔ مخفف کوہ کا ہے۔ پہاڑ۔ لفظ رَو دونوں جگہ صیغہ امر ہے۔ یا پہلے مصرع میں تیز رَو اسم فاعل ترکیبی ہے اور دوسرے مصرع میں رَو صیغہ امر ہے۔

معنے۔ اے سیل! پہاڑ سے جلدی نکل اور دریا سے جا کر مل جا۔ اور اے روح عشق آمیز تن عشاق سے نکل کر خدا سے واصل ہو

مطلب یہ ہے کہ اے روح! عشق آمیز شوق ملاقات حق تعالےٰ میں اس طرح نکل جس طرح پہاڑ سے تیز رو سیل نکل کر دریا میں مل جاتے ہیں، پہلا مصرع دوسرے کی تمثیل ہے اور اس سے مقصود لوگوں کو عشق الٰہی کی رغبت دلانا ہے۔

تشریح۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انسان کو حتی الامکان اس امر کی کوشش کرتی چاہیے کہ اپنے قطرۂ وجود فانی کو دریائے عشق حقیقی میں پہنچا دے۔ اور ہر وقت خالق حقیقی سے لَو لگائے رکھے۔ موت اضطراری سے پہلے موت اختیاری کو قبول کرے۔

آتش افروختن بادشاہ و بُت در پہلوئے او نہادن کہ ہر کہ

بادشاہ کا آگ جلانا۔ اور اس کے پاس بُت رکھ کر حکم دینا کہ جو شخص

سجود بت کند از آتش رہائی یابد

اس بُت کو سجدہ کرے گا آگ سے نجات پائیگا

آں جہودِ سگ ببیں چہ رائے کرد دیکھو! اُس یہودی کُتّے نے کیا تجویز کی	پہلوئے آتش بُتے برپائے کرد آگ کے پاس ایک بت کو رکھ دیا
کانکہ ایں بت را سجود آرد برست جس نے اس بت کو سجدہ کیا اس نے نجات پائی	ورنہ آرد در دلِ آتش نشست ورنہ اُس کو آگ میں بیٹھنا پڑے گا
چوں سزائے آں بتِ نفس او نداد چونکہ اس نے اس بتِ نفس کو سزا نہ دی	از بتِ نفسش بتے دیگر بزاد اس کے بتِ نفس سے دوسرا بت پیدا ہوا

رنگ ہے اور افعالِ بد جو کافروں سے ظہور میں آتے ہیں ان کا نام لعنتہ اللہ یعنے اللہ کی پھٹکار ہے
مطلب۔ اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ہ (یہ اللہ کا رنگ ہے اور اللہ سے بڑھ کر کس کا رنگ ہے اور ہم تو اسی کی عبادت کرنے والے ہیں)

از ہماں جا کامد آنجا مے رود	آنچہ از دریا بدریا مے رود
جس جگہ سے آتا ہے اسی جگہ جاتا ہے	جو کچھ دریا سے ہے دریا میں جاتا ہے

معنے۔ پانی جس جگہ سے آتا ہے وہیں جاتا ہے۔ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ (ہر ایک چیز اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے) قاعدہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی نہروں میں بڑے بڑے دریاؤں سے پانی آتا ہے اور وہ پانی ہر پھر کر تبخیر آفتاب وغیرہ ذرائع سے پھر انہی دریاؤں میں چلا جاتا ہے۔
اسی طرح افعال نیک جو صبغتہ اللہ کا ایک جزو ہیں حق تعالے کی طرف رجوع کرتے ہیں اور افعالِ بد جو لعنتہ اللہ کی ایک شاخ ہیں لعنت کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنی نیک افعال کو اللہ تعالےٰ قبول کرتا ہے کیونکہ توفیق حق سے صادر ہوتے ہیں اور افعال بد کو اللہ تعالے رد کر دیتا ہے کیونکہ وہ بھی اگرچہ مشیت الہی سے صادر ہوتے ہیں مگر اللہ تعالے ان سے راضی اور خوش نہیں ہے لہذا ان کی نسبت بندے کی طرف ہے۔
مطلب۔ اہل سنت والجماعت کا یہ مذہب ہے حق تعالے ارشاد فرماتا ہے مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (نیکی خدا کی طرف سے اور بدی اپنے نفس کی طرف سے پہنچتی ہے) نیک افعال اللہ تعالے کے ارادے اور رضا سے ظاہر ہوتے ہیں اور برے افعال اللہ تعالے کے ارادے سے ظاہر ہوتے ہیں مگر اللہ تعالے اُن افعال کے ظہور پر راضی نہیں ہے ارادہ اور رضا میں بڑا بھاری فرق ہے۔ انسان نیک کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور کرکے راضی بھی ہوتا ہے اور برے کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن کرکے خوش نہیں ہوتا۔
چنانچہ کوئی گنہگار بھی گناہ کرکے خوش نہیں ہوتا اگرچہ ارادے کے ساتھ کرتا ہے اسی طرح ارادہ الہی اور رضا الہی میں فرق سمجھ لینا چاہیئے، اور اس مسئلہ کی تفصیل کیلئے کتب علم عقائد کا دیکھنا ضروری ہے

وز تن ما جان عشق آمیز رو	از سر کہ سیلہائے تیز رو
جان عشق آمیز ہمارے جسم سے بھاگ چلی	سیل بتیزی کے ساتھ پہاڑ سے نکل

لغات - قرار، ثابت رہنا۔ بعض نسخوں میں بجائے قرار فرار ہے جس کے معنی بھاگنا ہے دونوں لفظ صحیح ہیں۔

سنگ و آہن زآب کے ساکن شود	آدمی با ایں دو کے ایمن شود
پتھر اور لوہا پانی سے کب ساکن ہوتا ہے	ان دو کے ساتھ آدمی کب بے خوف ہوتا ہے

لغات - سنگ اور آہن سے مراد حرص اور ہوس ہے۔ ایمن بے خوف۔ یعنی نفس لوہا یا پتھر ہے اور بت ان شعلوں کی مانند ہیں جو لوہے اور پتھر سے پیدا ہوتے ہیں۔ آب سے قدرے ہدایت مراد ہے۔

معنے - شعلوں کا قاعدہ ہے کہ پانی پڑنے سے بجھ جاتے ہیں۔ لیکن لوہا اور پتھر اپنے حال پر رہتا ہے خواہ برسوں پانی میں پڑا رہے۔ کیونکہ پانی پڑ کر بھی آہن اور سنگ کے شرارے ان کے جوف میں اس طرح رہتے ہیں جیسے نفس میں شہوت۔ لہذا بت کا توڑنا آسان اور بتِ نفس کا توڑنا نہایت مشکل ہے۔ انسان سنگ ہوا اور خواہش نفس کے ہوتے ہوئے گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس طرح آہن اور سنگ شعلوں کے اصل ہیں اسی طرح نفس امارہ کفر اور معاصی اور دنیا طلبی اور بت پرستی کی اصل ہے۔

سنگ و آہن در دروں دارند نار	آب را بر نارِ شاں نہ بود گذار
لوہا اور پتھر اپنے باطن میں آگ رکھتے ہیں	اُن کی آگ پر پانی کی گذر نہیں ہے

معنے - نفس پرستی بت پرستی سے بھی بدتر ہے جس طرح پانی پتھر اور لوہے کے باطنی شعلوں کو نہیں بجھا سکتا ہے اسی طرح تھوڑا سا آب ہدایت نفس امارہ کے باطنی شعلوں یعنی لذات گناہ کے اندرونی شراروں کو نہیں بجھا سکتا ہے تاوقتیکہ رحمت الہی کا دریا موجزن نہ ہو۔ کیونکہ خدا تعالے کی رحمت میں ہر ایک چیز سما سکتی ہے۔

آہن و سنگ ست اصلِ نار و دود	فعلِ ہر دو کفرِ ترسا و یہود
لوہا اور پتھر آگ اور دھوئیں کی اصل ہے	دونوں کا فعل یہود اور نصاریٰ کا کفر ہے

معنے ۔ یہاں سے حضرت مولانا قدس سرہ العزیز اسرار تصوف کو بیان فرماتے ہیں یعنی اس شاہ یہود نے اپنے نفس امارہ کو سزا نہ دی اور نفس کشی نہ کی تو اس کا انجام یہ ہوا کہ اس باطنی بت یعنی نفس نے ایک ظاہری بت تراش لیا

مطلب ۔ بعض نسخوں میں مصرع اول میں نداو کی جگہ بداد ہے ۔ اب سزا بمعنی سزاوار ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوا کہ شاہ یہود نے اپنے بتِ نفس کو اس کے لائق چیز نہ دیں اور اس کی تابعداری کی تو نفس نے ایک اور بت پیدا کر لیا۔

تشریح ۔ باطنی طور پر شاہ یہود سے مراد شیطان ہے اور آتش سے مراد آتش شہوت ہے اور بت سے مراد نفس امارہ کے مطالبات ہیں یعنے شیطان نے آتش شہوت روشن کر کے اس کے پاس مطالب نفس امارہ رکھ دیئے اور نفس سے یہ کہا کہ اگر تو مقتضائے طبیعت کے موافق عمل نہ کرے گا تو آتش فراق سے جل جائے گا ۔ لہذا طالب حق پر واجب ہے کہ ہر وقت مخالفت شیطان کرے اور محاسبہ نفس کرتا رہے جس طرح کہ ایمانداروں نے شاہ یہود کی مخالفت کی تھی ۔ کیونکہ مخالفت کے باعث وہ آتش نور اور رحمت بن کر نجات کا ذریعہ ثابت ہوگی ۔

مادرِ بتہا بتِ نفس شماست سب بتوں کی ماں تمہارے نفس کا بت ہے	**زانکہ آں بت مار و ایں بت اژدہاست** کیونکہ وہ بت سانپ ہے اور یہ بت اژدہا ہے

معنے و تشریح ۔ نفس امارہ ہر وقت لذات نفسانی اور بدنی میں گرفتار رہتا ہے اور اس کا سب سے بڑا اور برا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اپنے ابنائے جنس پر تکبر کرنے لگتا ہے چونکہ انبیا علیہم السلام بھی بصورت انسان تشریف لائے ہیں ان پر بھی تکبر کرنے کی ہدایت کرتا ہے اور انبیا علیہم السلام کی مخالفت کرنا بت پرستی کی رغبت دلانا ہے ۔ لہذا نفس امارہ کو بتوں کی ماں کہنا بے جا نہ ہوگا کیونکہ نفس تمام برائیوں کا مخزن ہے بت سانپ کی مانند ہے اور بتِ نفس اژدہا ہے ۔ سانپ کا زہر جسم کو خراب کرتا ہے اور بت پرستی کا زہر ایمان کو تباہ اور برباد کرتا ہے ۔

آہن و سنگست نفس و بت شرار لوہا اور پتھر نفس ہے اور بت شرارہ ہے	**آں شرار از آب میگیرد قرار** وہ شرارہ پانی سے قرار پاتے ہیں

پانی کو روک نہیں سکتا بلکہ آزاد کر دیتا ہے اور اس پر کچھ اثر نہیں کرتا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ پتھر آب چشمہ کو معدوم کرنے کے بجائے اسکو اچھال دیتا ہے۔
شرح۔ ان دونوں شعروں کی تشبیہوں کا خلاصہ یہ ہے کہ گناہ کے دفع کرنے اور اس سے بچنے کے لئے تھوڑی سی تدبیر کافی ہے اور شر نفس کے تحفظ کے لئے بہت بڑے فکر و تدبر کی ضرورت ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ (کیونکہ نفس بدی کا امر کرنے والا ہے)

آب خم و کوزہ گر فانی بود	آب چشمہ تازہ و باقی بود
اگرچہ مٹکے اور کوزے کا پانی ختم ہو جاتا ہے	لیکن چشمہ کا پانی تازہ اور ہمیشہ رہتا ہے

معنے مع تشریح۔ یہی حالت انسان کے نفس امارہ کی ہے جو ہر وقت شرارت پر تلا رہتا ہے اور ہر وقت اپنے تقاضائے طبعی کے باعث تازہ بتازہ بدی کی فکر میں لگا رہتا ہے

بت شکستن سہل باشد نیک سہل	سہل دیدن نفس را جہل است جہل
بت کا توڑنا تو نہایت ہی آسان ہے	لیکن نفس (کی اصلاح) کو آسان سمجھنا بہت ہی جہالت ہے

معنے مع تشریح۔ کیونکہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے۔ جس کو حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرح ادا فرماتے ہیں وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ (میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا ہوں کیونکہ نفس یقینی طور پر بدی کا حکم کرنے والا ہے۔

صورت نفس ار بجوئی اے پسر	قصہ دوزخ بخواں با ہفت در
بیٹا! اگر تم نفس کی صورت تلاش کرنا چاہتے ہو	تو دوزخ کا قصہ سات دروازوں کے ساتھ پڑھو

معنے۔ نفس کی حالت دوزخ کی حالت کے مشابہ ہے کیونکہ جن چیزوں سے دوزخ میں عذاب ہوگا وہ گناہوں کی تصویریں ہیں جو آگ اور سانپ اور بچھو کی صورت میں ظاہر ہوئی ہیں اور برے اعمال شرارت نفس سے صادر ہوتے ہیں۔ لہذا نفس کی حالت دوزخ کی حالت سے معلوم ہو سکتی ہے۔
مطلب۔ جس طرح دوزخ کے سات دروازے ہیں اسی طرح نفس کے واسطے سات

لغات۔ نار۔ آگ۔ دود۔ دھواں۔ ترسا۔ نصارا
مطلب یہ ہے کہ جس طرح لوہا اور پتھر آگ اور دھوئیں کی اصل ہے۔ اسی طرح نفس امارہ کفر اور فسق و فجور کی اصل ہے اور یہود و نصارا کا کفر بھی اسی لوہے اور پتھر کا فعل ہے یعنی ان کے گناہ ان کے نفس کے تقاضے کے باعث ہیں۔

بت سیاہ آبست در کوزہ نہاں	نفس مر آب سیہ را چشمہ داں
کوزے میں بت چھپا ہوا کیچڑ ہے	اس کیچڑ کا چشمہ نفس کو جانو

لغات۔ کوزہ سے مراد جسم ہے۔
معنے۔ بت کیچڑ اور گدلے پانی کی سیل ہے جس کی صفائی بھی ممکن ہے اور منقطع بھی ہو سکتا ہے اور نفس امارہ شاہراہ پر گدلے پانی کا چشمہ ہے جس کی صفائی ناممکن ہے اور انقطاع محال ہے۔
مطلب۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ نفس امارہ کی برائی بت پرستی کی برائی سے بھی بڑھی ہوئی ہے ان اشعار میں نفس امارہ اور بتوں کے فرق کی دوسری تمثیل ہے۔

بت درون کوزہ چوں آب کدر	نفس شومت چشمہ آں اے مُصر
بت کوزہ کے اندر گدلے پانی کی طرح ہے	اصرار کرنے والے ! تیرا نفس شوم اسکا چشمہ ہے

لغات۔ کدر۔ مکدر۔ گدلا۔ مُصر۔ صیغہ اسم فاعل اپنی خواہش نفس پر اصرار کرنیوالا۔
معنے۔ خواہشات نفس کے بندے ! تیرا نفس بت سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ نفس گدلے پانی کا چشمہ ہے اور بت ایسا ہے جیسا کوزہ میں گدلا پانی۔ کوزہ کا پانی تو ختم ہو جاتا ہے اور چشمہ کا پانی جاری رہتا ہے جو کم نہیں ہوتا۔

صد سبو را بشکند یک پارہ سنگ	واب چشمہ میرہاند بے درنگ
پتھر کا ایک ٹکڑا سو مٹکوں کو توڑ دیتا ہے	اور چشمہ کے پانی کو فوراً اچھال دیتا ہے

لغات۔ مے رہاند۔ آزاد کرنا۔ اچھالنا۔ دونوں معنی درست ہیں۔
معنے۔ سو ٹھلیوں اور کوزوں کو ایک چھوٹا سا پتھر توڑ سکتا ہے۔ لیکن چشمہ کے

پیغمبر کا اسم شریف ہے۔ یہاں موسےٰ سے مراد خلیفۂ وقت اور نائب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب ہے یہاں فرعون سے مراد سرکشی اور طغیان ہے۔
معنے۔ موسےٰ کے خدا پر ایمان لا اور فرعونیت سے اپنے ایمان کی آبرو نہ بگاڑ

دست را اندر احد و احمد بزن	اے برادر وارہ از بوجہل تن
احد اور احمد میں پنجہ لگائے رکھ	بھائی! جسم کے ابوجہل سے نجات حاصل کر

لغات۔ وارہ۔ امر کا صیغہ رہیدن سے ہے جس کے معنی نجات پانا ہیں۔
معنے۔ خدا کے احکام اور حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے فرمان مبارک پر عمل کر۔ اس ترکیب کے ساتھ جسم کے ابوجہل سے جو نفس سرکش اور مکار ہے کامل نجات حاصل ہو گی

آوردن بادشاہ جہود زنے را با طفل و انداختن او طفل را

یہود کے بادشاہ کا ایک بچے والی عورت کو آگ کے سامنے لانا اور بچے کو

در آتش و بسخن در آمدن طفل درمیان آتش

آگ میں ڈال دینا اور اس بچے کا آگ میں گر کر کلام کرنا

یک زنے با طفل آورد آں جہود	پیش آں بت و آتش اندر شعلہ بود
وہ یہود ایک بچے والی عورت کو	بھڑکتی ہوئی آگ کے سامنے بت کے حضور لایا
گفت اے زن پیش ایں بت سجدہ کن	ورنہ در آتش بسوزی بے سخن
اس نے حکم دیا کہ اے عورت اس بت کے آگے سجدہ کر	ورنہ اس آگ میں ضرور جلے گی
بود آں زن پاک دین و مومنہ	سجدہ آں بت نکرد آں موقنہ
چونکہ وہ عورت پاک دین اور ایمان والی تھی	لہٰذا اس یقین والی نے اس بت کو سجدہ نہ کیا

اعضا ہیں جن کے ذریعہ اس سے برے اعمال صادر ہوتے ہیں جن سے انسان بستلائے عذاب دوزخ ہوتا ہے۔ اول دہن اس سے آدمی جو کچھ چاہتا ہے کہہ بیٹھتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے خورد و نوش کر لیتا ہے۔ دوسرے شرم گاہ جس سے زنا اور لواطت وغیرہ افعال قبیحہ صادر ہوتے ہیں۔ تیسرے ہاتھ جو قتل ناحق اور چوری۔ ایذائے مظلوم وغیرہ میں مدد دیتا ہے۔ چوتھے پاؤں جن سے چل پھر کر گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے۔ پانچویں آنکھ جس سے غیر محرم عورتوں پر نگاہِ بد پڑتی ہے۔ چھٹے کان جن سے غیبت اور فتنہ و فساد کی باتیں سنی جاتی ہیں۔ ساتویں قلب جو تمام گناہوں اور شرارتوں کا مخزن ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃً لَوْ صَلَحَتْ لَصَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَلَوْ فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ (انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو جائے تو تمام جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو وہ دل ہے) نیز مضمون شعر بالا کی توضیح کے لئے قرآن حکیم کی طرف اشارہ ہے۔ اِنَّ جَھَنَّمَ لَمَوْعِدُھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ لَھَا سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ ۝ (یقیناً ان سب کی وعدہ گاہ دوزخ ہے جس کے سات دروازے ہیں) اہل حال نے ان سات دروازوں کی حسب ذیل تشریح بیان فرمائی ہے اول حرص۔ دوسرا بخل۔ تیسرا حسد۔ چوتھا کینہ۔ پانچواں غضب۔ چھٹا شہوت۔ ساتواں کبر۔ اہل باطن کے نزدیک دوزخ کے یہی سات دروازے ہیں

ہر نفس مکرے و در ہر مکر ازاں ہر ایک سانس میں مکر ہے اور ہر ایک مکر سے	**غرقہ صد فرعون با فرعونیاں** سو فرعون فرعونیوں کے ساتھ غرق ہوتے ہیں

معنے۔ نفس امارہ کا فعل ہر ایک دم میں ایک مکر ہے اور ہر ایک مکر میں بہت سے فرعون لشکر سمیت غرق ہوتے ہیں حاصل یہ ہے کہ نفس کے مکر نے ہزارہا لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔

در خدائے موسیٰ و موسیٰ گریز موسیٰ کے خدا اور موسیٰ پر نظر رکھ	**آب ایماں را ز فرعونی مریز** اپنے ایمان کو فرعونیت سے بے آبرو نہ کر

لغات۔ خدائے موسیٰ۔ ربّ العالمین ہے۔ موسیٰ علیہ السلام ایک نہایت ہی معزز

لغات۔ برہان۔ دلیل۔ سند۔ عشرت۔ خوشی۔ طفل سے باطنی طور پر عقل مراد ہے اور مادر سے طبیعت مراد ہے۔

معنے و مطلب یہ ہے کہ لڑکے نے اپنی والدہ کو آواز دے کر کہا کہ تم بھی آگ میں چلی آؤ اور حق تعالیٰ کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ اس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام شعلوں کو پھول اور آگ کو گلزار بنا دیا ہے۔

تشریح۔ باطنی طور پر طفل سے مراد عقل ہے جب مادر طبیعت اور اس کے اقتضا سے دور ہو گئی تو ترک لذات روحانی اور نعمت باطنی حاصل ہو گئی اور عقل نے اپنی مادر طبیعت کو بھی بزبانِ حال آتش فقر اور مجاہدہ کی آگ کی طرف بلایا تاکہ اس کے ساتھ اس نعمت حقانی اور دولتِ لازوال میں شریک حال ہو جائے۔

اندر آ و آب بیں آتش مثال اندر آؤ اور پانی کو آگ جیسا دیکھو		**از جہانے کا تش ست آبش مثال** اس جہان سے کہ جس کی آگ پانی کی مانند ہے

لغات۔ دوسرے مصرع میں لفظ مثال آتش کے متعلق ہے

معنے۔ اماں جان اندر آؤ اور اس کو آتش نہ سمجھو۔ یہ حقیقت میں پانی اور ظاہر میں آگ ہے اور اس جہان سے کوچ کرو جس کا پانی ظاہر میں پانی اور حقیقت میں آتش سوزاں ہے حاصل یہ ہے کہ بیہودہ کے عیش و عشرت کی طرف نگاہ کرو۔ کیونکہ حقیقت میں آگ ہے جو وبال جان ہے

اندر آ اسرارِ ابراہیم بیں اندر آ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسرار دیکھو		**کو در آتش یافت سرو و یاسمیں** کہ آپ نے آگ میں سرو اور چنبیلی کو پایا

معنے۔ آگ میں قدرت حق تعالیٰ کا باغ کھلا ہوا ہے۔ بعض نسخوں میں بجائے سرو ورد ہے جس کے معنی درخت گلاب ہے۔

مرگ میدیدم گہ زادن ز تو تجھ سے پیدا ہونے کے وقت مجھے موت نظر آتی تھی		**سخت خوفم بود افتادن ز تو** اور تجھ سے گر پڑنے کا بڑا خوف لگا ہوا تھا

معنے۔ میں اپنی پیدائش کے وقت اپنی موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ اب

لغات۔ مؤمنہ۔ مومن کی مؤنث ہے، ایمان والی۔ موقنہ۔ موقن کی مونث، توحید کا یقین کرنیوالی

طفل ازو بستید و در آتش فگند — زن بترسید و دل از ایماں بکند

اس سے بچہ لے کر آگ میں ڈال دیا — عورت نے خوف کھایا اور دل میں ایمان سے تزلزل آنے لگا

خواست تا او سجدہ آرد پیش بت — بانگ زد آں طفل کانی لم امت

اس عورت نے بت کے آگے سجدہ کرنا چاہا — اتنے میں اس بچے نے آواز دی کہ میں مرا نہیں ہوں

معنے۔ بچے کی ماں خوف اور دہشت اور بچے کی محبت کے باعث بت کے سامنے سجدہ کرنے ہی کو تھی کہ لڑکے نے آگ میں سے آواز دی کہ میری ماں! میں مرا نہیں بلکہ زندہ ہوں

اندر آ مادر کہ من ایں جا خوشم — گرچہ در صورت میانِ آتشم

اماں جان! اندر آؤ میں اس جگہ خوش ہوں — اگرچہ میں بظاہر آگ میں ہوں

چشم بندست آتش از بہرِ حجیب — رحمت است ایں سر بر آوردہ زجیب

حجاب کے واسطے یہ آگ ایک افسون ہے — حقیقت میں رحمت ہے کہ جس نے غیب سے سر نکالا ہے

لغات۔ چشم بند۔ افسون، ٹونا ٹوٹکا جس کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ حجیب۔ حجاب کا امالہ ہے جس کے معنی پردے کے ہیں۔

معنے۔ یہ آگ عام لوگوں کی آنکھوں کے حجاب کے واسطے ایک افسون ہے یعنی عام لوگوں کو آگ نظر آتی ہے جس طرح افسون آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اسی طرح اس آگ نے عام لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور رحمت حق کو اپنے اندر چھپا لیا ہے۔
مطلب یہ ہے کہ یہ آتش حقیقت میں رحمت حق ہے جس نے گریبان غیب سے سر نکالا ہے اور وحدانیت حق پر اعتقاد رکھنے والوں کے واسطے یہ آگ گلزار ہے

اندر آ مادر ببیں برہانِ حق — تا ببینی عشرت خاصانِ حق

اماں جان! اندر آؤ اور حق کی برہان دیکھو — تاکہ خاصانِ خدا کی خوشی دیکھو

لے ماں! حق مادری کے باعث اندر چلی آ	دیکھو اس آگ میں حرارت نہیں ہے

لغات۔ آذر۔ آگ۔ آذری ناریت اور حرارت۔

اندر آ مادر کہ اقبال آمدست	**اندر آ مادر مدہ دولت زدست**
ماں جان! اندر آؤ کیونکہ نصیب جاگا ہے	اماں جان! اندر آؤ اور دولت کو ہاتھ سے نہ دو
قدرتِ آں سگ بدیدی اندر آ	**تا بہ بینی قدرتِ فضلِ خدا**
تونے اس کتے کی قدرت دیکھ لی ہے	اندر آ تاکہ تو خدا کے فضل کی قدرت دیکھے

لغات۔ آں سگ سے مراد بادشاہ یہود ہے۔

من ز رحمت مے کشانم پائے تو	**کز طرب خود نیستم پروائے تو**
میں صرف تجھے محبت سے بلاتا ہوں	ورنہ خوشی کے باعث مجھے تیری پروا نہیں ہے

لغات۔ رحمت۔ شفقت۔ بعض نسخوں میں کز طرب کی جگہ در طرب ہے

معنے۔ میں تجھے محض شفقت اور رحمت کے باعث بلاتا ہوں ورنہ معنوی طرب کے لحاظ سے مجھے تیری کچھ بھی پروا نہیں ہے۔

اندر آ و دیگراں را ہم بخواں	**کاندر آتش شاہ بنہاد ست خواں**
اندر آؤ اور دوسروں کو بھی بلاؤ	کیونکہ بادشاہ نے آگ میں دسترخوان رکھا ہے

لغات۔ شاہ سے مراد ذات حق ہے۔ خواں سے مراد آخرت کی نعمت اور حیات ابدی ہے

معنے۔ اماں جان! حق تعالےٰ نے اس آگ میں خوان نعمت رکھ دیا ہے۔

اندر آئید اے مسلماناں ہمہ	**غیر عذبِ دیں عذابست آں ہمہ**
مسلمانو! سب کے سب اندر آؤ	دین کی شیرینی کے سوا سب کچھ عذاب ہے

لغات۔ عذب بمعنی عذوبت۔ شیرینی ہے

اندر آئید اے ہمہ پروانہ وار	**اندر ایں آتش کہ دارد صد بہار**

سرا۔ کیونکہ رحم نہایت تنگ جگہ تھی۔ اس لئے اپنے گلے کے گھٹ جانے اور ساقط ہو جانے کا خوف لگا ہوا تھا۔

مطلب۔ بعض نسخوں میں خونم کی جگہ خویم۔ یعنی ولادت کے وقت میں اس بات کو اپنے لئے نہایت ہی بہتر سمجھ رہا تھا کہ اس پیدا ہونے سے بے جان ساقط ہو جانا بہتر ہے

چوں بزادم رستم از زندانِ تنگ	**در جہانے خوش ہوائے خوب رنگ**
جب میں پیدا ہوا تو تنگ قید خانہ سے چھوٹا	اور جہان خوش مکان خوبصورت میں آیا

معنے۔ پیدائش کے بعد میں نے رحم کے قید خانہ سے رہائی پائی اور وسیع پر فضا عالم میں آ گیا۔ لیکن اس وقت میرے لئے یہ آگ ایسا پر بہار اور وسیع مقام ہو گیا ہے کہ دنیا کو اس کے مقابلہ میں رحم کی مانند تنگ اور تاریک مکان سمجھ رہا ہوں۔

ایں جہاں را چوں رحم دیدم کنوں	**چوں دریں آتش بدیدم ایں سکوں**
میں اس جہان کو اب رحم کی طرح دیکھتا ہوں	جب میں نے اس آگ میں یہ آرام دیکھا ہے
اندریں آتش بدیدم عالمے	**ذرہ ذرہ اندرو عیسیٰ دمے**
میں نے آگ کے درمیان ایک عالم کو دیکھا	کہ جس کا ذرہ ذرہ دم عیسوی رکھتا ہے
نک جہانے نیست شکل و ہست ذات	**ویں جہانے ہست شکل و بے ثبات**
وہ جہان شکل نہیں ہے اور ذات میں ہست ہے	اور اس جہان کی شکل ہے مگر فانی ہے

لغات۔ نک۔ مخفف آنک کا ہے وہ جہان اس سے مراد عالم معنی ہے۔ عالم سے عالم جدید اور کیفیت نو مراد ہے۔ عیسیٰ دم بمعنی زندگی بخش ہے۔

معنے۔ وہ جہان یعنی عالم باطنی ظاہری شکل اور صورت کے اعتبار سے تو معدوم ہے مگر حقیقت میں موجود ہے اور یہ جہان دنیا باعتبار صورت تو ہست ہے مگر باعتبار معنی ناپائیدار اور فانی ہے جس کی عارف کے نزدیک کچھ بھی حقیقت نہیں ہے

اندر آ مادر بحق مادری	**بیں کہ ایں آذر ندارد آذری**

اندر آمد مادرِ آں طفلِ خرد — اندر آتش گوئے دولت را بہ برد

اس چھوٹے بچے کی ماں اندر آئی — اور آگ کے اندر لگی بازی کو جیت لیا

لغات۔ دولت۔ سلطنت۔ یہاں دولت دین مراد ہے۔

مادرش ہم زاں نسق گفتن گرفت — دُرِ وصفِ لطفِ حق سُفتن گرفت

اس کی ماں بھی اس کی ہم زبان ہو گئی — لطف حق کی صفت کے موتی پرونے لگی

لغات۔ زآں نسق اسی طرز پر یعنی جس طرح بچہ بیان کر رہا تھا۔

بانگ میزد درمیانِ آں گروہ — جانِ خلقاں پس ہمے شد از شکوہ

اس گروہ کے درمیان آواز دینے لگی — جس کے باعث مخلوقات کی جان ہیبت سے پر ہوگئی

نعرہ میزد خلق را کاے مردماں — اندر آتش بنگرید ایں بوستاں

خلقت کو پکار کر کہا کہ اے لوگو! — آگ کے درمیان اس گلزار کو دیکھو

انداختن مردماں خود را در آتش از سرِ ذوق

(لوگوں کا باطنی ذوق کے باعث اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا)

خلق خود را بعد ازاں بے خویشتن — میفگندند اندر آتش مرد و زن

اس کے بعد لوگ بے خود ہو کر — مرد اور عورتیں آگ میں گرنے لگے

بے مُوَکّل بے کشش از عشقِ دوست — زانکہ شیریں کردنِ ہر تلخ ازوست

یہ سب کچھ بغیر سبب اور کشش ظاہری کے عشق دوست کے باعث سے — کیونکہ وہ کڑوے کو میٹھا کر دیتا ہے

لغات۔ مُوَکّل بکسر الکاف۔ سپارندہ کار بہ دیگرے اور مجازاً بمعنی سبب ہے کیونکہ مُوَکّل وکیل کے واسطے کاروبار کا سبب ہوتا ہے۔

سب کے سب پروانہ کی مانند آگ میں آؤ — جس میں سیکڑوں طرح کی بہار ہے

لغات ۔ بعض نسخوں میں آتش کی جگہ بہمن ہے۔ اور بہمن فصلِ خزاں کے ایک مہینے کا نام ہے۔

معنے ۔ مسلمانو! اس آگ میں چلے آؤ۔ کیونکہ یہ آگ دین کی عذوبت اور شیرینی ہے اور دنیا کی تمام چیزیں جن میں تم مصروف ہو عذابِ الٰہی کا باعث ہیں۔

اندر آئید و نہ بینید ایں چنیں	**سرد گشتہ آتشِ گرمِ مُہیں**
اندر آؤ! اور اس طرح نہ دیکھو	گرم آگ تکلیف دینے والی سرد ہو گئی ہے

لغات ۔ مُہِین ذلیل کرنے والی آگ۔ یعنی تکلیف رساں اور ایذا دینے والی۔ بعض نسخوں میں بجائے نہ بینید کے بہ بینید ہے یعنی جو کچھ میں نے آگ میں ظہورِ حق دیکھا ہے وہ تم بھی دیکھ لو۔

معنے ۔ یہ آگ جو تم ظاہر میں دیکھ رہے ہو حقیقت میں اس کو آگ نہ سمجھو!

اندر آئید اے ہمہ مست و خراب	**اندر آئید اے ہمہ عینِ عتاب**
سب خراب اور مستو! اندر چلے آؤ	سب بالکل عتاب والو! اندر چلے آؤ

لغات ۔ خراب بمعنی بے خود اور مست۔ یہ لفظ آئید کی ضمیر فاعل سے حال واقع ہے عینِ عتاب سے مراد شاہ جہود کی سخت گیری اور ناراضی وظلم ہے جو نصاریٰ کے حق میں کر رہا تھا

اندر آئید اندریں بحرِ عمیق	**تا کہ گردد روح صافی و رقیق**
اس گہرے دریا کے اندر چلے آؤ	تاکہ تمہاری روح صاف اور لطیف ہو جائے

لغات ۔ بحرِ عمیق سے مراد رحمتِ الٰہی کا دریا ہے۔ رقیق ۔ لطیف ۔ پاکیزہ۔

مادرش انداخت خود را اندرو	**دست او بگرفت طفلِ مہر جو**
اس کی ماں نے اپنے آپ کو اس آگ میں گرایا	لڑکے نے محبت سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

لغات ۔ دست گرفتن سے رحمتِ حق کی طرف رہبری کرنا مقصود ہے۔

معنے۔ شاہ یہود جو شیطان الانس میں تھا سوچنے کا مقام ہے کہ اس کے مکر و فریب نے اسی کی طرف رجوع کیا اور اس نے اپنے آپ کو سیاہ رو پایا اور خداوند تعالےٰ کی تدبیر ان سب کفار کے مکر و فریب پر غالب آگئی۔

آنچہ مے مالید بر روئے کساں	جمع شد در چہرۂ آں ناکساں
جو کچھ وہ لوگوں کے چہرے پر ملتا تھا	وہ چیز انہی نالائقوں کے چہرے پر جمع ہوئی

لغات۔ کساں سے مراد اہلِ ایمان ہیں۔ ناکساں سے مراد شاہِ یہود کے عوان ہیں
معنے۔ جو کچھ مکر اور فریب انہوں نے نیک لوگوں کے واسطے کیا تھا۔ اس کا الٹا اثر انہی پر ہوا جس کے باعث ان کی دنیا خراب ہوئی اور آخرت میں عذاب الٰہی کے سزاوار ہوئے۔ کیونکہ ظالم آخرت سے محروم ہو کر دنیا میں بھی پھلتا پھولتا نہیں ہے۔
بعض نسخوں میں (جمع شد در چہرۂ آں ناکس آں) ہے اس صورت میں آں کا مشار الیہ شاہ یہود ہے اور مطلب شعر بالکل واضح ہے۔

آنکہ مے درّید جامہ خلق چست	خود درید آں او و ایشاں درست
جس شخص نے مخلوق کا جامہ پھاڑا	خود اس نے اپنا جامہ پھاڑا اور ان کا درست رہا

لغات۔ چست کا تعلق دوسرے مصرع کے ساتھ ہے۔ آں۔ بلکہ مجازاً جامہ مراد ہے
معنے۔ جس شخص نے مخلوقات کی آبرو کا پیراہن چاک کر دیا۔ یعنی مخلوقِ خدا کو ستایا اور ان کو ایذا پہنچائی فوراً اس کا خود جامۂ آبرو پھٹ گیا اور ان کا درست ہو گیا کیونکہ بدی کا وبال بدی کرنے والے ہی کی طرف رجوع کیا کرتا ہے جیسا کہ شاہِ یہود نے اپنے برے فعل سے وبالِ آخرت مول لے لیا تھا سچ ہے۔ چاہ کن را چاہ در پیش۔

کژماندن دہانِ آں شخص کہ نام پیغمبر را از تمسخر بخواند

ایک شخص کا منہ ٹیڑھا رہ جانا کیونکہ اس نے پیغمبر علیہ السلام کا نام تمسخر سے لیا تھا

آں دہن کژ کرد و از تمسخر بخواند	نام احمد را دہانش کژ بماند
ایک شخص نے منہ ٹیڑھا کیا اور حضرت اقدس کا نام مسخرہ کیا	اس کا منہ ٹیڑھا رہ گیا

معنے۔ لوگ بلاکشش ظاہری آگ میں گرتے تھے کیونکہ دوست (ذات حق) اپنے خالص بندوں کے واسطے کڑوے کو میٹھا اور رہنا کو فنا اور محنت کو نعمت اور زحمت کو رحمت بنا دیتا ہے۔

تا چناں شد کاں عواناں خلق را — منع میکردند کآتش در میا

یہاں تک نوبت پہنچی کہ بادشاہ کے نوکر خلقت کو — منع کرنے لگے کہ آگ میں نہ جاؤ

لغات۔ عواّن بتشدید الواو بمعنی سخت گیر، ظالم، سرہنگ۔ یہاں ضرورت شعری کے باعث تخفیف کے ساتھ لایا گیا ہے۔ آتش۔ اصل میں درآتش ہے۔

معنے۔ مخلوقات آگ میں اس کثرت کے ساتھ گرنے لگی کہ بادشاہ کے مددگاروں اور سپاہیوں نے اس آگ کے پاس لوگوں کو آنے سے منع کر دیا۔

مطلب باطنی یہ ہے کہ جب حق تعالے نے اپنے فضل اور کرم سے کسی شخص کو اپنی طاعت کی طرف جذب کر لیتا ہے تو آتش ریاضت کی برداشت اس پر آسان ہو جاتی ہے اس وقت شیطان اور اس کے چیلے چانٹے اس شخص کو اس آگ میں گرنے سے منع کرتے کرتے عاجز آجاتے ہیں اور ان کو اپنی شیطنت کے جاری رکھنے میں کامل مایوسی ہو جاتی ہے۔

آں یہودی شد سیہ روئی و خجل — شد پشیماں زیں سبب بیمار دل

وہ یہودی سیاہ رو اور شرمندہ ہوا — اور اس باعث بیمار دل اور پشیمان ہوا

لغات۔ بیمار دل۔ ضعیف القلب۔ جس کا دل دنیا طلبی اور خواہشات نفسانی کے لاعلاج مرض میں گرفتار ہو گیا ہو اور عشق حقیقی سے بہت دور جا پڑا ہو۔

کاندر آتش خلق عاشق تر شدند — در فنائے جسم صادق تر شدند

کیونکہ مخلوق آتش پر دلدادہ ہو چکی تھی — اور جسم کو فنا کرنے میں نہایت صادق ہو گئی تھی

اس شعر کا تعلق شعر بالا کے لفظ زیں سبب کے ساتھ ہے۔

مکر شیطاں ہم در و پیچید شکر — دیو خود را ہم سیہ رو دید شکر

شکر ہے شیطان کا مکر اسی پر لپٹا — شکر ہے شیطان نے اپنے آپ کو سیاہ رو دیکھا

مطلب و معنے۔ حق تعالے کو جس شخص کی پردہ پوشی منظور ہوتی ہے تو وہ نیکوں پر تو کیا عیب لگائے گا وہ تو بدوں کے عیب دیکھ کر بھی اُن پر نکتہ چینی نہیں کرتا ہے
تشریح۔ کسی شخص پر پس پشت یا روبرو جھوٹا عیب لگانا تہمت اور بہتان ہے اور پس پشت سچا عیب لگانا غیبت ہے اور کسی کے سامنے اس کا عیب نکالنا دل شکنی میں داخل ہے خدا سب کو حفاظتِ زبان کی نیک توفیق عنایت فرمائے۔

چوں خدا خواہد کہ ما یاری کند جب خدا ہماری مدد کرنا چاہتا ہے	میل ما را جانب زاری کند تو ہماری رغبت عاجزی کی طرف ہوتی ہے۔

لغات۔ ما یاری میں اضافت مقلوب ہے یعنی یاری ما۔ ہماری یاری اور ہماری مدد زاری بمعنی بکا۔ تضرع۔ عاجزی۔ توفیق عفوِ تقصیر
معنے۔ جس شخص پر حق تعالے کی نظر رحمت اور شفقت ہوتی ہے وہ بجائے اس کے کہ خود بیں یا ما بیں ہو اُس کا طبعی سیلان عاجزی اور تواضع کی طرف ہوتا ہے وہ ہر وقت جھکا رہتا ہے اگر گاہے غلطی سے کوئی ناشائستہ حرکت سرزد ہوجائے تو فوراً عفو تقصیر کرالیتا ہے جیسے کہ اس مسخرے شخص نے آنحضرت رسالت پناہ سے معافی مانگی تھی۔

اے خنک چشمے کہ او گریانِ اوست مبارک آنکھ ہے جو اسکی یاد میں گریہ کرنیوالی ہے	وے ہمایوں دل کہ او بریانِ اوست مبارک دل وہی ہے جو اسی میں جلا بھنا ہے

معنے۔ وہ چشم نہایت ہی مبارک ہے جو حق تعالے کے خوف کے باعث ہر وقت گریہ اور بکا میں رہتی ہے اور نہایت ہی مبارک وہ دل ہے جو حق کی محبت کی آتش میں جلتا رہتا ہے۔ اسے محبوب ازلی تو اپنے عاشقانِ صادق اور محبانِ واثق کو چشم گریاں اور سینہ بریاں عنایت فرما۔

از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست ہر ایک رونے کا انجام ہنسی ہے	مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست انجام کو دیکھنے والا مبارک بندہ ہے

معنے۔ آفت اور مصیبت میں صابر اور شاکر رہنا چاہیئے جو شخص گریہ کناں ہے اس کو ہنسی کے واسطے تیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک چیز کا انجام ہے جس وقت اپنے کمال کو پہنچتی ہے تو

لغات۔ آں اسم اشارہ اس سے ایک شخص مراد ہے۔ تسخر۔ تمسخر اور استہزا ہے۔
معنے۔ ایک شخص نے بطور تمسخر ٹیڑھا منہ کرکے حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیا۔ اس پر خدا کی مار پڑی اور منہ ٹیڑھے کا ٹیڑھا ہی رہا۔

بازآمد کاے محمد عفو کن	اے ترا الطاف علم من لدن
اس نے توبہ کی کہ اے محمد معاف کر دو	آپ ہی کی ذات پر لدنی علم کے الطاف ہیں

لغات۔ علم من لدن۔ وہ علم جو حق تعالےٰ کی طرف سے براہ راست بغیر ذرائع اور وسائل کے خاصانِ خدا کو عطا ہوتا ہے۔ علم من لدن ترکیب میں مبتدا ہے اور الطاف جمع لطف بمعنی مہربانی خبر مقدم ہے۔

من ترا افسوس میکردم زجہل	من بدم افسوس را منسوب واہل
میں نے نادانی سے آپ کو مسخری کی	میں مسخرا اور مسخرے پن کا اہل تھا

لغات۔ افسوس کردن۔ طنز و تمسخر کردن
معنے۔ یہ حرکت مجھ سے نادانی سے ظاہر ہوئی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ میں حقیقت میں اس نالائق حرکت کا اہل ہوں۔ مجھ میں یہی قابلیت تھی۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنہ نیکاں برد
جب خدا کسی کی پردہ دری کرنا چاہتا ہے	اس کا میلان نیکوں پر طعنہ کرنے میں ہوتا ہے

لغات۔ پردہ۔ ناموس۔ نیکاں سے انبیاء۔ اولیاء۔ علماء۔ صلحا مراد ہیں۔
معنے۔ جب حق تعالےٰ کسی کی پردہ دری چاہتا ہے تو اس کے دل میں نیک اور پارسا لوگوں پر طعنہ زنی کی رغبت ڈال دیتا ہے کہ وہ ان پر طعنہ زنی کرکے اپنے ایمان کو ضائع کر لیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے کار خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔

ور خدا خواہد بپوشد عیب کس	کم زند در عیب معیوباں نفس
اور اگر خدا کسی کی عیب پوشی کرنا چاہتا ہے	تو وہ بُروں کے عیب پر بھی دم نہیں مارتا ہے

رکھو تاکہ تمہاری جان کے میدان سے طرح طرح کا سبزۂ ایمان و عرفان پیدا ہو۔

رحم خواہی رحم کن بر اشکبار	رحم خواہی بر ضعیفاں رحمت آر
اگر رحم چاہتے ہو تو اشکبار پر رحم کرو	اگر رحم چاہتے ہو تو ضعیفوں پر رحم کرو

لغات۔ اشکبار۔ آنسو برسانے والا۔ اس سے مراد شکستہ دل اور فقیر ہے۔

معنے۔ اگر تم حق تعالےٰ کی رحمت چاہتے ہو تو فقیروں اور مسکینوں پر مہربانی کرو۔ اور اگر ارحم الراحمین خدائے رحیم کی رحمت چاہتے ہو تو عاجزوں اور ناتوانوں پر رحمت اور شفقت کرو۔

مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ مَنْ لَمْ یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ (جو شخص رحم نہ کرے گا رحمت نہ کیا جائے گا) نیز ارشاد ہے اِرْحَمُوْا یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ (رحم کرو۔ کیونکہ حق تعالےٰ جس کا جلال آسمانوں میں ہے تم پر رحم کرے گا)۔ اے خدا اپنے فضل وکرم سے اور اپنے نیک بندوں کے طفیل ہم عاجزانِ امت آنحضرت پر رحمت اور شفقت عنایت فرما۔ اور ہم کو بھی رحمت اور شفقت کی توفیق عطا کر۔

عتاب کردن جہود آتش را کہ چرا نمیسوزی و جواب او

شاہ یہود کا آگ پر غصہ کرنا کہ تو کیوں نہیں جلاتی ہے اور آگ کا بادشاہ کو جواب دینا

تشریح۔ شاہِ یہود چونکہ دنیا پرست تھا اور اس کی نظر بھی دنیاداروں کی طرح ظاہری اسباب پر تھی لہذا آگ پر اپنی عقل کے مطابق خفا ہوا اور یہ نہ سمجھا کہ حق تعالےٰ نے اس کا اثر دور کر دیا ہے

رو بآتش کرد شہ کاے تندخو	آں جہان سوز طبیعی خوت کو
بادشاہ نے آگ کو مخاطب کرکے کہا کہ اے تندخو	وہ تیری قدرتی عادت جہان کو جلانے والی کہاں ہے

لغات۔ طبیعی۔ قدرتی۔ وہ فعل جو کسی چیز کی فطرت میں ہے۔ کو۔ یعنی کجا۔ کہاں

مطلب یہ ہے کہ شاہ یہود نے آگ کو خطاب کرکے کہا کہ تیری عادت میں تو ذرہ بھر بھی رحم نہیں ہے تو عالم سوز ہے۔ وہ تیری طبیعت اور پہلی سی عادت کہاں ہے کہ تو جلاتی نہیں۔

اپنی ضد کی طرف رجوع کرتی ہے۔ اِذَا تَمَّ الشَّیْءُ شَرَعَ فِیْ ضِدِّہٖ (جب کوئی چیز اپنے کمال کو پہنچتی ہے تو اپنی ضد کی طرف راجع ہوتی ہے)، گریہ کی ضد خندہ ہے اور جو شخص انجام کار اور نتیجہ کو سوچنے والا ہے وہی عارف کامل اور بابرکت بندہ ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ (ہر ایک چیز کا اعتبار اس کے خاتمہ پر ہے) لہٰذا انجام بین مرد مبارک ہے

مطلب۔ حضرت امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے لَاَنْ اَدْمَعَ دَمْعَۃً مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ (میرے نزدیک خوف خدا سے ایک آنسو بہانا ہزار دینار کے صدقہ کرنے سے نہایت بہتر ہے) اس حدیث شریف میں خوف خدا سے رونے والوں کے لئے اعلیٰ درجہ کی خوش خبری اور بشارت ہے۔

ہر کجا آب رواں سبزہ بود	**ہر کجا اشکے رواں رحمت شود**
جس جگہ پانی جاری ہے سبزہ ہوتا ہے	جس جگہ آنسو جاری ہے رحمت ہوتی ہے

معنے۔ جس جگہ پانی جاری ہوتا ہے۔ وہاں کی زمین سرسبز و شاداب ہوتی ہے طرح طرح کی سبزی اور انگوری پیدا ہوتی ہے اور جس جگہ خوف اور محبت حق تعالےٰ سے آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں وہاں پر حق تعالےٰ جل شانہٗ کی رحمت نازل ہوتی ہے کیونکہ اشک جاری حق تعالےٰ کی رحمت اور شفقت کا نشان ہے۔

مطلب۔ حضرت سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی ربانی نازل ہوئی تھی۔ یَا شُعَیْبُ ہَبْ لِیْ مِنْ وَقْتِکَ الْخُضُوْعَ۔ وَمِنْ قَلْبِکَ الْخُشُوْعَ وَمِنْ عَیْنِکَ الدُّمُوْعَ (اے شعیبؑ! اپنے وقت میں سے عاجزی۔ اور اپنے دل سے خوف اور اپنی آنکھوں میں سے آنسو میرے واسطے وقف کر دو) حاصل یہ ہے کہ حق تعالےٰ شکستہ دلوں کے قریب ہے اور مبارک ہیں وہ لوگ کہ جن کے دل محبت حق میں شکستہ ہیں۔

باش چوں دولاب نالاں چشم تر	**تا ز صحن جانت بر روید خضر**
دولاب کی طرح نالاں ہو اور چشم کو تر رکھ	تاکہ تیری جان کے صحن سے سبزہ پیدا ہو

لغات۔ دولاب۔ رہٹ۔ خضر۔ سبزی۔ یہاں پر سبزۂ ایمان و عرفان مراد ہے۔

معنے۔ یاد حق اور محبت خدا میں دولاب کی طرح گریہ و زاری کرو اور آنکھ کو آنسوؤں سے تر

پر سحر کی بندش ہے کہ تو ایمان والوں کو جلا رہی ہے اور ہم دیکھ نہیں سکتے اور یا ایمان والوں کی عقل اور ہوش بند ہے کہ وہ جلتے ضرور ہیں اور اُن کو اپنے جلنے کا احساس نہیں ہے یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے یعنی دونوں باتوں میں سے ایک کا بھی نہ ہونا محال ہے اور دونوں کا جمع ہونا ممکن ہے۔

جادوے کردت کسے یا سیمیاست تجھ پر کسی نے جادو کر دیا یا طلسم ہے	**یا خلاف طبع نواز بخت ماست** یا تیری طبیعت کا خلاف ہماری بدبختی کے باعث ہے

لغات ۔ سیمیا ۔ طلسم ۔ بخت ۔ بد بختی مراد ہے ۔

معنے ۔ شاہ یہود دنیا داروں کی طرح ظاہری اسباب پر دلدادہ ہے اور آگ جو اہل ایمان پر بصورت گلزار ظاہر ہو رہی ہے اس فعل کو دیکھ کر خدائے رحمٰن کی قدرت کاملہ کو بھول رہا ہے اور اس عمل کو کا ہے جادو اور کا ہے طلسم تصور کر رہا ہے اسباب کو دیکھتا ہے ۔ اور مسبب الاسباب ۔ سے غافل ہے لَا مُؤَثِّرَ فِی الْوُجُوْدِ اِلَّا ھُوَ (جہان میں مؤثر حقیقی حق تعالےٰ ہی کی ذات ہے) خیر اور شر سب اُسی کے حکم سے ہے ۔ آگ بیچاری کی حقیقت ہی کیا ہے ۔

گفت آتش من ہمانا آتشم آگ نے کہا کہ میں تو وہی آگ ہوں	**اندر آتا تو بہ بینی تابشم** تو اندر آ کر میری طپش کو دیکھ لے

معنے ۔ آگ بولی کہ تو قدرتِ حق سے بے خبر ہے ۔ ایمان والوں کو مجھ سے نجات اللہ کے حکم سے ہے ورنہ میں وہی آتش سوزاں ہوں اگر تجھ کو شک ہے تو میرے اندر آ کر دیکھ لے کہ تجھ کو جلا کر خاک سیاہ کرتی ہوں یا نہیں ۔

طبع من دیگر نہ گشت و عنصرم میری طبیعت اور عنصر میں تبدیلی نہیں ہوئی ہے	**تیغ حقم ہم بدستوری بُرم** میں حق کی تلوار ہوں اور بدستور کاٹتی ہوں

لغات عنصر بمعنی اصل اور جوہر ہے ۔ بُرَم ۔ بریدن سے ۔ واحد متکلم بمعنی کاٹنا ۔

مطلب یہ ہے کہ آگ نے جواب دیا کہ میری ذات اور اصلیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی میں حق تعالےٰ کی تلوار ہوں اور میرا کام بدستور سابق کاٹنا یعنی جلانا ہے مگر حق کے

چوں نمیسوزی چہ شد خاصیتت تو جلاتی کیوں نہیں؟ تیری خاصیت کیا ہوئی؟	**یا ز بخت ما دگر شد نیتت** یا ہماری بدنصیبی سے تیری نیت بدل گئی

لغات۔ نمیسوزی۔ فعل متعدی ہے۔ بخت سے مراد شومیٔ بخت۔ بدنصیبی ہے۔
معنے۔ شاہ یہود حیران ہو رہا ہے گا ہے آگ پر آوازے کستا ہے اور گاہے اپنے نصیب کو کوستا ہے۔

مے نہ بخشائی تو بر آتش پرست تجھ کو آتش پرست پر تو رحم آتا نہیں ہے	**آنکہ نہ پرستد ترا چوں او برست** جو شخص تیری پرستش نہیں کرتا اس نے کیسے نجات پائی؟

لغات۔ برستن پر بائے زائد ہے فائدہ تاکید کا دیتی ہے۔ رستن بمعنی چھوٹنا کی ماضی مطلق ہے۔
معنے۔ شاہ یہود آگ کو کہتا ہے کہ جو شخص تیری پوجا میں لگا رہتا ہے اس پر تجھ کو رحمت اور بخشش نہیں آتی ہے اور جب موقع پاتی ہے اس کو جلا ڈالتی ہے یعنی اپنے دوست اور محب کے ساتھ عداوت اور کج خلقی سے پیش آتی ہے ۔ اگر صد سال گبر آتش فروزد۔ چوں یکدم اندر آں افتد بسوزد۔ لہذا جائے افسوس ہے کہ جو شخص تیری پرستش نہیں کرتا ہے وہ تجھ سے کیسے نجات حاصل کر گیا یعنی تیری سوزش اور گزند سے کیوں محفوظ ہے۔

ہرگز اے آتش تو صابر نیستی اے آگ! تو جلانے سے کبھی رُکنے والی نہ تھی	**چوں نسوزی چیست قادر نیستی** اب جلاتی کیوں نہیں گویا جلانے پر قادر ہی نہ تھی

معنے۔ اے آگ تیرا کام تو ہمیشہ ہی جلانا تھا جو چیز بھی تیری زد میں آتی تھی تو اس کو جلا کر سیاہ کر دیتی تھی اور اب تیری حالت ایسی ہے کہ گویا کبھی جلایا ہی نہ کرتی تھی اور تجھ کو اپنے تقاضائے طبعی پر قدرت ہی نہیں ہے

چشم بندست اے عجب یا ہوش بند تعجب ہے! آنکھیں بند ہیں یا ہوش اڑ گئے ہیں	**چوں نسوزاند چنیں شعلہ بلند** اتنا بلند شعلہ جلاتا کیوں نہیں ہے؟

معنے۔ شاہ یہود آگ کو کہتا ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہے یا تو تمہاری آنکھوں